تذکرہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ

اردو ترجمہ

نافع السالکین

ملفوظات

سلطان التارکین، برہان العاشقین

خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ

کے ارشادات وملفوظات کا گراں قدر مجموعہ

حرف اول

شروع کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔ جس نے ہمارے وجود کو اربعہ عناصر سے شہود کے میدان میں ظاہر کیا اور سب تعریفوں کے لائق وہی ذات ہے جس نے ممکن کو وجود کیا، عدم کو موجود کیا، باطن کا ظہور کیا، ظاہر کو مستور کیا۔ وہی اول ہے وہی آخر وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی تھا جو وہ اول ہوتا نہ اسکے بعد کوئی ہے جو آخر ہوتا۔ ہر مظہر میں اسکا ظہور ہے۔ پھولوں کی مہک میں پرندوں کی چہک میں ندیوں کے جھرنوں میں بادلوں کی گرج میں بجلی کی چمک میں بارش کی پھواروں میں، صحراؤں کی تپش میں وادیوں کی ٹھنڈک میں ویرانوں میں بیابانوں میں آبادیوں میں ٹھکانوں میں ہر اس چیز میں جو نظر سے ظاہر اور اوجھل ہے اپنی مخلوق پر اپنے علم سے محیط ہے جانتا ہے ان سینوں میں پوشیدہ اور لبوں پر ظاہر ہے۔ جسے چاہتا ہے ازلی علم عطا فرماتا ہے۔ فوق کل ذی علم علیم ۔اپنے برگزیدہ بندوں کو علم و وجود کی حقیقت سے آگاہ کیا اور انھیں وجوب اور امکان کی کمان کا جامع اپنا خلیفہ بنا کر اس دارِ فانی میں بھیجا درود ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ان سب میں اپنی نشات کے اعتبار سے کامل ترین انسان اور رحمتہ اللعالمین شفیع المذنبین امام الانبیاء والمرسلین اور وجہ تخلیق العالمین ہیں،

الحمدللہ آج حضرت عارف باﷲ و عاشقین حق قطب الاقطاب سلطان التارکین،
برہان العاشقین، خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ قدس سرہٗ کے ملفوظات کا اردو ترجمہ
جو کہ 1961 میں محمد حسین للٰہی صاحب خانقاہ چشتیہ سلیمانیہ للہ شریف ضلع جہلم نے فرمایا تھا۔ چونکہ
یہ نایاب نسخہ دورِ حاضر میں کسی کتب خانہ میں موجود نہ تھا کم ازکم نافع السالکین کا اردو ترجمہ کا یہ نسخہ
اسطرح کہیں بھی موجود نہ تھا کہ ہر خاص و عام تک پہنچ سکے۔ چنانچہ آپؒ کی اس کتاب کا اردو ترجمہ
1961 میں ہوا تھا اور اس دُرِناب قیمتی نسخہ کے اوراق بھی بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ ہم نے اس
کتاب کو جیسے تھی کی بنیاد پر Scan کیا تا کہ یہ نسخہ محفوظ ہو جائے اور دطالبانِ حق اس عظیم نسخہ سے
فائدہ اٹھاسکیں۔ میں خاص طور پر اپنے مرشد کریم حضرت خواجہ غلام اللہ بخش معینی صاحب کا مشکور
ہوں جن کی نظر کرم اور فیض کے صدقے مجھ جیسا ناچیز بندہ بھی عظیم روحانی ہستی کا کلام سمجھنے کے
قابل ہوا اور اس قدیم نسخہ (نافع السالکین) اس عظیم کام کو کرنے کی سعادت ملی اور اسکے علاوہ مولانا
غلام یسین صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے یہ نایاب نسخہ اس فقیر اور عاجز بندے کو عطا
فرمایا اور اسکو باقاعدہ انٹرنیٹ پر آن لائن کرنے اور اسکی مزید کاپیاں بنانے کی اجازت بھی فرمائی۔

سید اخلاق احمد رضوی

راجن پور

0333-6446680

akhlaq_shah2003@yahoo.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

الحمد للہ العلیّ الاعلیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

خصوصاً علیٰ سیّد الوریٰ صاحب قاب قوسین اوادنیٰ

وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ نجوم الھدیٰ ط

چودھویں صدی کے مشہور بزرگ حضرت مولانا فضل رحمن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے خاص مرید وخلیفہ مولانا محمد علی مونگیری رحؒ سے پوچھا تھا۔ کہ تم نے کوئی عشق کی دکان بھی دیکھی ہے؟ اور پھر خود ہی فرمایا تھا۔ "ہم نے دو دکانیں دیکھی ہیں۔ ایک حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلویؒ کی اور دوسری حضرت شاہ آفاق نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ کہ ان دکانوں میں عشق کا سودا بکا کرتا تھا[1]۔"

حضرت مولاناؒ کو چونکہ اپنا حصہ انہی دکانوں سے مل گیا تھا، اس لیئے آپ کو مزید تلاش کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی، ورنہ اسی زمانہ میں شمالی ہندوستان میں عشقِ الٰہی کی بہت بڑی دکان ایک پٹھان نے بھی کھول رکھی تھی۔ جہاں سے ہندوستان، ایران، افغانستان،

---

[1] تذکرہ مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی مؤلفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔

بلوچستان اور عرب کے طالبانِ حق، دولتِ عشق کی جھولیاں بھر بھر کر لے جاتے تھے۔ اس پٹھان کا نام نامی حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ دہلی سے مولانا محمد حیاتؒ سید حسن عسکریؒ۔ صاحب زادہ نصیر الدینؒ، راجپوتانہ سے حاجی نجم الدینؒ، اودھ سے حافظ سید محمد علیؒ، کابل سے سید مستان شاہؒ اور عرب سے سید احمد مدنی آئے تھے اور اسی دکان سے عشق کا سودا خرید کر کامیاب و سُرخ رُو واپس گئے تھے۔

آج اگرچہ "سودائے عشق" اور "دولتِ دل" بیچنے والوں کی دکانیں سُونی پڑی ہیں اور ہر طرف "مادی اجناس" اور "متاعِ مکروفن" کے لین دین کی گرم بازاری ہے۔ تاہم "عشق و محبت اور سوز و گداز" کی جنس کمیاب ابھی بالکل نایاب نہیں ہوئی ہے۔ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی اس متاعِ گراں مایہ کے مخازن کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ تلاش شرط ہے۔

اور جو لوگ تلاش و جستجو کے باوجود بھی اس گوہرِ مقصود کا سراغ نہیں پاسکے ہیں۔ ان کے لیئے اللہ والوں کی صحبت کے برابر فیض حاصل کرنے اور اہل اللہ سے ایک قسم کی ملاقات کرنے کا نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ ان کے ملفوظات و مکتوبات کا مطالعہ کریں۔ بقول شاعر ؎

مخفی منم چوں بُوئے گُل در برگِ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

اہل اللہ کے ملفوظات و مکتوبات میں آج بھی دلوں کو عشقِ الٰہی کی گرمی پہنچانے اور معرفتِ حق کی چاشنی کا مزا دینے کی تاثیر موجود ہے۔ ان کے مطالعہ سے اللہ اور اس کے رسولؐ کا عشق، مادیت و دُنیا پرستی سے نفرت اور آخرت کی طلب دیاد دلوں میں پیدا ہوتی ہے اسی خیال کے پیشِ نظر راقم السطور نے تیرھویں صدی کے مشہور و معروف عارف باللہ

وعاشق حق، قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے مجموعۂ ملفوظات "نافع السالکین" کا اردو میں ترجمہ کر کے عامۃ المسلمین کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھا، جس کے متعلق مولوی صالح محمد صاحب تونسویؒ نے "سیرت سلیمان" میں تحریر فرمایا ہے :-

"اکثر روایات کتاب نافع السالکین سے لی گئی ہیں، جو آپ کا بہترین ملفوظ ہے، فاضل مصنف نے اس کتاب میں آپ کے بیشتر اقوال اور مواعظ کو جمع کر دیا۔ جس سے آپ کی تلقین اور تعلیم پر پُوری روشنی پڑ سکتی ہے۔ یہاں اس کے چند اقتباسات لیئے گئے۔ کاش کہ یہ کتاب پورے طور سے ترجمہ ہو کر ملک وملت کے پیش ہو جاتی۔ تو علمی دنیا کی بہترین خدمت تھی ..... اے کاش اگر اس کی تجدید اور ترجمہ پر فوراً توجہ نہ کی گئی۔ تو چند دن میں یہ دُرِ نادرہ حسرت کے آنسوؤں کے ساتھ مٹی میں مل جائیں گے"

بلاشبہ اس مجموعۂ ملفوظات میں وہ سب کچھ موجود ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے آج بھی ہماری تمام سماجی اور معاشرتی برائیوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے، اسلامی معاشرہ کی تطہیر کے لیئے اس میں مجرّب نسخے درج ہیں، حضرت خواجہؒ نے اس زمانہ کی ایک ایک برائی پر بالتفصیل کلام فرمایا ہے اور نہایت مؤثر طریقے سے اس کو دُور کرنے کی تدبیر بتلائی ہے اس دَور کے مشائخ، صوفیاء، علماء، امراء اور عوام میں جس قدر خرابیاں پائی جاتی ہیں سب کی اصلاح کے لیئے اس میں ھدایات موجود ہیں۔ دلچسپ اور شگفتہ ایسی کہ عوام وخواص، علماء وفضلاء، عشّاق وزہّاد، شُعراء واُمراء ہر طبقہ کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، بالخصوص مشائخ چشت کے لیئے اس میں ایک پورا لائحہ عمل موجود ہے جس پر عمل پیرا ہو کر آج بھی دنیا کو سلف صالحین کا نمونہ دکھایا جا سکتا ہے اس

لیئے ضرورت ہے۔ کہ ہند و پاکستان کے مشائخ اس کتاب کو حرز جان بنائیں اور اپنی عام مجالس میں اس کو باقاعدہ پڑھوائیں۔

اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کرنے کا ایک محرک اور بھی ہے وہ یہ کہ عاجز راقم کی بڑی مدت سے یہ خواہش تھی کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی ؒ کی، جن کے دروازہ سے راقم کے آباؤ اجداد اور اسلامی دنیا کے بے شمار مشائخ نے دین کا درد اور معرفتِ حق کی دولت حاصل کی تھی۔ ایک مفصل و مبسوط سوانح حیات مرتب کی جائے۔ اس سلسلہ میں شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے بھی ہر طرح کی اعانت کا یقین دلایا۔ مگر حالات کی ناسازگاری اور کچھ راقم کی خرابیٔ صحت کے باعث اس کام کا بیڑا نہ اٹھایا جا سکا۔ مارچ ۱۹۶۰ء میں لائل پور کے مقام پر حضرت اقدس مولانا الحافظ الحاج الشاہ عبدالقادر رائے پوری مدظلہ العالی کی مجلس میں جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی کتاب "الفتح الربانی" پڑھی جا رہی تھی، یکایک عاجز کے دل میں خیال آیا۔ کہ سردست اگر "نافع السالکین" کا بامحاورہ اردو ترجمہ کر کے ملک و ملت کی خدمت میں پیش کر دیا جائے تو اس سے بہت دینی فائدہ ہو۔ چنانچہ چند ماہ کی لگاتار محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کام کی تکمیل ہو گئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اربابِ ذوق کہاں تک اس کی قدردانی فرماتے ہیں۔

ترجمہ کے متعلق چند گزارشات

ترجمہ بامحاورہ اردو میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور قرآنی آیات، احادیث اور عربی عبارات کا ترجمہ اردو میں کر دیا گیا ہے، لیکن فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اکثر اشعار واقعات کی تفسیر و تائید میں موقعہ و محل کے مطابق استعمال کیے گئے ہیں جن کا مفہوم خود بخود واضح ہو رہا ہے۔ دوسرے اشعار کا ترجمہ کرنے سے وہ بات

نہیں رہتی جو اشعار میں ہوتی ہے۔ یوں بھی اشعار کا ترجمہ اہلِ ذوق پر بہت گراں گزرتا ہے
ایک دو مقامات پر مسئلہ وحدت الوجود کی حامل عبارات کا ترجمہ عوام کے لیے محلِ فتنہ سمجھ کر
عمداً نہیں کیا گیا۔

جہاں کہیں کسی مسئلہ کی وضاحت کے لیئے ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ حاشیہ میں اس
کی وضاحت کردی گئی ہے اور کتاب کا نام "تذکرۂ سلیمانی" رکھا ہے۔ ابتدا میں حضرت
خواجہؒ کی مختصر سوانح بھی لکھ دی گئی ہے۔ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ عاجز راقم اپنی کوششوں میں
کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ البتہ اہلِ بصیرت کی خدمت میں اتنی گزارش ضرور ہے کہ
جو کوتاہیاں ان کو اس ترجمہ میں نظر آئیں۔ ان سے عاجز کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ان کا
تدارک ہو جائے۔

آخر میں میں اپنے مشفق و مہربان دوست مولانا عبد المغنی صاحب ایم۔ اے سابق
صدر شعبۂ اردو و فارسی راجستان یونیورسٹی حال مقیم کراچی کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری
سمجھتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کے بعض مشکل مقامات کے حل کرنے میں مدد دی۔
اور اپنے مفید مشوروں سے راقم کو مستفید فرمایا؛

محمد حسین للّٰہی
خانقاہ چشتیہ سلیمانیہ۔ للہ شریف ضلع جہلم

رجب ۱۳۸۰ھ
مطابق
جنوری ۱۹۶۱ء

مختصر حالات حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس اللہ سرہ العزیز

سلطان التارکین، برہان العاشقین خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ، تیرھویں صدی کے چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے نہایت عظیم الشان اور ہر دل عزیز بزرگ تھے۔ آج بھی ہندو پاکستان کے سینکڑوں مشائخ آپ کو اپنا روحانی مورث اعلیٰ اور لاکھوں مسلمان آپ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کی ذات گرامی سے لاکھوں انسانوں نے روحانی و باطنی فیض حاصل کیا۔ لاکھوں کو کلمہ نصیب ہوا۔ ہزاروں کی زندگیاں آپ کی صحبت کی برکت سے بدل گئیں۔ ہزاروں انسانوں کو عشق الٰہی اور معرفت حق کی چاشنی معلوم ہوئی اور تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے متواتر ساٹھ سال تک مسند ارشاد پر بیٹھ کر تعلیم و تلقین کا جو ہنگامہ برپا رکھا۔ اس کے اثر سے ہند و پاکستان کا گوشہ گوشہ نور اسلام سے منور ہو گیا بلکہ ہندوستان سے باہر افغانستان، ایران اور عرب تک آپ کا فیض پہنچا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ولادت و خاندان آپ ۱۲۰۴ھ مطابق ۱۷۹۰ء میں کوہستان گڑگوجی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی زکریا تھا جو کہ افغانوں کے جعفر قبیلہ کے سردار تھے اور صاحب علم و فضل تھے۔ نسب نامہ اس طرح ہے۔ زکریا بن عبدالوہاب بن عمر بن خان محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

تعلیم | بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ سعادت مند والدہ نے اقبال مند بیٹے کی تعلیم کا اہتمام کیا اور قرآن مجید حفظ کرنے کے لیئے ملا یوسف جعفر کے سپرد کیا۔ پہلے پندرہ سیپارے ان سے پڑھے۔ باقی کلام مجید اپنے ہم قوم حاجی صاحب کی خدمت میں یاد کیا۔ چند رسالے فارسی کے بھی انہی سے پڑھے، پھر میاں حسن علی صاحب کے پاس تونسہ میں آکر پڑھنا شروع کیا۔ فارسی نظم و نثر کی کتابیں ان سے پڑھیں۔ اور پھر میاں ولی محمد صاحب کی خدمت میں لانگھ چلے گئے۔ یہ مقام تونسہ سے پانچ کوس مشرق کی جانب دریائے سندھ کے کنارے واقع تھا۔ اس کے بعد آپ کوٹ مٹھن چلے گئے اس وقت کوٹ مٹھن میں حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ کے خلیفہ قاضی محمد عاقل صاحبؒ اور ان کے صاحبزادے قاضی احمد علیؒ صاحب نے ایک دارالعلوم قائم کر رکھا تھا۔ جہاں علوم دینیہ کی انتہائی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہاں آپ نے منطق اور فقہ کی کتابیں پڑھیں[1]۔ تصوف کی بعض کتابیں آداب الطالبین، فقرات عشرہ کاملہ، فصوص الحکم وغیرہ اپنے شیخ قبلۂ عالم سے پڑھیں[2]۔

بیعت و سلسلۂ طریقت | آپ کا سلسلۂ طریقت قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ اور فخر الاولین والآخرین حضرت خواجہ مولانا فخر الدین دہلویؒ کے واسطے سے سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتی اجمیریؒ تک اور آخر میں حضرت سرورِ عالم **محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** تک پہنچتا ہے۔

---

[1] مناقب المحبوبین و خاتم سلیمانی - ۱۲ -   [2] خاتم سلیمانی

پندرہ سولہ برس کی عمر میں جبکہ آپ کوٹ مٹھن میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ آپ نے ایک دن سنا کہ اُوچ کے مقام پر قبلۂ عالم حضرت مہاروی تشریف لائے ہیں۔ اس زمانہ میں آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت شوق تھا چنانچہ قبلۂ عالم سے سماع کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لیئے اُوچ روانہ ہو گئے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں پہنچے تو دنیا ہی بدل گئی۔ تین روز وہاں رہے لیکن حضرت سے بات کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ قبلۂ عالمؒ بھی تاڑ گئے اور حضرت قاضی صاحبؒ سے آپ کے متعلق پوچھا۔ جب قاضی صاحب نے بتایا۔ کہ یہ فقیر امر معروف کے ارادہ سے یہاں آیا ہے تو فرمایا:۔

آرے بسیار بلند ہمت و وسیع نہضت بنظر مے آید (منتخب المناقب)

آخری روز جب رخصتی کا سلام کرنے قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبلۂ عالمؒ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیئے اور حضرت سیّد جلال الدین بخاری کے مزار کے سرہانے لے جا کر آپ کو بیعت کر لیا۔

تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا فخر الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کو فرمایا تھا۔ کہ کوہستان سلیمان کی بلند چوٹیوں پر ایک شہباز بلند پرواز ہے اگر اسے مقیّد کر کے سدھا دیا جائے تو اس کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک ہو گی اور فرمایا۔ کہ کوہستان سلیمان کا ایک سلیمان ملک سلیمان کا وارث ہو گا۔ جاؤ اور گوہر مقصود کو ہاتھ میں لاؤ۔ چنانچہ ہر سال قبلۂ عالمؒ اس شہباز کی تلاش میں آوچ اور کوٹ مٹھن کی طرف آتے، شکار کو دام میں لانے کے بعد پھر اس طرف کبھی نہیں آئے[۱]

---

[۱] خاتم سلیمانی و مناقب المحبوبین ؛

چھ سال تک خواجہ تونسوی قبلۂ عالمؒ سے باطنی استفادہ کرتے رہے۔ قبلۂ عالمؒ نے بھی بیش از بیش توجہات آپ پر مبذول رکھیں اور تھوڑے عرصہ میں تمام روحانی منازل طے کرا کر بائیس سال کی عمر میں اجازت و خلافت دے کر مسندِ ارشاد پر بیٹھنے کا حکم دیا۔
حضرت قبلۂ عالمؒ اپنی توجہ اور تربیت کے دوران میں فرماتے :-

ایں طفلک در دریافت کردن و گرفتن چیزے از ما مارا متعجب و حیران گردانیدہ، حق تعالیٰ ایں را چہ وسیع و پُر حوصلہ نمودہ کہ ہر چیز بگیرد استعداد و قابلیت فوق آں داشتہ باشد[۱]	اس لڑکے نے روحانی اسرار اور نعمتِ الٰہی کے حاصل کرنے میں ہم کو متعجب و حیران کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کس قدر وسیع حوصلہ بنایا ہے کہ جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کی استعداد اور قابلیت اس سے کئی درجہ بڑھ کر ہوتی ہے۔

مسندِ ارشاد و تلقین پر جلوہ افروزی

حضرت قبلۂ عالم کی وفات کے بعد قبلۂ عالمؒ کے حکم کے مطابق آپ تونسہ شریف میں آکر مقیم ہو گئے۔ سب سے پہلے آپ سے شیخ جمال الدین چشتی اور خلیفہ اعظم مولانا محمد باراں صاحب نے بیعت کی۔ رفتہ رفتہ خوشبوئے ولایت چار دانگ عالم میں پھیلنا شروع ہوئی اور بیعت کا سلسلہ اتنا وسیع ہوا کہ اسلامی دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ رہا جہاں آپ کے مُریدین یا خلفاء موجود نہ ہوں۔ تقریباً چھپن سال تک آپ نے سجادۂ مشیخت پر بیٹھ کر ظاہری و باطنی علوم کے دریا بہائے۔ تونسہ کو آپ نے ایک دار العلوم بنا

---

[۱] سیرۃ سلیمان بحوالہ منتخب المناقب

دربار سینکڑوں علماء دور دراز مقامات سے آکر یہاں مقیم ہو گئے۔ علاوہ ازیں سینکڑوں علماء آپ سے روحانی فیض حاصل کر کے اسلامی دنیا میں پھیل گئے اور تبلیغ و اشاعت دین کرتے رہے۔ ارباب سیر لکھتے ہیں کہ مدرسہ میں پڑھانے کے واسطے مستقل طور پر پچاس پچاس جید علماء مقیم رہتے[1] اور علوم دینیہ کی انتہائی تعلیم دی جاتی۔ آپ خود بھی تصوف کی کتابوں کا درس دیتے۔ جیسے احیاء العلوم للغزالیؒ۔ فتوحات مکیہ فصوص الحکم وغیرہ آپ اپنے خاص خاص خلفاء کو باقاعدہ پڑھاتے۔ دو دو ہزار تک صرف طالب علم صبح شام آپ کے لنگر سے پیٹ بھرتے۔ علاوہ ازیں اڑھائی اڑھائی ہزار مساکین کو آپ کے لنگر سے صبح شام کھانا ملتا[2]۔ اگرچہ آپ کے چند ہم عصر مشائخ کے لنگر بھی بہت وسیع تھے۔ جیسا کہ دہلی میں حضرت شاہ غلام علیؒ کی خانقاہ میں پانچ پانچ سو فقیر مقیم رہتے تھے[3]۔ اور پنجاب میں شاہ امام علی مکانویؒ اور حضرت قاضی محمد عاقلؒ چشتی کی خانقاہیں معمور خانقاہیں تھیں لیکن جو بات تونسہ میں نظر آتی ہے وہ کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ آپ کے لنگر کو چلانے کے لیئے پورا ایک محکمہ تھا اور اس میں ضرورت کی ہر شے موجود رہتی تھی۔ حجام۔ لوہار، موچی، آب کش، طبیب، منشی وغیرہ باقاعدہ ماہانہ تنخواہ پاتے تھے، درویشوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اور احتیاج باقی نہ رہی تھی۔ لکھتے ہیں کہ طلباء اور اساتذہ کی دوائیوں کا خرچ ایک ماہ میں اس زمانہ میں پانچ سو یا سات سو روپیہ[4] نکلا۔ منشی نے اطلاع دی تو آپ کو سخت غصہ آیا اور فرمایا۔ کہ اگر پانچ ہزار بھی دوا پر خرچ آئے تو مجھے اطلاع نہ کی جائے کیا

---

[1] تاریخ مشائخ چشت۔ [2] سیرۃ سلیمان۔ [3] آثار الصنادید مصنفہ سرسید احمد خاں۔
[4] تاریخ مشائخ چشت بحوالہ خاتم سلیمانی و سیرت سلیمان ٭

درویشوں کی جان کے مقابلہ میں روپیہ کی کچھ حقیقت ہے: ہر درویش کو تین پاؤ پختہ روٹی ملا کرتی تھی، چھ مہینے کے بعد کپڑے اور جوتیاں، علاوہ ازیں ایک سیر تیل اور کچھ گھی ملتا۔ علماء کو ایک سیر پختہ روزینہ، سیر بھر گھی ماہانہ اور ایک سیر تیل ملتا، لباس چھ ماہ کے بعد ملتا اس کے ساتھ ایک لنگی اور ایک گوسفند بھی ملتا[1]۔

مکارمِ اخلاق | آپ کے مکارمِ اخلاق کی پوری تصویر پیش کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ یہ مجموعۂ ملفوظات بھی آپ کے اخلاق ہی کی تفسیر تشریح ہے۔ آپ کے زہد و اتقاء، صبر و توکل علی اللہ، جود و سخا، مسکین نوازی و غرباپروری قناعت و ایثار، عفو و صبر و تحمل، تسلیم و رضا، غیرت و حمیت دینی، اتباعِ سنت، استغناء و سیر چشمی، استغراق و محویت، دنیا سے بے تعلقی اور تبلیغ و ترویجِ دین سے متعلق واقعات کی تفصیل میں بے شمار تذکرے اور تاریخیں لکھی جا چکی ہیں، یہاں تفصیلاً کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ سب اعلیٰ صفات میں سے جود و سخا اور مسکین پروری کی صفت آپ میں بہت بڑھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ کا وصال ہوا تو علماء نے آپ کی غرباء نوازِ فطرت کے لحاظ سے آپ کی وفات کا مادہ تاریخ بھی "غربا نواز" (۱۲۶۷ھ) سے نکالا[2]۔

آپ کے کشف و کرامات کے بے شمار واقعات حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں اولیاء متقدمین میں بھی سوائے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے اور کہیں نظیر نہیں ملتی۔

مقبولیت | آپ کی مقبولیت عند اللہ و عند الناس کی وضاحت کے لیے صرف ایک

---

[1] تاریخ مشائخ چشت [2] سیرت سلیمانؒ

واقعہ لکھ دینا کافی ہوگا۔ جو تمام تذکروں، مناقب المحبوبین، منتخب المناقب، خاتم سلیمانی اور سیرت سلیمانؒ میں بالتفصیل درج ہے۔ اور مولانا محمد حسین پشاوریؒ نے اس واقعہ کو منظوم بھی کیا ہے۔ یہ نظم مناقب المحبوبین میں درج ہے، وہ واقعہ اس طرح ہے۔ کہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۶۷ھ کو آپ اپنے حجرہ میں محوِ عبادت تھے کہ یکایک تونسہ مقدسہ میں مخلوقِ خدا کا ایک انبوہِ کثیر جمع ہو گیا، تونسہ سے باہر تودہ ہائے ریگستان اور تونسہ کے گلی کوچے لوگوں سے بھر گئے۔ لوگ وفورِ جوش میں ایک دوسرے پر گرے جاتے تھے دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا۔ کہ کل شام جو شخص جہاں تھا۔ اس نے ایک آواز سُنی کہ جو شخص کل ۱۲ ربیع الاوّل کو خواجہ تونسویؒ کی زیارت سے مشرف ہو گا وہ جنتی ہو گا۔ چنانچہ لوگ ۶۰۔۷۰ میل کی مسافت طے کر کے حاضرِ آستان ہوئے، جوق در جوق ایک دروازے سے آتے اور زیارت کر کے دوسرے دروازے سے نکل جاتے۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا "اِعْتِقَادُکُمْ یَنْفَعُکُمْ" (تمہارا اعتقاد تمہیں نفع دیتا ہے) بعدہٗ حرم سرا میں تشریف لے گئے تو عورتوں نے زیارت کی۔

مقبولیت عنداللہ کے متعلق مصنف سیرۃ سلیمان لکھتے ہیں کہ میرے جدِ امجد حاجی محمد خاں کا تب کو شاہ محمد باقر چشتی نے پاک پٹن میں فرمایا تھا۔ کہ تمہارے شیخ قطبی اور غوثی کے مراتب طے کر کے محبوبی کے درجہ کو پہنچ چکے ہیں۔ اسی طرح مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ مولوی دیدار بخش پاک پٹنی نے ایک دفعہ جرأت کر کے پوچھا۔ کہ حضرت اس وقت قطب مدار یعنی غوث کون ہے؟ تو فرمایا "تو ہیں وسے توں" یعنی اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا۔ مؤلف مناقب نے حجاز کے ایک مجذوب کے چند کلمات حضرت خواجہؒ کے متعلق نقل کیے ہیں۔ اس نے ایک شخص حاجی عبداللہ کو کہا: "اَیْنَ شَیْخُکَ؟"

انہوں نے کہا "فی بلادِ الملتان" کہنے لگا "ہاں ہاں سلیمان" پھر کہنے لگا "هو شیخنا هو تاجنا هو شیخ المغرب و المشرق ولی الله کثیر الاخلیفة الله واحد وهو خلیفة الله"

آپ کی مقبولیت عندالناس کے متعلق سرسید احمد خاں مرحوم جو کہ آپ کے ہم عصر تھے۔ آثار الصنادید میں لکھتے ہیں "ان کی شہرت قاف سے قاف تک ہے"

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی چشتی دیوبندی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اپنے زمانہ کے آفتاب تھے" (بیان کردہ سید انور حسین زیدی نفیس رقم)

علماء اور عوام کے علاوہ بڑے بڑے والیانِ ریاست اور جاگیردار نیاز مندانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اکثر والیانِ ریاست کا معمول تھا کہ گدی پر بیٹھتے وقت آپ کے دستِ مبارک سے پگڑی بندھواتے، بہاولپور کے نواب صاحب، افغانستان سے شاہ شجاع اور امیر دوست محمد خاں اور پنجاب، سرحد اور افغانستان کی چھوٹی بڑی ریاستوں کے نواب کئی دفعہ آپ کی خدمت میں عقیدت وارادت کے ساتھ حاضر ہوئے

آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بے شمار شعراء نے ہندی، فارسی اور عربی میں نعتیں اور قصائد لکھے، یہ سب نعتیں اور قصائد عقیدت وارادت کی تصاویر ہیں جن سب کو ہم بخوفِ طوالت یہاں نقل نہیں کر سکتے۔ صرف دو دو تین تین اشعار نمونۃً یہاں نقل کیے جاتے ہیں:۔

محمد نغزی پشاوری ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں:۔

سلطان چار طاق وسلیمانِ نہ رواق — خانِ جہاں وجان وجہانبانِ حق شناس

نغزی اگر بہ لطف کنی خادمش قبول ۔۔۔ منت نہد بجان و بجا آورد سپاس

ایک اور قصیدہ میں نغزی کہتے ہیں :-

قطب زماں مدارِ زمیں عروۃ المتین ۔۔۔ نورِ جبین و چشم یقین کعبۂ خطر

شمع ہدیٰ امینِ خدا نائب نبی ۔۔۔ کاندر جہانش بودہ ورائے جہاں مقر

تاج العلا بہ شاہ سلیماں کہ دائمش ۔۔۔ می گشت طائرانِ بہشتی بہ گرد سر

حکیم محمد بخش اجودھنی ایک نعت میں کہتے ہیں :-

بہ عالم جلوہ گر شد صورتِ اسرارِ رحمانی ۔۔۔ بایں فخر و بایں نور و بایں شانِ سلیمانی

ہماں نورِ جہاں آرا کہ شد اندر عرب پیدا ۔۔۔ ہماں در عجم آمد بہ کرّ و فرّ افغانی

صاحبِ منتخب متخلص بہ ذوقی فرماتے ہیں :-

اے شاہِ شاہانِ جہاں ۔۔۔ دے آفتابِ ملکِ جاں

شہباز اوج لامکاں ۔۔۔ عنقائے مغرب بے نشاں

خواجہ سلیماں دستگیر

مولوی خدا بخش بلغلانی ایک ہندی مناجات میں کہتے ہیں :-

سنگھڑ تھیا روشن جیندا چنبڑ یا جن تونسوی ۔۔۔ بھرہ لدھا پنجاب، ہندستان، دکن، دہلوی

گجرات پورب لکھنؤ، چین، ماچین، وہانسوی ۔۔۔ قندھار کابل بلخ تے تا لے بخارا غزنوی

مشرق کنوں مغرب تئیں ہر جاتے پہتا و نج شعاع

حاجی نجم الدین صاحب مؤلف مناقب المحبوبین فرماتے ہیں :-

دردا کہ غوث الاعظم راہی سوئے جناں شد ۔۔۔ از ہجر او دو عالم پر شور و پر فغاں شد

از سالِ انتقالش ہاتف مرا بگفتہ ۔۔۔ محبوبِ ذاتِ حق بود اندر زمیں نہاں شد

حضرت حافظ محمد علی خیرآبادی متخلص بہ مشتاق فرماتے ہیں :۔

دلم بربود جانانے کہ آنی دلستاں دارد شکر لب خندہ نمکینی خمار میکشاں دارد

بیا مشتاق زیں بگذر تو خاکپائے سلیمان شو کہ ہرکس از جمال او کمال بیکراں دارد

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی فرماتے ہیں :۔

شہید تیر آں ترکم کہ از ابرو کماں دارد خدنگ از دست او خوردم کہ از مژگاں نشاں دارد

صبا با آں طبیب عشق حال من کوی برگو کہ بس عمر لبیت ایں بیمار سر بر آستاں دارد

حضرت مولانا شمس الدین سیالوی فرماتے ہیں :۔

مقیم کوئے آں شاہم کہ اعلیٰ آستاں دارد ملوکش جملہ مفتون و ملائک پاسباں دارد

مثال عشق ما باآں شہ خوبان عبرانی چو آں زلیخا کہ در دستے تنیدہ ریسماں دارد

استغراق و جذبۂ عشق آپ پر اکثر وجد و محویت کی حالت طاری رہتی تھی۔ اور جذبۂ شوق میں بعض اوقات بے اختیار آنکھوں سے خون جاری ہو جاتا کئی دفعہ ایسا ہوا کہ قوال نے کوئی عمدہ شعر پڑھا اور آپ گھنٹوں بے خود و بے ہوش پڑے رہے[1]۔

مؤلف سیرت سلیمان لکھتے ہیں "کہ آپ نے علماء کے پاس ادب سے مجلس سماع ترک کر دی تھی تاہم جب کبھی طبیعت بھر آتی اپنے قوال آحمد نام کو تخلیہ میں بلا کر غزلیں سنتے۔ ایک دفعہ آحمد کو ہندی غزل گانے کا حکم دیا جس کا ایک شعر یہ تھا۔

پریم پیالہ اساں ہنس رس پیتا جو کجھ کیتا سائوں تیرے نیناں کیتا

---

[1] سیرت سلیمان بحوالہ مناقب سلیمانی

آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ بار بار آستین کو اونچا کرتے تھے۔ تھوڑے وقفہ کے بعد آنکھوں سے خون جاری ہو گیا، حجرہ کا دروازہ بند تھا۔ آواز نکل رہی تھی۔ لکھتے ہیں کہ اس رات آپ پر سوزش عشق کا یہ اثر تھا۔ کہ باہر کے تمام لوگ تڑپ رہے تھے"۔۔۔۔۔۔ "جب آپ پرستی اور عشق کی آگ غالب ہوتی تو باوجود سخت سردی کے کمرہ بھٹی کی طرح تپ جاتا"

"مرض الموت میں آپ پر عشق الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ باوجود کڑاکے کی سردی کے حجرہ میں پسینہ آتا تھا اور کمال بے تابی سے فرماتے تھے :-

منہ توں پاڑا دور کر گلاں کرائیں رج

ایک جگہ لکھتے ہیں :-

"عشق کے معاملات میں چھیڑنے کا بہانہ ہونا کہ شعر و اشعار کی جھڑی لگ جاتی ایک دن مولوی نور جہانیاں بہاولپوری نے پوچھا۔ حضرت عشق کیا ہے۔ فرمایا "العشق نار یحرق ما سوی اللہ" اکثر عشق کو خطاب کر کے آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے

مرحبا عشقا بیا خوش آمدی | در دلم جا کن کہ دلکش آمدی
آمدی و بُردی از ما صبر و تاب | خانہ ات آباد اے خانہ خراب

بعض لوگوں کو حصول عشق کے لیئے یہ دعا سکھا دی تھی " اللھم ارزقنا حلاوۃ الحب فی محبت اللہ"[1]

اتباعِ سُنّت آپ کو تمام عمر اتباع سنت کا بہت خیال رہا۔ اور عبادات و معاملات میں سے کبھی کوئی فعل خلافِ سنّت نہیں کیا۔ ساری

---

[1] سیرتِ سلیمان - ۱۲-

عمر میں کبھی نماز دیر سے یا آخر وقت میں نہیں پڑھی۔ اسی طرح تمام عمر میں کوئی نماز بغیر جماعت کے نہیں پڑھی۔ استغراق و محویت اور عشق الٰہی کی مستی کے باوجود کبھی کوئی کلمہ خلافِ شریعت منہ سے نہیں نکلا۔ آپ کا قول تھا۔ کہ ہمارا اصلی کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہے۔ اگر ایک شخص ہوا میں اڑتا ہوا نیچے اتر آئے لیکن اس کا کوئی ایک فعل بھی خلافِ شریعت ہو تو وہ کوئی چیز نہیں۔ ایک دفعہ آپ نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے دونوں پاؤں قرآن مجید پر ہیں۔ گھبرا کر چونک اٹھے اور بہت پریشان ہوئے۔ مولانا محمد عابد صاحب سوکڑی سے تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے عرض کیا کہ خدا نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ظاہری اور باطنی متابعت عطا فرمائی ہے کہ آپ کے دونوں قدم قرآن مجید کے احکام پر ثابت ہیں[1]۔

شمائل و لباس | تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ آپ کی شکل و صورت حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رح کی شکل و صورت کے مشابہ تھی۔ چہرہ گول، اور پُر گوشت قدرے درازی مائل، پیشانی کشادہ، رنگ گندمی سفیدی مائل، بھنویں دراز، ابرو پیوستہ نہیں تھے۔ آنکھیں خوب صورت، پلکیں لمبی، کان متوسط، ریش مبارک نہ بہت گھنی نہ پتلی، قد اوسط درجے پر دراز تھی۔ جسامت میں قدرے بھاری تھے دیکھنے والے پر آپ کی شکل و صورت کا نہایت دل کش اثر پڑتا تھا۔ چونکہ آپ کے مزاج میں نفاست اور طبیعت میں نظافت تھی۔ اس لئے آپ کو لباس میں خوب صورتی اور پاکیزگی کا خاص خیال رہتا تھا۔ بھدے اور میلے لباس سے سخت نفرت کرتے تھے۔

---

[1] مناقب سلیمانی و منافع السالکین - ۱۲ -

گرمی کے موسم میں سر پر سفید تادری ٹوپی پہنتے جو نہایت خوب صورت کٹی ہوئی اور اس کے گرد حاشیہ لگا ہوا ہوتا تھا اور سردیوں میں سُرخ چھینٹ یا مشروع کی روئی دار ٹوپی پہنتے، ململ یا لٹھا کا سفید پیراہن زیب تن فرماتے۔ نواب صاحب بہاول پور کا دستور تھا۔ کہ سردی کے موسم میں روئی کی ایک لمبی قبا تیار کروا کر بھیج دیتے جس کے گریبان پر زردوزی کا کام ہوتا تھا۔ آپ اس کو استعمال فرماتے۔ نیچے کبھی تہہ بند باندھتے اور کبھی پاجامہ استعمال کرتے۔ چارپائی پر غالیچہ یا روئی کی خوب صورت توشک بچھی رہتی جس پہ آرام فرماتے۔[1]

وصال

۱۲۶۷ھ میں صفر کا چاند نمودار ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ "ہمارے سفر کا مہینہ ہے۔ خدا خیر کرے۔" یکم صفر کو زکام کی شکایت ہوئی اور ایک ہفتہ بیمار رہے۔ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ میں تہجد کی نماز کے بعد پاس انفاس کے شغل میں مشغول تھے کہ روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنی اصل سے جا ملی۔ عرصۂ بیماری میں آپ اپنے اوراد و وظائف اور نوافل وغیرہ حسب معمول اپنے اپنے اوقات پر ادا کرتے رہے اور تمام نمازیں باجماعت ادا کیں۔ بے قراری و بے تابی کے باوجود لوگوں کے عرض معروض غور سے سنتے رہے اور دعائیں دیتے رہے حتیٰ کہ فرمایا میں حاضرین و غائبین سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ آخری رات میں جب کہ مرض کی شدت تھی ہندی کا یہ سخن بار بار الاپتے تھے۔[2]

منہ توں پلڑا دور کر گلاں کرائیں لسج

---

[1] مناقب المحبوبین۔ ۱۲۔ [2] سیرت سلیمان۔ ۱۲۔

عمر مبارک ۸۴ سال ہوئی۔ جمعہ کی شب حجرہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ نواب صاحب بہاول پور نے ایک لاکھ کے صرفہ سے سنگِ مرمر کا عالی شان روضہ تیار کرایا۔ عُلما و فضلا ر نے بے شمار تاریخیں و مرثیے لکھے۔ مفتی صدر الدین صاحب دہلوی نے تاریخ لکھی جس کا مادہ یہ ہے :۔

" رحمت اللعالمین قطب الورلے "
۱۲۶۷

مولوی حسین علی فتحپوری نے تاریخ لکھی جس کا مادہ یہ ہے :۔

" بگفت ادام فتابِ چشتیاں بود "
۱۲۶۷ھ

مولوی محمد حسین صاحب پشاوری نے تاریخ لکھی جس کا مادہ یہ ہے :۔

" گشت پنہاں آفتابے زیر میغ "
۱۲۶۷

خُلفاء ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک آپ مسندِ مشیخیت پر جلوہ افروز رہے اس عرصہ میں مختلف بلادِ اسلامیہ سے ہزاروں کی تعداد میں طالبانِ خدا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دین کا درد، معرفتِ حق اور عشقِ الٰہی کی دولت لے کر واپس لوٹے۔ سینکڑوں علمار کو آپ نے روحانی منازل طے کرا کر خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ جن کی تفصیل مختلف تذکروں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یہاں چند مشہور خلفاء کے اسماءِ گرامی درج کیئے جاتے ہیں :۔

۱۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی ؒ = آپ کے پوتے اور جانشین تھے۔ مولانا فضلِ حق خیر آبادی کا مشہور علمی خاندان انہی کے حلقۂ مریدین میں شامل تھا۔

۲۔ صاحب زادہ غلام نصیر الدّین عرف کالے صاحب : حضرت مولانا فخر الدین دہلوی

قدس سرہ کے پوتے تھے۔ بہادر شاہ ظفر کو
ان سے عقیدت تھی۔

۳۔ خلیفہ محمد باراں صاحب کلاچوی ؒ = سب سے پہلے انہی کو خلافت ملی۔

۴۔ صاحب زادہ نور بخش صاحب نبیرۂ قبلۂ عالم مہاروی ؒ

۵۔ حضرت حافظ سید محمد علی صاحب خیرآبادی ؒ = علامۂ زماں مولانا فضل حق خیرآبادی
نے ان سے فصوص الحکم کا درس لیا تھا ۔۔۔
(مناقب حافظیہ) حضرت حافظ صاحب ؒ
کے ایک نامور خلیفہ مولانا احسن الزمان تھے
جنہوں نے حیدرآباد دکن میں چشتیہ سلسلہ کی
اشاعت کی۔

۶۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مکھڈی ؒ = بڑے جید عالم اور بڑے
پائے کے بزرگ تھے۔

۷۔ حضرت حاجی نجم الدین صاحب ؒ مصنف مناقب المحبوبین = آپ کے بلند پایہ
خلفاء تھے جنہوں نے راجپوتانہ کے بہت
سے مقامات پر خانقاہیں قائم کیں۔ ان میں سے
مولانا حکیم سید محمد حسن امروہی بہت بڑے
عالم اور صاحب تصانیف کثیر تھے۔

۸۔ حضرت مولانا فیض بخش للہی ؒ = بیکانیر کے علاقہ میں سلسلہ کی اشاعت کی۔
آپ کے جانشین مولانا حافظ ناصر الدین

تھے۔ کچھ حالات کتاب کے آخر میں لکھے
گئے ہیں۔

۹۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی = پنجاب میں چشتیہ سلسلہ کی اشاعت
کی بے شمار لوگوں کو آپ نے خلافت دی۔
پیر حیدر شاہ جلال پوری۔ پیر مہر علی شاہ
گولڑوی۔ صاحبزادہ خواجہ محمد الدین صاحب
مولوی فضل الدین چاچڑوی اور مولوی معظم الدین
مرولوی آپ کے نامور خلفاء تھے۔

۱۰۔ سید حسن عسکری دہلوی۔
۱۱۔ مولانا محمد حیات دہلوی۔
۱۲۔ مولانا امام الدین مصنف نافع السالکین۔
۱۳۔ شیخ احمد مدنی۔
۱۴۔ سید ستان شاہ کابلی۔
۱۵۔ میاں نظام الدین صاحب ساکن بمبئی۔
۱۶۔ پیر محمد فاضل شاہ ساکن گڑھی شریف۔

ان کے خلفاء میں سے خواجہ احمد میروی اور خواجہ نور احمد بسالوی مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔

اولاد و جانشین حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے دو فرزند تھے۔ خواجہ گل محمد اور خواجہ درویش محمد۔ دونوں حضرت خواجہ کی زندگی ہی میں وفات

پاگئے تھے۔ اس لیئے آپ کے بعد آپ کے پوتے خواجہ اللہ بخش رح جانشین ہوئے
حضرت خواجہ اللہ بخش رح کو تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ تونسہ شریف میں اس وقت جتنی
عمارات از قبیل لنگر خانے، سرائیں اور مسجدیں ہیں یہ سب انہی کے بنوائے ہوئے ہیں
آپ بہت بلند اخلاق اور نہایت ہر دل عزیز بزرگ تھے۔ اپنے دادا کی طرح بہت غریب پرور
تھے اور دنیا داروں کو بہت حقیر اور بے مقدار خیال کرتے تھے۔ بالخصوص انگریز سے بہت
نفرت تھی۔ ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ کو آپ نے وصال فرمایا، آپ کے تین صاحبزادے
تھے۔ حافظ موسیٰ رح، حافظ احمد رح اور خواجہ حافظ محمود صاحب رح، آپ کے بعد پہلے حافظ محمد
موسیٰ صاحب رح اور پھر خواجہ حافظ محمود صاحب رح مسند نشین ہوئے، حضرت خواجہ محمود صاحب رح
بڑے فاضل اور بڑے صاحبِ ذوق بزرگ تھے۔ مثنوی مولانا روم رح کا باقاعدہ درس دیتے
تھے جس میں بڑے بڑے علماء شریک ہوتے تھے۔

خواجہ حافظ محمد موسیٰ رح کے بعد ان کے صاحبزادے خواجہ محمد حامد رح مسند نشین
ہوئے۔ ان کے بعد خواجہ حافظ سدید الدین صاحب مسند نشین رہے اور آج کل خواجہ
خان محمد صاحب مدظلہٗ سجادہ نشین ہیں۔

حضرت خواجہ محمود رح کے جانشین، ان کے صاحبزادے شیخ المشائخ حضرت
خواجہ حافظ نظام الدین صاحب مدظلہ العالی ہوئے جو آج کل سجادہ نشین ہیں۔ اور مشائخ
سلسلہ کی روایات کو قائم کیے ہوئے ہیں۔ غریب پروری اور جود و سخا میں اپنی مثال آپ
ہیں۔ فرقِ باطلہ کے خلاف چلنے والی کئی ایک تحریکات کی آپ سرپرستی فرماتے ہیں۔
اور تبلیغ و ترویجِ دین میں کوشاں رہتے ہیں۔

تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ

ترجمہ

نافع السالکین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ

و السلام علیٰ رسولہ محمّد و آلہ و اصحابہ اجمعین ط

اہلِ درد کے راستہ کی خاک فقیر حقیر امام الدین کہتا ہے کہ منبع اسرارِ سبحانی، مورد انوارِ یزدانی، قدوۃ السالکین، شمس العارفین، سلطان العاشقین، ملک التارکین حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس سرہٗ کی زبانِ مبارک سے میں نے کچھ ارشادات سنے تھے۔ ان کو میں نے جمع کیا ہے اور کتاب کا نام نافع السالکین رکھا ہے۔ اب ہر ایک پڑھنے والے کو چاہیئے کہ اس گنہ گار، پُر تقصیر و ہیچمدان کو دعاءِ خیر میں نہ بھولے۔ و من التوفیق و علیہ التکلان ہ

سببِ تالیف

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اپنے شیخ کا صرف ایک ملفوظ لکھے تو حق تعالیٰ ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھیں اور آخرت میں اس کو اعلیٰ علیین میں مقام نصیب ہو۔ اسی طرح اسرار الاولیاء میں آیا ہے کہ اگر مُرید — جو کچھ اپنے پیر سے سنے، اسے لکھ لے (تاکہ دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں) تو ہر حرف کے بدلہ میں ہزار سال کی بندگی کا ثواب اسے دیا جاتا ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں درج کیا جاتا ہے اور مرنے کے بعد اسے اعلیٰ علیین میں جگہ ملتی ہے اور حضرت محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ

نے فرمایا ہے کہ حضرت باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن مجھے فرمایا۔ کہ جب کوئی مرید اپنے پیر کے ارشادات کو پُوری توجہ سے سنتا ہے اور پھر ان کو لکھ لیتا ہے۔ تو اس کو بے شمار برکات عطا کی جاتی ہیں۔

اس امید پر میں نے یہ چند ملفوظ لکھے ہیں تاکہ حق تعالیٰ اس گُنہ گار اور پُر تقصیر بندہ کو حضرت خواجۂ خواجگاں، خواجہ پیر پٹھان رحمتہ اللہ علیہ کے طفیل اپنا عشق اور اپنی محبت نصیب فرماویں۔ آمین یارب العالمین!

ایک دفعہ بات چلی کہ جس نے دنیا کو چھوڑ دیا وہ خدائے تعالیٰ کا محبوب و مقبول ہو گیا اس پر حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک حدیث ارشاد فرمائی کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ وترك الدنیا راس کل عبادۃ۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور دنیا کا چھوڑنا تمام عبادتوں کا مغز ہے۔ اور اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ تھے۔ بارہا ان کی زبان پر یہ الفاظ آتے کہ " دیگچہ میں گوشت ہونا چاہیئے دوسرے لوازمات ہوں یا نہ ہوں۔ چھوٹا شوربا کام نہیں آتا"۔ ایک دن مریدوں نے پوچھا۔ کہ اے غریب نواز اور اے رہنمائے گمراہاں! ان الفاظ کا کیا مطلب ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ گوشت سے مراد 'ترکِ دنیا' ہے اور شوربہ جو کہ پیاز اور لہسن سے بناتے ہیں اس کو 'شوربائی زور' یعنی چھوٹا شوربہ کہا جاتا ہے، جب سالک نے دل سے دنیا کو نکال دیا۔ پھر اس کو نماز روزہ کافی ہے۔ دوسرے وظائف چاہے ہوں یا نہ ہوں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب حق جلّ وعلیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا اور کہا۔ آیا میں تمہارا رب اور معبود ہوں تو ساری مخلوق نے اقرار کیا اور

کہا انت معبودنا کہ تو ہمارا معبود ہے لیکن دنیا نے حق تعالیٰ کا مقابلہ کیا اور کہا۔ کہ
اَنتَ اَنتَ وَاَنَا اَنَا۔ کہ تُو تو ہے اور میں میں ہوں، اس پر شیخ فریدالدین عطار
رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر زبان مبارک پر لائے ؎

مُقبل آں مردے کہ شد زیں جُفت طاق
پُشت بر وے کرد و دادش سہ طلاق

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک راسخ الاعتقاد مُرید نے بارہ
ہزار روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا۔ اس کے خرچ کرنے میں ایک رات کا توقف ہو گیا دوسرے
روز ساری رقم تقسیم کر دی، چنانچہ سات ہزار روپیہ قبلۂ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے
صاحب زادگان کو دیا اور باقی روپیہ کچھ تو خانقاہ کے علما اور غرباء کو دیا اور کچھ سنگھڑ کے
علاقہ کے علماء اور فقراء پر خرچ کیا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ کل رات
مجھے اس مردار کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ جب میں نے اس کو اپنے سے دور کیا۔ تو مجھے
فرحت حاصل ہوئی۔ پھر یہ حدیث مُبارک بیان فرمائی۔ الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب
کہ دنیا مُردار ہے اور اس کے چاہنے والے کُتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک شخص
میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بتلایا کہ میں ایک عجیب تماشا دیکھے ہُوئے ہوں۔ اس
نے بیان کیا کہ بچپن میں میں شہر منگروٹھ میں ایک معلّم کے پاس قرآن مجید پڑھا کرتا تھا ایک
دن ایک شخص مر گیا اور اس کا ایمان مسلوب ہو گیا اس کی عورت نے منادی کرائی کہ جو کوئی
میرے شوہر کو ایمان دے گا میں اس کے بدلہ میں ایک ہزار روپیہ نقد دوں گی۔ چنانچہ ایک
آدمی اپنا ایمان بیچنے کے لیئے آیا۔ میں بھی یہ معاملہ دیکھنے کے لیئے وہاں گیا۔ اس آدمی نے

اپنا ایمان اس مُردہ کو دے دیا۔ اور ہزار روپیہ نقد لے لیا۔ میں نے دیکھا کہ اسی وقت اس کا منہ سیاہ ہوگیا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک اور مُردہ کا منہ روشن ہوگیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالکؒ

حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ دُنیا اللہ کی مبغوض ہے۔ اسی لئے کسی اللہ کے نبی اور ولی نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اس کو تین طلاقیں دی ہیں اور خود فقر و فاقہ میں رہے ہیں یہتیٰ کہ بھوک سے مر گئے ہیں۔ چنانچہ تین سو نبی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہٗ و عزتہٗ کے نواح میں بھوک سے مرے ہیں۔

ایک دفعہ فرمایا کہ حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے۔ شیخ عطار نے باریابی کی اجازت نہ دی۔ اور کہا کہ تو امیروں کے ساتھ دوستی رکھتا ہے۔ میں تجھ سے ملاقات نہ کروں گا۔ اس سے شیخ سعدیؒ بہت غمگین ہوئے اور چھ ماہ تک وہیں مقیم رہے۔ چھ ماہ کے بعد شیخ عطارؒ نے شیخ سعدیؒ کو بلا بھیجا۔ اور اپنی آستین کو اونچا کیا۔ حضرت سعدیؒ نے اس کو بوسہ دیا اور چل دیئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ دنیادار لوگ اس شخص کو لائق کہتے ہیں جو بہت جھوٹا اور فریب کرنے والا ہو لیکن اللہ والے اس شخص کو لائق و قابل کہتے ہیں جو ہر چیز سے اپنے ہاتھ جھاڑ کر خدا کی یاد میں مشغول ہوگیا ہو۔

؎ ہمہ مشغولیِ عالم گولی است　　　ترکِ گولی بہ خدا مشغولیت
؎ اولیاء را کارِ عقبیٰ اختیار　　　جاہلاں را کارِ دنیا اختیار

یہ بھی فرمایا کہ الجنس مع الجنس یمیل، کہ کند ہم جنس باہم جنس پرواز جیسا کہ

حق تعالیٰ سبحانہٗ نے فرمایا ہے۔ الخبیثات للخبیثین والطیبات للطیبین
بُرے مرد بُری عورتوں کے واسطے ہیں اور پاک مرد پاکیزہ عورتوں کے واسطے ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ مولوی علی الدین بہاولپوری، احمد پور کا قاضی ہو گیا ہے۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی مذکور اس سے پہلے اچھی حالت میں تھا۔ اب قضا کا کام اختیار کرنے سے مصیبت میں پڑ گیا ہے۔ کیونکہ قضا کا کام ہمارے مشائخ کے ہاں ممنوع ہے۔ چنانچہ فوائد شریف میں مذکور ہے۔ کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی زمانہ میں دہلی شریف کے قضا کے عہدہ کے لئے حضرت نجیب الدین متوکّل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تو قاضی نہ بن کچھ اور بن۔ حضرت قبلہ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ مسجد کا عہدہ دار ہونا یا عہد کے لیئے مسجد کی امامت کرنا بھی بُرا ہے اس سے دور رہنا چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی محض خدا کے لیئے مسجد کی خدمت کرے تو اس کو دونوں جہانوں میں عزّت نصیب ہو۔ حدیث مَنْ خَدَمَ خُدِمَ (جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا)

ایک روز ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں اپنے بیٹے کو قرآن یاد کراؤں یا کتابیں پڑھواؤں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ اسے کتابیں پڑھواؤ۔

کچھ بات چلی کہ جب حق سبحانہٗ تعالیٰ کسی ملک کو ویران کرنا چاہتا ہے تو ظالم حاکم کو اس پر مسلط کرتا ہے۔ اس پر یہ دو بیت ارشاد فرمائے :۔

چو خواہد کہ ویراں کند عالمے　　　نہد ملک در پنجۂ ظالمے

بقومے کہ نیکی پسند د خدائے　　　　دہد خسرو عادل نیک رائے

یہ بھی فرمایا۔ کہ کسی عادل یا ظالم بادشاہ کا آنا لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے اگر نیک عمل کرتے ہیں تو بادشاہ عادل مسلّط کیا جاتا ہے اور اگر بُرے اعمال کرتے ہیں۔ تو بادشاہ ظالم مسلّط کیا جاتا ہے اور یہ حدیث شریف بیان فرمائی۔ اعمالکم عمّالکم تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں۔

نیز فرمایا۔ کہ اس زمانہ میں جب کہ مسلمانوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت کو چھوڑ دیا ہے۔ حق تعالیٰ نے کافروں کو ان پر مسلّط کر دیا ہے۔ اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب سکھوں نے ملتان کا محاصرہ کیا۔ ایک بزرگ نے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی امت کی امداد فرمائیں۔ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ میری امّت نے میری پیروی چھوڑ دی ہے اس لیئے حق تعالیٰ نے کفار کو اس پر مسلّط کر دیا ہے۔

ایک روز مولوی غلام حیدر نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ غریب نواز! جب میں نے شہر ریوا میں سکونت اختیار کی تو ایک قطعۂ زمین میں باجرہ کاشت کیا۔ لیکن وہ بھی خشک ہو گیا۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ "شام وچ بھیں یا روم تاوی ڈھو ڈھسے او نھے تھوم" یعنی آدمی خواہ شام میں چلا جائے یا روم میں، جو کچھ اس کی قسمت میں ہے اس میں کمی بیشی نہ ہو گی جو کچھ حق تعالیٰ نے ازل میں اس کے لیئے مقدر فرما دیا ہے جہاں جائے گا اُسے پہنچ جائے گا۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے الف خاں رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کو جو کہ چھوٹا سا

تھا۔ایک روپیہ دیا۔بعدہٗ اس کے بڑے بھائی نے اس سے چھین لیا۔اور وہ رونے لگا حضرت نے ارشاد فرمایا۔کہ دنیا کی کشش اور محبت لوگوں کو خراب کرنے والی چیز ہے۔اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ ایک چوہے نے اپنے بل میں کچھ روپے جمع کر لیئے تھے۔ایک روز ان روپوں کو بل سے باہر رکھ کر خود کسی وجہ سے بل میں چلا گیا۔ایک شخص وہاں سے گزرا اور اس نے وہ روپے اٹھا لیئے جب چوہا بل سے باہر آیا تو اس نے وہ روپے وہاں نہ پائے۔نہایت حیران و پریشان ہوا اور اسی غم میں زمین پر ٹپک ٹپک کر مر گیا۔

کچھ بات چلی کہ دنیاداروں کی صحبت اور سرکاری کام سے دور رہنا چاہیئے۔حضرت نے فرمایا۔کہ اگر درویش بھی سرکاری کام میں پڑ جاتے تو دیو ہو جائے۔چنانچہ اس کے مناسب ایک حکایت بیان فرمائی۔کہ نور محمد خاں بابر بہت ہی زاہد اور عابد آدمی تھا۔چنانچہ پچھلی رات کو صبح تک ذکر جہر کرتا تھا۔جب اسد خاں کی وزارت کا کام اس کے سپرد ہوا تو عین ماہ رمضان المبارک میں طوائفوں کو اپنے سامنے بٹھا کر شراب خوری کرتا تھا۔نعوذ باللہ من ذالک۔ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص بزدار حضرت میاں صاحب نور محمد نارووالہ قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے تھا۔اور بہت خدا یاد آدمی تھا۔چنانچہ ایک دن میں نے اس کو ایک غار میں بیٹھے ہوئے دیکھا اس سے ملاقات کی اور کہا کہ تم کتنے دنوں سے یہاں بیٹھے ہوئے ہو۔کہا کہ تین روز سے ہوں اور کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔چنانچہ میرے پاس باجرہ کی ایک روٹی تھی۔آدھی اس کو دی اور آدھی خود کھائی اور اپنے گھر آ گئے۔اس کے بعد وہ شخص غلامانی قوم میں چلا گیا جو کہ ڈاکہ زنی میں مشہور ہے اور ان کا ہم نشین بنا، ان کی صحبت نے اس میں اثر کیا اور انہیں کی طرح ڈاکو بن گیا۔پھر یہ حدیث شریف بیان فرمائی الصُّحْبَۃُ مُؤَثِّرَۃٌ

بیت:۔ صحبتِ صالح ترا صالح کند　　　صحبتِ طالح ترا طالح کند

بیت:۔ ہم نشینِ اہلِ معنی باش تا　　　ہم عطا یابی و ہم باشی فتا

حکایت: جبکہ سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ صاحب دل تھا تو اس کے سلسے وزراء اور امراء بھی صاحبانِ دل ہو گئے تھے۔ چنانچہ مرنے کے بعد ان سب کے روضے سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے ارد گرد بنائے گئے۔

مثنوی: نار خنداں باغ را خنداں کند　　　صحبت مرداں ترا مرداں کند

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء　　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس کے بعد فرمایا۔ کہ بہت سے دنیادار اپنے مال کو اپنے لیئے فتنہ بناتے ہیں اور دوسروں کے پاس یہ سمجھ کر امانت رکھتے ہیں کہ یہ ہمارے کام آئے گا۔ لیکن جب مرتے ہیں تو امانت رکھا ہوا سارا مال دوسرے لے اڑتے ہیں۔ چنانچہ علی محمد خاکوانی نے اپنا مال بہت جگہوں پر بطور امانت رکھا ہوا تھا۔ جب اس کو تیمور شاہ نے قتل کیا تو وہ سارا مال دوسروں کے لیئے چھوڑ گیا۔ اسی طرح علی اکبر خاں مرحوم نے بھی بہت جگہوں پر اپنا مال بطور امانت رکھا ہوا تھا۔ جب مرا تو اس کا سارا مال دوسروں کے کام آیا۔ اس کے بعد یہ بیت زبانِ مبارک پر لائے

ناگہاں بانگے بر آمد خواجہ مُرد　　　خوردہ خوردہ ماندہ ماند و دادہ بُرد

کچھ بات چلی کہ بعض لوگ مہمان نوازی بہت کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ پہاڑی علاقہ میں یہ رسم ہے کہ اگر کوئی مہمان کسی کے گھر آتا ہے تو صاحب خانہ اگر ایک گوسفند ہی رکھتا ہو اس کو ذبح کر کے مہمان کے سامنے رکھ دیتا ہے اور فرمایا۔ کہ اگر اس کے پاس تھوڑا سا کھانا ہو تو وہ مہمان کو دے دیتا ہے اور خود فاقہ سے گزر کر لیتا ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ دیہاتی لوگ

مہمان کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور اس کی خدمت کرتے ہیں۔ بخلاف شہریوں کے کہ وہ مہمان کو اتنا عزیز نہیں رکھتے۔ اس موقعہ پر یہ حدیث بیان فرمائی۔ کہ الضیافۃ لاھل الوبر لا لاھل المدر۔ یعنی مہمان نوازی تو دیہاتیوں کے بیٹے ہے نہ کہ شہریوں کے بیٹے۔ یہ بھی فرمایا کہ کوئی کسی کے گھر جاوے تو صاحب خانہ پر اس کی خدمت کرنا واجب ہے اور حق سبحانہٗ جو کہ اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے اس بندہ کو کیوں ضائع کرے گا۔ جس کا بھروسہ اس کی ذات پر ہو۔ اور فرمایا۔ کہ توکّل نبوت اور ولایت کا درجہ ہے کیونکہ سارے انبیاء اور اولیاء نے توکل اختیار کیا ہے۔ اس کے مطابق حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک سالک نے ایک اللہ والے کی صحبت اختیار کرنا چاہی۔ اس اہل اللہ نے فرمایا۔ کہ سب چیزوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دو۔ اس نے اُسی وقت سب چیزیں خدا کے راستہ میں دے دیں اور چل پڑے۔ جب دو چار قدم چلے تو اس بزرگ نے سالک کی طرف دیکھ کر کہا کہ کوئی چیز تمہارے پاس ہے یا نہیں۔ اس نے کہا کہ صرف دوال (چمڑے کی پیٹی) کو ساتھ لے لیا ہے تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ فرمایا۔ اس کو بھی دے دو۔ اس نے دوال کو بھی دے دیا اور چل پڑے۔ سالک کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر میرا دوال ٹوٹ جائے تو میں کہاں سے لوں گا۔ اتفاقاً اسی وقت دوال (پیٹی) ٹوٹ گیا۔ اور اچانک دوسرا دوال موجود ہو گیا۔ قولہٗ تعالیٰ: ومن یتق اللہ یجعل لہٗ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ ان اللہ بالغ امرہٖ قد جعل اللہ لکل شیئٍ قدراً۔ (ترجمہ:) اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے وہ کر دے اس کا گزارہ۔ اور روزی دے اس کو جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو۔ اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر۔ تو وہ اس کو کافی ہے۔ تحقیق اللہ پورا کر لیتا ہے اپنا کام۔ اللہ نے رکھا ہے ہر چیز کا اندازہ۔

کچھ بات اس بارہ میں شروع ہوئی کہ جس کسی کو حق تعالیٰ اولیاء اللہ کی صحبت سے محروم کرتا ہے اگرچہ وہ اس کے پاس بھی ہوں تو اس کو زیارت نصیب نہیں ہوتی۔ اس کے مطابق حکایت بیان کی کہ میں ایک دفعہ حضرت قبلۂ عالم (خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کو گیا۔ مہار شریف کے قریب ایک کوس یا اس سے بھی کم فاصلہ پر مجھے کچھ شبہ ہوا کہ یہ سامنے کے درخت مہار شریف کے ہیں یا کسی اور شہر کے ہیں۔ اتنے میں میں نے دو آدمیوں کو دیکھا ایک نوجوان تھا۔ اور دوسرا بوڑھا۔ نوجوان سے میں نے کہا۔ کہ مجھے مہاراں کا راستہ بتلاؤ۔ اس نے ہاتھ کے اشارہ سے بتلایا۔ کہ وہ درخت مہار شریف ہی کے ہیں۔ بڈھے نے — جو کہ بیٹھ کر دھاگوں سے رسی بانٹ رہا تھا — مجھ سے پوچھا۔ کہ کہاں جاؤ گے؟ میں نے کہا کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جا رہا ہوں پھر اس نے پوچھا۔ کہ میاں بابل (قبلۂ عالم خواجہ نور محمد کا خاندانی نام) جو کہ مہاراں میں رہتا ہے جوان ہے یا بوڑھا۔ جب میں نے یہ بات اس سے سنی تو مجھے تعجب ہوا۔ کہ سبحان اللہ! یہ آدمی بوڑھا ہو گیا ہے اور ابھی تک اس کو قبلۂ عالم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کی زیارت کے لیئے لوگ ہزاروں کوسوں سے آتے ہیں اور ولایت حاصل کر کے واپس جاتے ہیں۔ یہ جو کہ ایک یا آدھے کوس پر رہتا ہے اس کو ابھی تک زیارت نصیب نہیں ہوئی اس کے مطابق ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں عطایائے الٰہی حاصل کر کے واپس آئے صبح کے وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ میں آج رات آسمانوں پر گیا تھا۔ اور حق تعالیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ کا دیدار کر کے واپس آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ "اٰمنّا وصدّقنا۔ جب ابوجہل کو اس بات کا علم ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا۔ کہ "میں نے سنا ہے کہ تیرا یار

آسمانوں پر سے ہو کر آیا ہے۔ مجھے تو آسمان میں کوئی سوراخ نظر نہیں آتا" چوں کہ اس میں ایمان نہیں تھا اس نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزہ پر اعتراض کیا اور انکار کیا جب حضرت قبلہ نے یہ بات بیان فرمائی تو حاضرین نے عرض کیا کہ غریب نواز تونسہ شریف کے رہنے والے بعض لوگ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ میاں صاحب نوجوان ہیں یا بوڑھے ہیں۔
حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت اور زیارت کا دارومدار نصیبۂ ازلیہ پہ ہے۔ جس کسی کی قسمت میں ازلی سعادت ہوتی ہے اس کو بزرگوں کی صحبت اور زیارت نصیب ہوتی ہے اگرچہ وہ ہزاروں کوس کے فاصلہ پہ ہو پھر یہ حدیث مبارک بیان فرمائی "الارواح جنود مجندۃ تتشام کما تتشام الخیل فما تعارف منھما ایتلف وما تناکر اختلف (یعنی لوگوں کی روحیں ایک بڑے لشکر کی مانند ہیں جو گروہ در گروہ دُنیا میں آتی ہیں اور ایک دوسرے کی بُو سونگھتی ہیں جس طرح گھوڑے ایک دوسرے کی بُو سونگھتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کی رُوحیں اولیاء اللہ کی روحوں سے آشنائی پیدا کر کے ان سے محبّت اور دوستی پیدا کرتی ہیں۔ اور جو ان سے آشنائی پیدا نہ کرے وہ انکار کرتا ہے اور اس کو اولیاء کی زیارت سے محروم کیا جاتا ہے۔ اور ہرگز اس کو اولیاء اللہ کی زیارت نہیں ہوتی اگرچہ وہ پاس ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ وہ اولیاء اللہ کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ چنانچہ ابوجہل ہمیشہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ دشمنی کرتا تھا۔ اور آپ کو جادوگر بتاتا تھا۔

چنانچہ ایک دن چند سنگریزے اپنی مٹھی میں رکھ کر رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہنے لگا کہ بتلائیے میری مٹھی میں کیا ہے؟ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو چیز تیری مٹھی میں ہے یہ میری رسالت پہ گواہی دے گی۔ فوراً سنگریزے ابوجہل لعین کی مٹھی میں کلمۂ شہادت

پڑھنے لگے۔ اس نے سنگ ریزے اپنے ہاتھ سے پھینک دیئے اور کہا "تو عجیب جادوگر ہے ۔۔۔" جب کہ روزِ ازل سے اس کی قسمت میں ایمان نہیں تھا اس لیئے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر بتلایا اور ایمان نہ لایا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک ط

فرمایا کہ جب ہم حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی زیارت کو جاتے تو قوم مہاراں کے لوگ درختوں کے سایہ میں بیٹھے ہوئے ہوتے جب ہم کو دیکھتے تو کہتے کہ "لموچیڑوں (سنگھڑ کے علاقہ کے لوگوں کو لموچیڑ کہتے ہیں) پہ کیا آفت آئی ہوئی ہے ۔۔۔" چوں کہ سعادت اُن کی قسمت میں نہیں تھی۔ اس لیئے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی زیارت سے محروم رہے اور قبلۂ عالم کے وصال کے بعد حضرت صاحب زادہ نور الصمد رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا۔ جن لوگوں نے صاحب زادہؒ کو شہید کیا حق تعالیٰ نے ان کو اس طرح تباہ کیا کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا ؎

حبِ درویشاں کلیدِ جنت است　　　دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

ایک روز ایک درویش جو کہ جعفر قوم میں سے تھا۔ اور مجرّد تھا، مرنے لگا حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے بھانجے میاں محمدؐ صاحب اس کے سرہانے گئے اور فرمایا کہ اگر کوئی چیز تمہارے پاس ہے تو اسے خیرات کر دو۔ جعفر مذکور نے جواب دیا۔ کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ جب وہ مر چکا تو میاں عبدالرحمٰن جعفر بیس روپیہ نقد لایا اور کہنے لگا۔ کہ یہ رقم اس نے میرے پاس بطور امانت رکھی ہوئی تھی اسے لے لیجئے۔ اور پانچ نسخے قرآن مجید کے بھی چھوڑ مرا جب یہ بات حضرت قبلہ نے سنی تو ارشاد فرمایا۔ کہ اگر اس کی قسمت میں ہوتا تو اسے اپنے ہاتھ سے

سدتریں دیتا — اس کے بعد جب اس کے رشتہ داروں کو اس کی وفات کی خبر ملی وہ پہاڑ سے آکر اس کا سارا مال و اسباب لے گئے۔ حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا چاہیئے اور اس کے قہر سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے — اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ شیخ صنعان رحمتہ اللہ علیہ ایک صاحب کمال آدمی تھے پچاس حج کر چکے تھے اور چار سو مرید ایسے رکھتے تھے کہ ہر ایک ان میں سے صاحب کمال تھا — لیکن جب ان کو توقف ہوا تو ایک یہودی عورت پر عاشق ہو گئے اور زنار گردن میں ڈال لیا۔ پھر یہ شعر پڑھا۔ ؎

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد

شیخ صنعاں زاہدے را زیر زنار آورد

اس کے بعد جب حق تعالیٰ نے فضل فرمایا دوبارہ اسلام لائے اور تمام مراتب عالیہ ان کو دیے گئے۔ مثنوی۔

نالہ مے کن کاے تو علام الغیوب — انتقام ازما مکش اندر ذنوب

یا کریم العفو ستار الذنوب — زیر سنگ مکر بد مارا مکوب

گر سگی کردیم اے شیر آفریں — شیر را مگمار بر ما از کمیں

نیز فرمایا۔ کہ یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصر کے بازار میں فروخت کیا گیا اس کے بعد جب حق تعالیٰ نے فضل فرمایا تو مصر کے بادشاہ بنائے گئے اسی طرح حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ مدت نانبائی کی بھٹی جھونکتے رہے اور حق تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے امیدوار رہے پھر حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو بادشاہی عطا فرمائی۔

ایک دفعہ فرمایا کہ جوانی عجیب چیز ہے۔ جوانی کے زمانہ میں جب ہم حضرت
قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی زیارت کے لیئے اپنے گھر سے روانہ ہوئے جو کہ پہاڑ میں واقعہ ہے
اور اس کا نام گڑگوجی ہے۔ تونسہ سے اس کا فاصلہ تئیس کوس بنتا ہے ۔۔۔ تو پانچویں روز
حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ نیز فرمایا کہ ایک روز حضرت قبلۂ عالم قدس
سرہٗ کی زیارت کے لیئے ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے ساتھ میاں غلام حیدر اور میاں عیسیٰ جعفر
بھی تھے۔ چنانچہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے سے چمڑا الگ ہوگیا اور خون بہنے لگا۔ اور
دونوں پاؤں کے دس کے دس ناخن جدا ہو گئے ۔۔۔ چوں کہ جوانی کا زمانہ تھا اور بدن میں
قوت تھی اس لیئے ہم (ایک دن میں) بیس کوس یا اس سے زیادہ کی منزل طے کر لیتے تھے
چنانچہ جس روز ہم گھر سے روانہ ہوئے۔ گڑگوجی سے چل کر دائرہ شاہ امب والہ میں اسی روز
پہنچے اور پہلی رات گزاری۔ جب کہ چالیس کوس کی منزل بنتی ہے۔ مسجد میں صرف ایک پیالہ ڈبل
(ایک قسم کا کھانا) کا ہم کو دیا گیا جو ہم نے نوش کیا ۔۔۔ دوسرے روز مخدوم رشید میں پہنچے اور
دوسری رات وہاں بسر کی اور کچھ نہ کھایا۔ تیسرے روز وہاں سے روانہ ہو کر مہار شریف پہنچ
گئے اور تیسری رات حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں گزاری ۔۔۔ نیز فرمایا کہ جوانی
کے زمانہ میں سفر میں کبھی تین فاقوں اور کبھی دو دو فاقوں کے ساتھ ہم منزلیں طے کرتے تھے۔

بیت :- جوانی شد و زندگانی نماند   جہاں گو مماں چوں جوانی نماند

ایک دفعہ فرمایا کہ میاں عیسیٰ جعفر اور غلام حیدر ہمارے ساتھ تھے۔ ایک رات ہم نے
سیتپور میں گزاری۔ صرف ایک پیسہ ہمارے پاس تھا اس سے ہم نے کچھ چنے خرید کر
کھا لیئے۔ صبح سویرے وہاں سے چلے اور عالم پور میں جو کہ احمد پور کے ساتھ ہے حضرت

قبلۂ عالم کی قدم بوسی نصیب ہُوئی۔ قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے پُوچھا۔ کہ کل تم نے کیا کھایا۔ عرض ہے کہ غریب نواز نخود خام۔ تبسم کر کے فرمایا کہ نخود خام بھی کوئی خوراک ہے۔ اس کے بعد میاں مشتاق کو فرمایا کہ سنگھڑ کے علماء ہیں اور بھوکے ہیں ان کو کوئی چیز دو۔ میاں غلام حیدر گیا اور کھانے کی کوئی چیز لے آیا جس کو ہم نے تناول کیا۔ نیز فرمایا کہ ایک آدمی قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی مسجد کے پاس رہائش رکھتا تھا اور درویش جو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں آتے تھے ان کو منع کرتا تھا۔ کہ تم کو یہاں سے کیا حاصل ہوتا ہے کہ یہاں آتے ہو۔ فرمایا کہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کے پاس ایک شخص رہتا تھا جس کی حضرت شیخ بہت خدمت کرتے تھے اور پچاس روپیہ ماہوار ان کا مقرر کیا ہُوا تھا۔ لیکن جو درویش حضرت شیخ عالم قدس سرہٗ کی زیارت کے لیئے آتے تھے ان کو منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم کو یہاں سے کیا حاصل ہوتا ہے کہ یہاں آتے ہو۔ پھر فرمایا۔ کہ اسی طرح حق تعالیٰ کے دروازہ پر شیطان بیٹھا ہُوا ہے جو کہ لوگوں کی راہ مارتا ہے تاکہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے واصل نہ ہوویں اور بزرگوں کے دروازہ پر بھی بعض لوگ بیٹھے ہوتے ہیں جو کہ درویشوں کی راہ مارتے ہیں لیکن جس کسی کو حق تعالیٰ نے اعیانِ ثابتہ میں خیر اور سعادت نصیب کی ہے وہ ایسے لوگوں کی ممانعت اور ابلیس لعین کے کہنے سے حق تعالیٰ اور اپنے زمانہ کے بزرگوں کی صحبت سے محروم نہیں رہتا۔

ع دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

اس بارہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ نمرود مردود کی بیٹی نے جب اسلام لانے کا ارادہ کیا تو نمرود مردود اور اس کے عملہ نے اس کو حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہ السّلام پر ایمان لانے سے منع کیا۔ لیکن چوں کہ اعیان ثابتہ میں ایمان اس کے نصیب میں تھا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائی اور ان سے نکاح کیا اور اس کے پیٹ سے حق تعالےٰ

نے پیغمبروں کو پیدا کیا جیسے حضرت اسحاق و یعقوب و یوسف علیٰ نبینا و علیہم السلام، اور نمرود کفر میں پکا ہوتا گیا۔ اس کے بعد حق جل و علیٰ نے ایک مچھر کو نمرود اور اس کے عملہ پر مسلط کیا۔ اس نے اس کے سارے لشکر کو اڑھائی یا تین گھڑیوں میں نیست و نابود کر دیا۔ اور ایک مچھر جو کہ اندھا اور لنگڑا تھا نمرود کے دماغ میں گھس گیا اور اس کو عذاب دینے لگا حتیٰ کہ اس کو ہلاک کر دیا ــــ پھر فرمایا کہ فرعون ملعون اس سے بھی بڑا کافر تھا کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ حق سبحانہٗ نے اس کو لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق کر دیا لیکن اس کی بیوی بی بی آسیہ رحمۃ اللہ علیہا صاحب ولایت تھیں ان کو خداوند تعالیٰ نے بچا لیا۔ قولہ تعالیٰ: ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ فرمایا کہ شعیب علیٰ نبینا و علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں اور دونوں صاحب ولایت تھیں۔ نیز فرمایا کہ موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی بھی والدہ صاحبہ صاحب ولایت تھیں جب فوت ہو گئیں تو حق تعالیٰ جل شانہٗ نے موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو خطاب فرمایا کہ جو گستاخیاں تم نے ہماری جناب میں کی ہیں ــــ جن کا ذکر قرآن مجید میں چند مقامات پر کیا گیا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ رب ارنی انظر الیک اور اس کے جواب میں فرمایا گیا۔ لن ترانی۔ اور دوسری جگہ فرمایا ان ھی الا فتنتک ــــ ان کو ہم نے تیری ماں کی حرمت کی وجہ سے بخش دیا۔ آئندہ ایسی گستاخیاں نہ کرنا اور ادب کو نگاہ رکھنا۔

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ کی قدرت ہے کہ پیغمبروں سے کافر پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پیغمبر اور صفی اللہ تھے۔ ان کا ایک بیٹا کافر تھا۔ سارے کافر اسی کی اولاد ہیں نیز نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر تھے لیکن ان کا ایک بیٹا اور ان کی عورت دونوں کافر تھے نعوذ باللہ من ذالک۔ جیسا کہ حق سبحانہٗ عز و جل نے قرآن مجید میں فرمایا ہے قال

یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح ۔ فرمایا اے نوح علیہ السلام یہ تیرا بیٹا تیری آل میں سے نہیں ہے کیوں کہ اس کے عمل غیر صالح ہیں اور دوسری جگہ فرمایا ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امراءۃ نوح وامراءۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتھما فلم یغنیا من عند اللہ شیئاً ۔ یعنی خدا نے ایک مثال بیان کی ان کے لیئے جو ایمان نہیں لائے اور وہ مثال نوحؑ کی بیوی کی ہے ۔ کہ واعلہ نام رکھتی تھی اور لوطؑ کی بیوی کی ہے جس کو واہلہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ہمارے صالح بندوں کے ماتحت تھیں ۔ پس انہوں نے ہمارے دونوں برگزیدہ بندوں کی خیانت کی نفاق اور مخالفت کے ساتھ ۔ اس طرح کہ نوح علیہ السلام کی بیوی نے ان کی قوم کو کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور لوط علیہ السلام کی بیوی نے قوم کو لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی خبر دی ــــ پس ان دونوں پیغمبروں نے ان دونوں عورتوں پر خدا کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہ کیا ۔ نوحؑ کی بیوی طوفان میں غرق ہوئی ۔ اور لوط علیہ السلام کی بیوی کے سر پہ پتھر آ کر لگا ۔ اور قیامت کے روز واعلہ اور واہلہ کو کہا جائے گا کہ دوزخ میں داخل ہو جاؤ ، دوزخ میں داخل ہونے والے کافروں کے ساتھ ــــ حاصل اس مثال کا یہ ہے کہ کفار کو عذاب دیا جاتا ہے اور کفر کے ہوتے ہوئے ان کا رشتہ جو پیغمبروں کے ساتھ ہو کوئی فائدہ نہیں دیتا ۔

نیز فرمایا کہ فرعون کی بیوی مومنہ تھی اور فرعون اور اس کے عمل سے بیزار تھی ۔ چنانچہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ۔ وضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امراءۃ فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین ۔ یعنی بیان کی خدا نے ایک مثل ان کے لیئے جو ایمان لائے اور وہ مثل فرعون کی بیوی یعنی آسیہ بنت مزاحم کی

ہے جب اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار میرے لیئے ایک گھر اپنے قریب بہشت میں بنائیے اور مجھے ظالم قوم سے نجات دیجئے۔ کہتے ہیں کہ جب آسیہ علیہا السلام ایمان لائیں تو فرعون نے کہا کہ اس کو دھوپ میں ڈال کر اس میں چار میخیں گاڑ دیں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا۔ کہ آسیہ کے پاس جا کر اس کو گھیرے میں لے لیں اور اپنے پروں سے اس پر سایہ کریں۔ پھر فرعون نے حکم دیا۔ کہ ایک بھاری پتھر لا کر اس کے سینہ پر رکھیں۔ آسیہ علیہا السلام نے دعا کی۔ کہ "اے باری تعالیٰ! میرا گھر جنت میں بنائیے اور مجھے فرعون کے نفس خبیث سے نجات دیجئے اور اس کے افعال یعنی جو عذاب مجھے دے رہا ہے۔ اس سے اور ظالموں کے گروہ سے جو کہ قبطی اور فرعون کے پیرو ہیں۔ ان سے نجات دیجئے" حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمایا، حجاب اس کے سامنے سے اٹھا دیئے گئے اور اس کا جنت کا گھر اسے دکھا دیا گیا ـــ حاصل اس مثل کا یہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے اس کے تعلق بالکفار نے اس کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچایا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وَمَا خلقت الجنّ والانس الا لیعبدونَ ہ یعنی میں نے پیدا نہیں کیا انسانوں اور جنوں کو مگر اپنی عبادت اور معرفت کے لیئے ؎

زندگی آمد برائے بندگی ۔۔۔ زندگی بے بندگی شرمندگی

نیز فرمایا۔ کہ اگر مال میں سے کوئی چیز ضائع ہو جائے یا مویشی میں سے کوئی چیز مر جائے جیسے گائے یا گھوڑا وغیرہ تو اس کا غم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ یہ صدقہ یا سر کا بدلہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ تلف المال خلف الراس (یعنی مال کا

ضائع ہونا صاحب مال کے سر کا صدقہ ہے۔ نیز فرمایا۔ کہ تمام گناہوں اور مصیبتوں کی اصل اور جڑ دنیا کی محبت ہے۔ جب تک سالک کے دل میں دنیا کی محبت باقی ہے اس کو امن حاصل نہیں۔ اور اس کی شاخیں بھی تازہ رہیں گی۔ جب درخت کی جڑ خشک ہو جائے گی۔ تو اس کی شاخیں خود بخود خشک ہو جائیں گی۔ جب سالک کے دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ تب وہ مصیبتوں اور آفتوں سے نجات پا لیتا ہے اور حق سبحانہٗ سے واصل ہو جاتا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ابلیس کا کام ہمیشہ رہزنی کرنا ہے۔ اس دشمنی کے سبب جو وہ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ساتھ رکھتا ہے اور بنی آدم کو نیک کاموں سے باز رکھتا ہے۔ اس بارہ میں ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک آدمی بڑے اعتقاد کے ساتھ ایک بزرگ کی زیارت کے لیئے اپنے گھر سے روانہ ہوا۔ جب اس بزرگ کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس بزرگ کے سامنے طوائفوں کا ایک گروہ ناچ رہا ہے۔ وہ شخص بد اعتقاد ہو کر اپنے گھر واپس آ گیا۔ اس کے ہمسایہ نے جو کہ ایک بزرگ آدمی تھا اس سے پوچھا کہ تم فلاں بزرگ کے پاس بیعت ہونے کے لیئے گئے تھے۔ کیا بات ہے کہ تم جلدی واپس آ گئے۔ جواب دیا کہ "جب میں اس بزرگ کے قریب پہنچا تو دیکھا۔ کہ اس کے سامنے شمع جل رہی ہے اور طوائفیں ناچ کود رہی ہیں۔ اس لیئے میں بد اعتقاد ہو کر واپس آ گیا ہوں"۔ جب اس نے یہ قصہ بیان کیا تو اس بزرگ نے جو اس کے پڑوسی تھے افسوس کیا۔ اور فرمایا کہ وہ طوائفیں نہیں تھیں بلکہ شیطان تھا۔ کہ اس نے اس صورت میں تجھ کو اس بزرگ کی خدمت کی سعادت سے محروم رکھا۔ اسی طرح ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک شخص نے ایک لڑکے کو سپارہ دیا اور کہا کہ اپنے استاد کے پاس جا کر سبق پڑھو۔ لڑکا اپنے والد کے حکم کے

مطابق سبق پڑھنے کے لیئے چل پڑا۔ اچانک راستہ میں ابلیس ایک خوب صورت عورت کی شکل میں اس کے سامنے آیا اور پھر لوٹ گیا۔ اور چلّانے لگا کہ اس لڑکے نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ یہ سن کر شہر کے لوگ شہر سے باہر آ گئے۔ لڑکا شرمسار ہو کر گھر واپس آ گیا اور پڑھنا ترک کر دیا۔ اس پر ابلیس ملعون نے بڑی خوشی منائی اور شیاطین کے درمیان جا کر کہنے لگا۔ کہ میں نے ایک لڑکے کو علم پڑھنے سے باز رکھا ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ شام کے وقت تمام شیاطین ابلیس کے پاس آتے ہیں۔ وہ ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ آج تم نے کیا کام کیا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے چوری کرائی۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے شراب خوری کرائی۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں نے لواطت کرائی۔ اسی طرح ہر ایک شیطان پر اس گناہ کا ذکر کرتا ہے جس پر وہ کسی کو آمادہ کرتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں لڑکے کو علم پڑھنے سے باز رکھا ہے تو ابلیس بہت خوش ہوتا ہے اور اس کو بغل میں لے لیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے بہت اچھا کام کیا۔ کہ اس کو علم سے محروم کیا۔ نیز فرمایا کہ جب ابلیس نے حضرت آدم صفی اللہ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط ابلیس لعین نے عرض کیا۔ کہ مجھے مہلت دیجیئے کہ میں قیامت تک زندہ رہوں۔ حق تعالیٰ عزّ و جلّ نے فرمایا۔ کہ ہم تجھے مہلت دیتے ہیں۔ ابلیس نے گستاخانہ طور پر کہا۔ کہ میں آدم کی اولاد کو گمراہ کروں گا۔ حق سبحانہٗ نے فرمایا کہ میں تجھ سے اور تیرے پیروؤں سے جہنم کو بھر دوں گا۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ سالک کو ہمیشہ رحمتِ پروردگار کا امیدوار رہنا چاہیئے اس لیئے کہ وہ ارحم الراحمین ہے اور اسی نے خود فرمایا ہے، سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ ؕ میری

رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے،" اس لیئے چاہیئے کہ ایزد تعالیٰ کی رحمت سے کبھی ناامید و مایوس نہ ہوں۔ کیوں کہ اس نے فرمایا ہے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ط ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعًا (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو ___ تحقیق اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دے گا) اس کے بعد یہ بیت ارشاد فرمایا :- ؎

بحر الطاف تو بے پایاں بُود

ناامید از رحمتت شیطاں بُود

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر کام حق تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کرے یعنی شریعت کے اقتضاء کے مطابق کیوں کہ دونوں جہانوں کی کامیابی اسی بات پر منحصر ہے، جیسا کہ شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ؎

دریں راہ جز مرد راعی نرفت	گم آں شد کہ دنبالِ داعی نرفت
محال است سعدی کہ راہِ صفا	تواں رفت جز در پیٔ مُصطفےٰ

نیز فرمایا۔ کہ اہل اللہ تو مصروف فی اللہ ہوتے ہیں۔ جو کام حق تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ اس طرح ہمیشہ کی کامیابی یعنی ھدایتِ سرمدی حاصل کر کے اس دنیا سے جاتے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھی۔ من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ و ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء (جس کو اللہ ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ___ اور یہ تو محض اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہے اپنے فضل سے نوازے) اور اہلِ دنیا جو کہ مصروف فی النفس ہیں، وہی کام کرتے ہیں۔ جو ان کے نفس کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ ومن یضللہ فلا ھادی لہ (جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ھدایت دینے والا نہیں)

نیز فرمایا۔ کہ تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں محرّم کی پہلی رات کو میرے شیخ حضرت قبلۂ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ بہت مغموم ہوئے اور روٹی کا ایک لقمہ تک تناول نہ فرمایا۔ کسی نے عرض کیا۔ کہ حضرت آپ کے غم و اندوہ کا کیا سبب ہے؟ جواباً فرمایا۔ کہ آج رات تیرھویں صدی ہجری کا آغاز ہوا ہے اس عرصہ میں بہت حادثات ہوں گے اور کئی ایک باطل فرقے وجود میں آئیں گے اور اکثر لوگ خوار اور ہلاک ہوں گے مگر صرف وہی لوگ محفوظ و مامون رہیں گے جو بزرگوں کا دامن پکڑ لیں گے اور ان کی صحبت اختیار کریں گے اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود شریف بہت پڑھیں گے۔"

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ بدمذہبوں کی صحبت سے اپنے آپ کو دور رکھے اگرچہ ان کے پاس دُنیا کی بہت نعمتیں موجود ہوں۔ پھر بھی ان کی صحبت اختیار نہ کرے۔ بلکہ بُرے لوگوں کی نعمتوں کے حاصل کرنے سے بھوک سے اور برہنہ تن ہو کر مر جانا کہیں بہتر ہے۔

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں گزارش کی کہ مولوی عثمان سکنہ علاقہ سنگھر ملا، شہر جے پور کے ایک شیعہ حکیم کے لڑکوں کی تعلیم میں مشغول ہے۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اس بات سے خطرہ ہے کہ کہیں بدمذہبوں کی صحبت کا اثر ان کے ہم نشینوں پہ نہ پڑ جائے۔

نیز ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے غلام سرور خاں خاکوانی کو کہا کہ تم اور تمہارے بھائی میران سندھ کی ملازمت کی وجہ سے ہر وقت ان کی صحبت میں رہتے ہو۔ اس لیے ڈرتے رہا کرو (کہ کہیں ان کی صحبت سے متاثر نہ ہو جاؤ) اور حبیب خان مذکور اور دوسرے پٹھان میران سندھ کی ملازمت ترک کر کے دوبارہ حضور کی زیارت کے لیے آئے اور حضور کی قدمبوسی

سے مشرف ہوئے تو حضرت قبلہ نے ان کو فرمایا کہ "بد مذہبوں کی صحبت میں رہ کر طرح طرح کی نعمتیں حاصل کرنے سے بھوک سے مر جانا بہتر ہے۔ کیوں کہ اس قسم کی صحبت ایمان کے زوال کا باعث ہوتی ہے۔ مولوی محمد حیات صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ انگریزوں نے بہت سے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے برگشتہ کر کے بے ایمان بنا دیا ہے اور ان مسلمانوں نے عیسائیت کو صرف ان کی صحبت کی وجہ سے اختیار کیا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر ایک کا ادب و احترام کرے بالخصوص اپنے پیر بھائیوں کا بہت خیال رکھے۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ میں ایک روز قصبہ ٹبّ میں جا کر حضرت حافظ محمد جمال ملتانی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور یہ اس لیئے کہ میرے حضرت اپنے شیخ کے مریدوں کا ادب اتنا کرتے تھے جتنا کہ اپنے شیخ کا ادب کرنا چاہیئے۔ اور یہ دولت بہت کم کسی کو میسّر آتی ہے کیوں کہ یہ شیخ کے ساتھ بے انتہا عشق کا ثمرہ ہوتی ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ ایک رات میں اور حضرت حافظ محمد جمال صاحب ایک جگہ اکٹھے قیام پذیر ہوتے اور صبح سویرے اپنے شیخ (قبلۂ عالم مہاروی رحؒ) کے روضۂ مطہرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن میں حضرت حافظ صاحبؒ سے پہلے پہنچ کر زیارت سے مشرف ہوا پھر یہ بیت پڑھا۔ ؎

ما و مجنوں ہم سبق بُودیم در دیوانِ عشق
او بصحرا رفت و من در کوچہ گردانم ہنوز

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی عبادت سے کبھی خالی نہ رہے کیونکہ

جو کوئی اس زمانہ میں اس قدر عبادت کرے گا۔ جلدی اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا اور اس کو پہلے زمانہ کی نسبت دوگنا اجر ملے گا۔ نیز فرمایا۔ کہ دین و دنیا میں کامیابی صرف ان لوگوں نے حاصل کی ہے جنہوں نے اللہ اللہ کیا ہے اور اس پر مواظبت کی ہے پھر یہ بیت پڑھا۔

ہر کس زکفِ زمانہ دریا اسفٰی

وایشاں زدہ کف کہ حسبنا اللہ وکفیٰ

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ نفس اور شیطان سے ڈرتا رہے اور کبھی ان سے مطمئن نہ ہو۔ کیوں کہ نفس اور شیطان کا خطرہ مہد سے لے کر لحد تک باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ شیخ صنعان باوجودیکہ نہایت صاحب کمال تھے بلا میں پھنس گئے اور ایک یہودی بچہ کی محبت کی قید میں پڑ گئے اور زنار گردن میں ڈال لیا۔ چنانچہ ان کا قصہ منطق الطیر میں مفصل مذکور ہے۔ پھر یہ مناجات پڑھی:۔

نفس و شیطاں مے بزند از راہ مرا تا بیند از ند اندر چاہ مرا

دستگیری کن مرا اے دستگیر نیست مارا جز تو دیگر دستگیر

کس نگشتہ از در تو نا امید اے امید دلے امید وائے امید

حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ تین چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ اوّل قاضی بن کر حکم دینے سے، دوم کسی کا ضامن بننے سے سوم کسی کی امانت اپنے پاس رکھنے سے، کیوں کہ یہ وصیّت ہمارے پیرانِ کرام اپنے مریدوں کو کرتے آئے ہیں اور فرمایا۔ کہ حضرت فریدالدّین گنج شکر قدس سرہٗ نے حضرت شیخ نظام الدّین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیّت فرمائی تھی۔ کہ جب مسافر اور مہمان تمہارے پاس آئیں اور تم

خود اس روز ذاتہ سے ہو تو خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ کہ یہ ایک عظیم نعمت ہے اور فرمایا۔ کہ ایسی نصیحت شیخ صرف مرید کامل کو کیا کرتا ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ جس وقت یہ فقیر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ مجھے اپنے گھر میں ہرگز قرار نہیں آتا تھا۔ چنانچہ ایک ماہ حضور کی خدمت میں رہتا تھا اور ایک ماہ گھر گزارتا تھا۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا اس فقیر کی والدہ مرحومہ کہا کرتی تھیں کہ میرا لڑکا کسی بُرے خیال میں پڑ گیا ہے اس لیئے گھر میں نہیں رہتا۔ چنانچہ انہوں نے علماء اور فقراء سے اتنے تعویذ میرے لیئے حاصل کیئے تھے کہ گھر کے برتن بھر گئے تھے۔۔۔ چونکہ اس فقیر پر جذبۂ عشق کا غلبہ بدرجۂ کمال تھا اس لیئے مجبور تھا۔ اور ہر وقت ایک بے قراری سی رہتی تھی۔ ؎

محبتے است کہ دل را نمی دہد آرام ورنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

نقل (از مؤلف) حضرت قبلہ کا قطع مسافت کرنا اظہر من الشمس ہے کہ دو سو کوس آپ نے تین چار روز میں طے فرمایا۔ نیز حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے اس فقیر نے یہ بھی سنا ہے کہ ایک سفر میں میرے دونوں پاؤں کے نیچے کا چمڑا ایڑی سے لے کر ناخنوں تک جدا ہو گیا اور میاں غلام حیدر۔۔۔ جو کہ حضرت قبلۂ عالم مہاروی قدس سرہٗ کی زیارت کو جاتے ہوئے اکثر اوقات میرے حضرت کے ہمراہ ہوتے تھے۔۔۔ کی زبانی سُنا ہے کہ میں نے کئی دفعہ دیکھا۔ کہ آپ (خواجہ تونسوی) کی پاپوش خون سے بھر گئی اور خون کے قطرات اس سے ٹپکنے لگے۔ لیکن آپ اپنے سے اس قدر بے خبر ہوتے تھے۔ کہ مردانہ وار قدم اٹھاتے چلے جاتے اور خون کے بہنے اور پاؤں کے زخمی ہوتے کی کچھ خبر نہ رکھتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یہاں بیٹھ جائیں۔ لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔ جب ملتان شہر میں پہنچے

تو میں نے اس خیال سے کہ چونکہ آپ کا جوتا تنگ ہے جس سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے ہیں۔ نیا جوتا خریدنا چاہا۔ لیکن سوائے ایک نئی چادر کے، قیمت ادا کرنے کے لیئے اور کچھ پاس نہ تھا۔ میں نے اس چادر کو فروخت کرنا چاہا تا کہ جوتا خریدا جا سکے۔ بہت کوشش کی لیکن آپ نے نہ مانا۔ ہم نے بار بار خدمت میں عرض کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ "ہم کو اپنی مطلق خبر نہیں ہے۔ تم کچھ فکر نہ کرو۔ انشاء اللہ منزل کے طے کرنے میں میری طرف سے کچھ سستی نہ ہوگی۔

فرمایا کہ ایک دفعہ اس ملک میں طیمور شاہ بادشاہِ خراسان کی لشکر کشی کا حادثہ پیش آیا۔ اس طرح کہ اس نے قلعہ ڈراوال کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اور تاخت و تاراج کر دیا۔ اسی اثنا میں فقیر کو حضور قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی زیارت اور قدم بوسی کا خیال پیدا ہوا۔ ملک کی ویرانی کی وجہ سے تمام راستہ خطرناک ہو گیا تھا جب اس فقیر نے دریائے سندھ عبور کیا تو میاں حاجی جان محمدؒ جس کو حضرت میاں صاحب نارووالہ قدس سرہٗ نے بھیجا تھا۔ ہمارے ساتھ ہو لیا۔ جب ہم آبادی میں پہنچے فقیر کے پاس ایک نئی لنگی تھی۔ اس کو بیچ کر زادِ راہ کے لیئے کچھ چاول خرید لیئے جب شہر کرم پور میں پہنچے تو سکھوں نے ہم کو جاسوسی کے جرم میں پکڑ کر نظر بند کر دیا۔ اتفاق سے اس رات بارش ہو گئی اور ہم نے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں جس کی چھت شکستہ تھی اور ٹپکتی تھی۔ نیز اندر سے گدھوں کی لید سے بھری ہوئی تھی۔ ساری رات ناپاک پانی میں کھڑے کھڑے گزار دی۔ صبح سویرے سکھوں کی فوج کا جمعدار آیا اور ہم سے معافی مانگی اور کچھ آٹا گھی اور شکر ہم کو کھانے کے واسطے دیا۔ اور لوگوں سے کہنے لگا۔ کہ یہ چہرے جاسوسوں کے نہیں ہیں۔" اور لاہوری زبان میں کہا۔ کہ "ایہہ سائیں لوک ہین"۔ یعنی طالبانِ خدا ہیں۔ ان کو کسی اور

چیت سے واسطہ نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ہم کو رخصت کیا اور بوقتِ رخصت فقیر سے پوچھا۔" کہ ہماری فوجوں کی حالت کیسی ہے؟" میں نے کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر پانچ ہزار متحدہ درّانی سوار اس فقیر کے زیر کمان ہوں تو امید ہے کہ ان سکھوں کو لاہور سے بھی باہر نکال دوں۔" یہ سن کر جمعدار ہنسا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ کہ "سائیں لوک یعنی فقیر ٹھیک کہتا ہے۔" الغرض وہاں سے روانہ ہوئے اور جب حضرت قبلۂ عالم کے مکان کے قریب پہنچے تو کچھ چور ہم پر چڑھ دوڑے لیکن ہمارے اور ان کے درمیان ایک ندی حائل ہوگئی۔ انھوں نے ہماری طرف رُخ کیا اور ندی کو عبور کرنا شروع کیا۔ ہم بھی انہیں کی طرف کو ندی عبور کرنے لگے۔ پانی کے بیچ میں جب ہم آمنے سامنے ہوئے تو حاجی مذکور نے ان سے کہا کہ اگر تمہارے پاس کچھ روٹی ہو تو ہم کو دو ہم تو بھوک سے مرے جاتے ہیں۔" اتنی بات سنتے ہی وہ ہم سے منہ پھیر کر دوسری طرف کو روانہ ہوئے۔ جب ہم حضور قبلۂ عالم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے چہرہ مبارک اس فقیر کی طرف پھیر کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ "تم موت کو چاہتے ہو لیکن وہ نہیں آتی۔"

نیز فرمایا۔ کہ اگر بالفرض اس زمانہ میں اصحابِ نبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم موجود ہوتے تو اس زمانہ کے لوگوں کو کافر کہتے۔ اس لیئے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے شریعت کی پیروی چھوڑ دی ہے اور اگر یہ لوگ ان کو دیکھتے تو انہیں مجنوں اور دیوانہ کہتے کیوں کہ ان کے سارے اخلاق اور افعال شریعت کے مطابق تھے اور خواہشاتِ نفسانی سے پاک، اس پر یہ شعر پڑھا۔ ؎

یارب ہمہ خلق را بہ من بدخو کن   وز جملہ جہانیاں مرا یک سو کن

فرمایا کہ ہمارے وطن اندرونِ پہاڑ میں قوم جعفر کے ایک شخص علمِ فقہ کے بڑے

عالم تھے۔ ایک شخص ایک شرعی مسئلہ پوچھنے کے لیئے ان کے پاس آیا وہ اس وقت ہل چلانے میں مصروف تھے۔ اس شخص نے ان کے ہاتھ سے ہل کو پکڑنا چاہا۔ انہوں نے کہا کہ تم کیوں مجھ سے ہل چھینتے ہو اور میرے پاس کیوں آئے ہو؟ کہا کہ ایک مسئلہ پوچھنے کے لیئے آیا ہوں۔ انہوں نے اس لکڑی سے جس کے ساتھ بیلوں کو ہانک رہے تھے ــــ اس شخص کو بیدریغ مارنا شروع کیا اور کہا کہ دور رہو اور مجھے رشوت سے ملوث نہ کرو پھر کہا کہ بیٹھ جاؤ جب میں اس کام سے فارغ ہوں گا تو تمہیں مسئلہ بتا دوں گا۔

نیز فرمایا۔ کہ حضرت باباصاحب قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ایک صاحب کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اسی دوران میں ان کو پیاس لگی۔ پاس ہی ایک مٹکہ تیل کا بھرا ہوا رکھا تھا اسے پانی سمجھ کر پی گئے مطالعہ میں نہایت استغراق کی وجہ سے کچھ امتیاز نہ کر سکے۔

نیز فرمایا۔ کہ پہلے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے قرب کی وجہ سے استعداد کامل رکھتے تھے۔ اب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے دوری کی وجہ سے لوگوں کی استعدادیں کم ہو گئی ہیں۔ چنانچہ سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ کے وقت درویشوں کو مٹھی بھر چنے دانے دیئے جاتے تھے اور فخر الاولین والآخرین شیخ محمد فخر الدنیا والدین جہاں آبادی قدس سرہٗ کے زمانہ میں رات دن میں پاؤ بھر کی ایک ایک روٹی بازار سے لا کر دی جاتی تھی۔ اور وہ بھی کبھی میسر نہ ہوتی تھی۔ راہِ حق کے سالکوں نے فقر و فاقہ پر صبر کر کے اپنے کام میں کبھی فرق نہیں آنے دیا۔ حتّٰی کہ بہت سے درویش آپ کے وصال کے بعد بھی اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہوئے بلکہ آپ کے آستانۂ مبارک پر ہی فوت ہوئے۔ اور حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ کے زمانہ میں درویشوں کو دو نوں وقت روٹی دی جاتی تھی اور اگر کسی کو کچھ بیماری ہوتی تو اس کے دوا دارو کی طرف

کچھ زیادہ توجہ نہیں کی جاتی تھی۔ اور اس زمانہ میں اس فقیر نے درویشوں کے لیئے دو وقت کی روٹی کے علاوہ کپڑے، گھی اور ادویات علیحدہ مقرر کی ہیں۔ تاکہ ہر شخص جمعیتِ خاطر کے ساتھ حق تعالیٰ کی یاد کر سکے۔

نیز فرمایا۔ کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی دوکان فیض رسانی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی تھی۔ صرف وہ لوگ جو آپ کے طفیل حق تعالیٰ تک پہنچے احاطۂ شمار سے باہر ہیں۔ لیکن وہ خود ہر ایک سے بے غرض رہے۔

نیز فرمایا۔ کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے دستِ مبارک میں عجیب تاثیر تھی کہ جو کوئی آپ کا ہاتھ پکڑتا تھا۔ ابتدا سے انتہا تک حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا تھا۔ اور اگر کوئی ہمیشہ کی پابندی نہ کر سکتا، تو آخر کار ضرور ہی تائب ہو کر اپنے کام میں لگ جاتا۔ فرمایا اس وقت خاص لوگوں میں سے ایسا شخص کوئی بھی نہیں ہے (جس کے ہاتھ میں ایسی تاثیر ہو) یہ زمانہ قحط الرجال کا زمانہ ہے۔

ایک روز فرمایا۔ کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منقولہ قول دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جس وقت ہم نے رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں رکھا۔ ابھی ہم لحد مبارک پر کچی اینٹیں بھی رکھنے نہ پائے تھے کہ ہمارا پہلا حال ۔۔۔ کہ اُس آفتابِ ہدایت کے نور سے ہم محفل نشینوں کے چہرے روشن تھے ۔۔۔ متغیر ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ آخری زمانہ میں حادثات کے نازل ہونے کی وجہ سے یہ لکھتے ہیں۔ کہ یرفع خوف الحق عن قلوب الخلق و یقوم مقامہٗ فیھا خوف الناس۔ یعنی لوگوں کے دلوں سے خدا کا خوف اٹھ جائے گا اور اس کی جگہ لوگوں کا خوف لے لے گا۔ اس لیئے چاہیئے کہ حق تعالیٰ پر تو اُمید ہو اور لوگوں سے نااُمیدی ہو۔

نیز فرمایا۔ کہ ظاہری علم ہدایت کی شرط نہیں ہے۔ البتہ منجملہ اسباب ہدایت کے ایک سبب ہے۔ اس علمِ ظاہر کی مثال تلوار جوہر دار کی سی ہے کہ اگر کسی قوی دل شخص کے پاس ہو تو وہ دشمن کے سر کو کاٹ لے۔ اور اگر کسی بزدل کے ہاتھ میں ہو تو اسی تلوار سے اس کا اپنا سر کاٹا جائے پس اگر تحصیلِ علم کے ساتھ ساتھ ہدایتِ الٰہی بھی ہوگی۔ تو انسان نفس اور شیطان کی لڑائی میں فتح یاب ہوگا۔ ورنہ اس کا علم اس کی اور دوسرے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے گا۔ کیوں کہ اہل سنت والجماعت کے علاوہ جتنے باطل فرقے اور طریقے پیدا ہوئے ہیں ان سب کو علماء نے ہی ایجاد کیا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے کہ فَسَادُ الْعَالِمِ فَسَادُ الْعَالَمِ، کہ عالم کی گمراہی سے سارا جہان گمراہ ہو جاتا ہے۔ یہ نہ جنت میں اکیلے جائیں گے نہ دوزخ میں بلکہ دونوں مقامات میں ایک بڑی جماعت کے ساتھ جائیں گے۔

نیز فرمایا۔ کہ حضرت میاں صاحب حاجی پور شریف والے جو کہ حضرت قبلۂ عالم کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے ضعفِ دماغ کی وجہ سے سر کے بال کانوں کی لو تک بڑھائے رکھتے تھے۔ اور کبھی کبھی منڈوا بھی دیتے تھے۔ ان کے وصال کے بعد اس علاقہ کے لوگوں بلکہ عالموں نے اس کی سند پکڑی اور سر کے بال رکھنا انہوں نے اپنا طریقہ بنا لیا کہ اب اُنکی شناخت بغیر اس کے نہیں ہوتی۔

نیز فرمایا کہ ایک روز یہ فقیر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں اکیلا حاضر تھا۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جو لوگ سر پہ بال رکھتے ہیں ہم کو جنّوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

نیز فرمایا۔ کہ حضرت قبلۂ عالم کو شریعت کا اس حد تک پاس تھا کہ ایک روز کوئی شخص ایک شعر بلند آواز سے پڑھ رہا تھا۔ آپ نے سن لیا اور فرمایا کہ یہ کون ہے جو مسجد میں گند کی کھا رہا ہے[1] اس کے بعد اس کو خاموش کرا دیا گیا۔

---

[1] حاشیہ صـ۱۶۱ پہ ملاحظہ کریں۔

نیز فرمایا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ سر کے بال رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے یہ صرف فعلی سنت ہے نہ کہ قولی۔ بہت سے ایسے مسنون افعال ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے مخصوص ہیں دوسرے کو ان کی اقتداء کرنا منع ہے۔ کتابوں میں یہ مسئلہ تلاش کیا جاسکتا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ عشق کے کام میں دلیر اور جوانمرد بن کر اس راہ کی مشقتوں کو دل و جان سے برداشت کرے۔ اگرچہ معشوق (خداوند تعالیٰ) کی طرف سے بظاہر اس کو کوئی کشش معلوم نہ ہو (اپنے کام میں لگا رہے)

بیت ہندی: مچھ مرگئی جل سُک گئی پنکھی رہے کرلار؛ گھٹے بڑے پریت کے چُن چُن کا کر کھا

دیگر: جیسی پریت چکور چاند نہ منے ؛ اپنی تو رنبھانی اوسکی اوہ جانے

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جنوبی علاقہ میں ایک عارف عنایت نامی تھے۔ ان کا ظاہر و باطن شریعت کے مطابق تھا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے طریقہ کے لوگوں نے یہاں تک بدعات اختیار کر لی ہیں کہ جو کوئی ان کے سلسلہ میں داخل ہوتا ہے نماز چھوڑ دیتا ہے اور اسی طرح ایک صاحب حبیب نامی اور حضرت عثمان مروندی المعروف بہ لعل شہباز، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے اور ہر دو صاحب شرع اور متقی تھے

حاشیہ صفحہ نمبر ۶۰: آج کل کے مشائخ چشت کو اس واقعہ سے سبق لینا چاہیئے جو کہ اپنے پیروں کی سنت کے خلاف زمان، مکان اور اخوان کی شرائط کا لحاظ کیئے بغیر سماع سنتے ہیں اور وہ بھی مزامیر کے ساتھ فاعتبروا یا اُولی الابصار۔ حالانکہ صرف تالی کی ممانعت میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

"یعنی در منع دستک چنیں احتیاط آمدہ است، در منع مزامیر بطریق اولیٰ (فوائد الفواد) (احقر مترجم)

ان کے وصال کے بعد اُن کے طریقہ کے لوگ اپنی خواہش نفسانی کے تحت نماز کو چھوڑ کر برہنہ تن رہتے ہیں صرف ایک لنگوٹی باندھتے ہیں اور سر پہ رسّیاں پلیٹے رکھتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے امور منہیات کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ سب کام اُن سے منسوب کرتے ہیں۔
چنانچہ ایک روز حضرت سید جلال الدین اوچی قدس سرہٗ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ آج آپ کا چہرہ مبارک متغیر کیوں ہے انہوں نے اپنا ہاتھ زمین پہ مارا اور اپنے چہرہ پہ پھیرا۔ آپ کے وصال کے بعد لوگوں نے یہ بدعت اختیار کر لی کہ مٹی اپنے اوپر ملتے ہیں۔

فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اگر کبھی نواب صاحب (نواب بہاول پور) کی درخواست پہ سماع کی مجلس میں داخل ہوتے تو دروازہ پہ ایک پہرہ دار مقرر کر دیتے اور مجلس کے اندر سوائے محرموں کے اور کوئی آدمی نہ آسکتا تھا۔ اور اب یہ حال ہے کہ تین چیزیں عام ہو گئی ہیں (۱) مسئلہ وحدتِ وجود (۲) سماع (۳) سر کے بال رکھنا۔
نیز فرمایا۔ کہ میاں رانجھا جو کہ ہیر کے عشق میں مبتلا تھا، ایک جوگی کی خدمت میں گیا اور جوگ کی تعلیم حاصل کرنے کی استدعا کی، اس جوگی نے جواب دیا کہ "جوگ تو بڑا مشکل کام ہے۔ پھر ہندی کے یہ اشعار پڑھے :۔

کھارا بھارا ہے کم جوگ دا سکھیا راندا او تھے کم نہیں!
نہیں جوگ تے ڈھڈ تے ہتھ پھیرن مرلی مار کے لوک ہنساوندے نی
تسیں پکیاں مادیاں کھا بیٹھے اتھے منگ کے ٹکڑے کھاونے نی
تن چو پڑکے آرسی نال ویکھیں، اتھے متھے تے رڑ گھساونے نی

جوگی سے مراد مرشد کامل ہے۔ کم جوگ سے مراد سلوک اور رانجھا سے مراد سالک ہے

یعنی فقر و فاقہ کی مصیبتیں اٹھانے اور سخت ریاضتوں اور محنتوں کے بغیر مقصودِ اعلیٰ کا وصول ایک امرِ محال ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ مرشد کامل کا دامن پکڑ کر ہمیشہ اس کی صحبت میں رہے تاکہ اس کو وصول الی اللہ کا مرتبہ نصیب ہو۔ جو لوگ شیخِ کامل کی صحبت کے بغیر ریاضت اور زہد و ورع میں کوشش کرتے ہیں ان کو شریعت کی پابندی کا اہتمام نہیں رہتا۔ اور یہ ایک بہت بڑا نقص ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ رات دن مداومت کے ساتھ زہد و تقویٰ اور ورع میں کوشش کرے حتیٰ کہ اس کو حق تعالیٰ بے خودی نصیب فرمائیں کہ ایک سالک کے لیئے اس کا حصول نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "از خود رستن بحق پیوستن" یعنی اپنے آپ سے گزر جانا حق تعالیٰ سے واصل ہونے کے مترادف ہے۔ بعدہٗ فرمایا:

چو بے خود گشت حافظ کے شمارد ٭ بہ یک جو مملکت کاؤس و کئے را

فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ تمام مخلوق کو کیا ادنیٰ، کیا اعلےٰ، شفقت و رحمت کی نگاہ سے دیکھے۔ تاکہ حق تعالیٰ اس پر رحمت کریں اور اپنی جناب کا محبوب بنا دیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ عالم کو چاہیئے کہ اپنے علم پر عمل کرے۔ ورنہ کمثل الحمار یحمل اسفاراً کی مثل اس گدھے کی ہوگا جو بوجھ اٹھائے پھرتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ یرفع العلم برفع العلماء۔ کہ علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھا لیا جائے گا۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہے گا اور اس

کے جائز ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں مسئلہ پوچھے گا لیکن کسی کو اس کے جواز یا عدم جواز کا حکم لگانے کا علم نہیں ہوگا۔ آخر تقریباً سو کوس کے فاصلہ پر کسی کے پاس جاکر اس مسئلہ کو حل کریں گے۔

نیز فرمایا۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو دنیا کے کاموں میں نبی علیہ السلام کی نسبت زیادہ تجربہ اور درک تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کو خطاب کرکے فرمایا ہے۔ انتم اعلم بامور الدنیا۔ تم دنیا کے کاموں کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

نیز فرمایا۔ کہ دنیا کی مثال مشرکوں کی داڑھی کی طرح ہے کہ کبھی موجود ہوتی ہے۔ اور کبھی نہیں ہوتی۔ اسی لیئے دنیاداروں کے وجود سے رنج وغم نہیں نکل سکتا۔ جیسا کہ چیونٹیوں کے گھر سے نہیں نکلتا (یعنی ہر وقت حرص وہوس کی وجہ سے ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں)۔ بیت سہ :

اگر دنیا نہ باشد دردمندیم　　　وگر باشد بہ مہرش پائے بندیم

دنیادار لوگ بے فائدہ اپنی عمر عزیز کو اس بے وفا دنیا کے پیچھے خرچ کر دیتے ہیں۔ اور آخر اپنے ساتھ بھی نہیں لے جاتے۔ اس لیئے چاہیئے کہ انسان اس ذات پاک کی محبت اور دوستی کے لیئے کمر ہمت باندھ لے۔ جو ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اسی بات میں دونوں جہانوں کا نفع مندرج ہے :-

نیز فرمایا۔ کہ جب ہندوستان کے بعض امیروں کے مکروفریب کی وجہ سے نادر شاہ ایران سے آکر دہلی پر قابض ہوگیا اور بادشاہ ہند محمد شاہ کے تخت پر بیٹھا تو اس نے محمد شاہ کو کہا کہ اپنا کوئی شعر سناؤ ــــ کیوں کہ اس نے سنا ہوا تھا۔ کہ محمد شاہ اپنے زمانہ کے شاعروں میں ایک بے مثال شاعر تھا۔ محمد شاہ نے اسی وقت یہ شعر پڑھا :-

چشمِ عبرت بر کشا و قدرتِ قادر ببیں
شامتِ اعمالِ ما ایں صورتِ نادر گرفت

پس تقدیرِ الٰہی سے ایک ایرانی آدمی کو شاہی قلعہ سے باہر قتل کیا گیا۔ اس کی صورت نادر شاہ کے مشابہ ہو گئی ہندوستانیوں نے یہ دیکھ کر شور مچایا کہ نادر شاہ کو قتل کر کے قلعہ کے باہر پھینک دیا گیا ہے۔ اسی وقت سب نے کمرِ ہمت باندھ کر ایرانیوں کو دبا لیا اور ان کو دہلی سے باہر نکال دینے کا قصد کر لیا۔ اسی اثنا میں نادر شاہ کو اس امر کی اطلاع کی گئی اس نے قلعے سے باہر آ کر دیکھا کہ ہر خاص و عام کی زبان پر اس کے قتل کا افسانہ ہے اور ہر طرف یہ بات پھیل چکی ہے۔ مجبوراً اس نے ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے قتل نہ ہونے کا اعلان کرایا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر اپنے وزراء میں سے ایک کے ساتھ مشورہ کیا اور پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے اور اس کا علاج کیا ہے؟ وزیر نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمِ اعظم تمہاری پیشانی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اس لیئے اب سوائے اس کے کہ ہم اس جگہ سے چلے جائیں۔ نجات کی اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ چنانچہ اس کی صلاح کے مطابق اسی وقت وہاں سے روانہ ہو گیا اور اپنے ملک میں پہنچ گیا اور چند روز گزرنے کے بعد اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ حاکمِ وقت کے حق میں بددعا نہ کرے خواہ مسلمان ہو، خواہ مشرک[۱] خواہ ظالم ہو خواہ عادل۔ بلکہ اس کے لیئے دعا کرے تا کہ اس کے حکم میں سستی واقع نہ ہو کیوں کہ جب اس کے حکم میں سستی اور کمزوری ہو گی تو مخلوقِ خدا کا نقصان

---

[۱] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حاکمِ وقت اگر کافر و مشرک ہو تو اس کے خلاف جہاد نہ کیا جائے (باقی ص۶۶ پر)

ہوگا اور اس کی قوت اور مضبوطی عین مصلحت ہے، اسی بنا پر شیخ سعدی قدس سرہٗ نے کہا ہے۔ ؎

حکمت محض است اگر لطفِ جہاں آفرین　　خاص کند بندہ مصلحت عام را

فرمایا کہ جیسا کہ رنجیت سنگھ دَخَلَ النَّارَ وَالسَّقَرَ مَعَ الجَبرِ وَالبِدِ کے مرنے کے بعد حکومت کمزور ہوگئی اور بہت مخلوق لاہور میں تباہ و برباد اور مقتول ہوئی۔ پس آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

حاکم است او یفعل اللہ ما یشاء
کو ز عینِ درد انگیزد دواء

ایک روز قاضی نور محمد نے حضور عالی کی خدمت میں ذکر کیا کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ امام اعظم اور امام شافعی علیہما الرحمۃ کو اپنے سامنے سنہری کرسیوں پر بٹھا کر ابلیس کو حاضر کریں گے اور فرمائیں گے کہ "اس شخص کے حق میں کیا حکم دیتے ہو جو دوسرے کی زمین میں بغیر کسی حق کے زراعت کاشت کرے"۔ پس دونوں امام اس قسم کا فتویٰ دیں گے کہ "وہ شخص زمین کو اپنی زراعت سے خالی کر کے اس کے اصل مالک کے حوالہ کر دے"

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۶۵) یا اس کی حکومت پر راضی رہا جاتے بلکہ یہ فرما رہے ہیں کہ اس کے لیے بددعا نہ کی جائے۔ یہ بہت اونچی بات ہے فافہم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں سے لڑتے ہوئے عین میدانِ جہاد میں بھی بددعا نہیں فرمائی۔ بلکہ اس وقت بھی زبانِ مبارک سے صرف اتنا ہی نکلا۔ کہ

اللھم اھد قومی انھم لا یعلمون۔　(احقر مترجم)

اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا:۔ رُباعی

لا آدم فی الکون ولا ابلیس　　لا مُلک سلیمان و لا بلقیس

فالکل عبارۃ و انت المعنیٰ　　یا من ھو للقلوب مقناطیس

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ کرامتوں کے ظاہر کرنے اور اپنے آپ سے سلسلہ جاری کرنے کے پیچھے نہ پڑا رہے بلکہ حق تعالیٰ کی محبت اور عشق میں اس قدر مستغرق رہے۔ کہ سوائے اس کی یاد کے کبھی کوئی چیز اس کے دل میں راہ نہ پائے اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔ ؎

احمد تو عاشقی بہ مشیخت ترا چہ کار

دیوانہ باش سلسلہ شد شد نشُد نشُد

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ کھانے اور پہننے میں ہی نہ لگا رہے بلکہ جو کچھ حق تعالیٰ اسے عطا فرمائیں اس پر قناعت کرے اس کے بعد یہ رباعی ارشاد فرمائی۔ ؎

گر کُنج بوریا و پوستکے　　دلکے پُر ز درد دوستکے

این قدر بس بود جمالی را　　عاشق رند لا اُبالی را

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ عارف ہونے کا دعویٰ نہ کرے کیونکہ جو کوئی عارف ہوتا ہے وہ دعویٰ نہیں کیا کرتا اور اس پر یہ شعر پڑھا۔ ؎

لافِ عرفاں مے زنی اے عارفِ لاغر سرشت

نغمۂ ققنوس را با بلبک و چلمک چہ کار

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کے ہر فعل کو عین حکمت خیال کرے ،

اگرچہ اس کی حکمت سے مطلع نہ ہو اور اس ذات پاک پر اعتراض نہ کرے کیوں کہ اعتراض کرنے والا دونوں جہانوں میں مردود ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ (یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کام حکمت سے خالی ہوگا تو اس کا بے فائدہ ہونا لازم آئے گا۔ تَعَالیٰ اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا (اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے پاک ہیں کہ کسی بے فائدہ کام کی نسبت ان کی طرف کی جاوے اور ان کی شان بہت بلند ہے) چنانچہ بندوں کو تھوڑا رزق دینے کے بارہ میں خود فرمایا ہے: وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ (اگر حق تعالیٰ اپنے بندوں پر روزی فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں فساد مچاتے)

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ ظلم سے پاک ہیں اور اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے اپنے اعمال کی شامت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس نے خود فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ○ (تحقیق اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے) اور اگر کوئی ظلم و تعدّی کی نسبت اس کی طرف کرے تو کافر ہو جائے۔ نعوذ باللہ منہا۔

نیز فرمایا کہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ الوجود کلّہٗ خیر بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ کفر کا بھی تو وجود ہے اس میں کیا خوبی ہے؟ جواب دیا گیا ہے کہ اسلام کی عظمت کفر کے وجود سے ہی ہے اگر کفر نہ ہوتا تو اسلام کی عزت و عظمت کو کوئی نہ پہچانتا جیسا کہ کہا گیا ہے۔ اَلْاَشْیَاءُ تَتَبَیَّنُ بِاَضْدَادِھَا۔

ع ضد تبیّن نشود جز بہ ضد

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ عملیات میں وقت ضائع نہ کرے کہ یہ چیزیں راہ فقر کی مانع اور راہزن ہیں اور جو مقصود اصلی ہے یعنی حق تعالیٰ کی یاد اس سے کسی وقت

خالی نہ رہے کہ دونوں جہانوں کی کامیابی اسی بات پر منحصر ہے۔

پس ازسی سال این معنی محقق شد بہ خاقانی

کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اشعار ہندی: آپو چاڑیو بیل تیں آپو لیسیں کڑ

کوہجی کلی تیری ہاں میرے اوگن ویکھ نہ بھیج

سے ہینی سے دیلی یار یاراں دی ہاڑ

منہ توں پلو دُور کر گلاں کرائیں رج

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ جان و دل سے حق تعالیٰ کی یاد میں کوشش کرے تاکہ اس کو شرح صدر کی نعمت اور باطن کی صفائی نصیب ہو۔ کیوں کہ عبادت بغیر اس کے کچھ فائدہ نہیں دیتی مطلب یہ ہے کہ جب تک دل کا آئینہ وساوس اور گناہوں کے زنگ سے پاک نہیں ہوتا حُسن محبوب کے عکس و پرتو کا محل بننے کا مستحق نہیں ہوتا نیز سالک کو چاہیئے کہ خود بینی و تکبر اختیار نہ کرے کیوں کہ اسی وجہ سے ابلیس ملعون ہوا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈالا گیا۔ نعوذ باللہ من ذالک ط

نیز میں نے عبدالمجید خاں سے سنا ہے جو کہ حضرت قبلہ کے ساتھ سچا اعتقاد رکھنے والے مُریدین میں سے ہے، اس نے بیان کیا کہ میں ایک روز حضور عالی کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت صاحب زادہ میاں نور احمد صاحب جو کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے سجادہ نشین تھے ـــــ بھی حاضر تھے، اور حضرت قبلہ انہیں کو مخاطب بنا کر کلام کر رہے تھے، تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک رات میں خلوت میں بیٹھا ہوا تھا اتنے

میں ایک شخص ایک گدھے کو ہانکتے ہوئے آیا۔ گدھے کو مجھ سے کچھ فاصلہ پر باندھ کر
ایسی جگہ سے ہو کر کے میرے پاس آیا جہاں کوئی راستہ نہیں تھا اور بیٹھ گیا۔ میں اس بات سے
حیران ہوا۔ اس سے اس کے نام اور کام کے متعلق دریافت کیا۔ کہنے لگا میں شیطان ہوں
اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے کے لیئے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب میں نے آسے
کہا کہ مجھے اپنے شر سے امان دینا۔ کہنے لگا۔ حق تعالیٰ نے تجھے اپنی حفاظت میں لے کر
میرے مکر سے امان دی ہوئی ہے تسلی رکھو۔ ہماری آپس کی بہت سی گفت گو کے بعد
اس نے حق تعالیٰ کی جناب میں اپنے قرب کا ذکر بڑے رشک سے کیا۔ میں نے اسے کہا
اگر اب بھی صدق دل سے ساتھ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کی قبر پر سجدہ کرو تو حضرت
کریم کی جناب سے پکی امید ہے کہ تجھے پہلا رتبہ عطا کر دیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اس وقت
میں نے حق تعالیٰ کا حکم نہ مانا اب اس سے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد اس نے جانے
کا قصد کیا۔ میں نے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو۔ کہنے لگا۔ ہر کسی کو اپنے سے بہتر سمجھنا تمہارا
کام ہمیشہ ترقی پر رہے گا۔

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے جیسا کہ ایک
شاعر نے کہا ہے۔ ؎

خاکساران جہاں را بہ حقارت منگر
شاید آں ہم کہ دراں گرد سوارے باشد

کیوں کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کئی قسم کی ہے۔ بعضے ایسے ہیں کہ وہ خود تو اپنے آپ

سے واقف ہیں۔ لیکن دوسروں کو ان کے احوال کی مطلق خبر نہیں اور بعض اس طبقے کے
لوگ ہیں کہ اللہ کے ہاں تو ان کا بہت بڑا رتبہ ہے لیکن خود ان کو اپنے حال کی خبر نہیں،
تاکہ وہ اپنے کو مخلوق سے علیحدہ رکھیں اور نہ ان کے احوال کی لوگوں کو کچھ خبر ہے۔ تاکہ
ان کے ساتھ ادب سے پیش آئیں، ایسے لوگوں کو اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے
تو حق تعالیٰ مخلوق کو کسی حادثہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس پر مولوی خدا بخش کرہوری مرحوم۔
جو کہ حضرت قبلہ کے سچے خیر خواہوں اور معتقد لوگوں میں سے تھے — کہنے لگے کہ
اسی واسطے خواجہ حافظ نے فرمایا ہے۔ ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

فرمایا اسی طرح ہے جس طرح انہوں نے لکھا ہے۔

فرمایا اگر سو آدمیوں کو لو تو ایک ان میں صاحب نسبت ہو گا اور یہ جو صاحبانِ ارشاد
ہیں یہ منجملہ صاحب نسبت لوگوں کے ایک قسم ہیں۔

نیز فرمایا۔ کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا انی جاعل فی الارض خلیفۃ
میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے حسد کے طور پر کہا کہ اتجعل فیھا
من یفسد فیھا و یسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک ط
یعنی کیا تو اس کو زمین میں اپنا خلیفہ بناتا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا
حالانکہ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ پھر جب حق تعالیٰ نے کہا۔
انی اعلم ما لا تعلمون ط تو سب فرشتوں نے ماتم کے طور پر سیاہ ٹوپیاں پہن لیں۔
چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر طعنہ زنی کرنے کی وجہ سے بنی آدم کے خدمت گار بنائے

گئے۔ خشکی کے حیوانات میں سے بچھو نے غمّازی کی اس لیئے اس کو اندھا اور بہرا بنا دیا گیا۔ اور بحری حیوانات میں سے مچھلی کو بے زبان کر دیا گیا۔ اور ابلیس کو سجدہ نہ کرنے اور انا خیر منہ کہنے کی وجہ سے لعنت کا طوق پہنایا گیا۔ اس لیئے ہرگز ہرگز اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھنا۔ تاکہ تو حق تعالیٰ کا محبوب و مقبول ہو جائے۔

نیز فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے اپنے خلیفہ حضرت آدم علیٰ نبیّنا و علیہ السلام کے جسم مبارک کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو سارے آسمانوں اور کرسی اور عرش معلّٰی نے درخواست کی کہ ہم میں سے جسم مبارک پیدا فرمایا جاوے۔ حق تعالیٰ نے اس کو ردّ فرما دیا۔ زمین خاموش تھی اس کو حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا کہ "تو نے اس بارہ میں کیوں عرض نہ کیا؟" کہنے لگی کہ آسمان اور عرش و کرسی مجھ سے اشرف و اعلیٰ تھے اس لیئے یہ انہیں کا حق تھا کہ ان سے جسدِ مبارک بنایا جاتا۔ میں اپنے کو ان سب سے کمتر سمجھ کر خاموش رہی۔ پس حق تعالیٰ نے اس کی عاجزی اور مسکنت کو قبول فرما لیا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ مٹی سے آدم علیہ السلام کا جسد تیار کریں۔ شیخ سعدیؒ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے

از تواضع خاک مردم شود

ورنہ نار از سرکشی کم می شود

جب جسم مبارک تیار ہو گیا اس میں روح پھونکنے کے لیئے اپنی حکمتِ بالغہ سے چالیس روز تک توقف کیا۔ اور وہ حکمت، اسرار الٰہیہ کا سرشت آدم میں مندرج کرنا تھی۔

حضرت قبلہ کبھی کبھی عشق اور توحید کے غلبہ میں یہ رُباعی پڑھا کرتے تھے :-

آں تلخوش کہ صوفی اُم الخبائثش خواند
اشہیٰ لنا واحلیٰ من قبلۃ العذارا
حافظ بخود نہ پوشید ایں خرقۂ مے آلود
اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا

فرمایا۔ کہ ایک شخص عصام الدین متقی نامی ملتان شہر کے قریب رہتا تھا۔ اور مولوی جامی قدس سرہٗ کے اس قول۔ کہ ع

یک بار میر دہر کسے بیچارہ جامی بارہا

پراعتراض کیا کرتا تھا۔ کہ یہ بات انہوں نے غلط کہی تھی۔ انہی ایام میں ایک شخص پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس اس مسجد میں جہاں متقی مذکور نماز پڑھا کرتا تھا، آیا اور ایک طرف دھوآں لگاکر بیٹھ گیا۔ رات کو سحری کے وقت حسب عادت متقی مذکور گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ اس شخص کا ہر ہر عضو الگ الگ ہو کر بکھرا پڑا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر واپس لوٹ گیا اور لوگوں کو اطلاع دی کہ آج رات چوروں نے اس درویش کو قتل کرکے اس کے اعضا کو الگ الگ کر دیا ہے چنانچہ لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ شخص بیٹھا ہوا ہے۔ حیران ہوا اور اس سے اس کا نام اور اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اس فقیر کا نام عبدالغفور ہے اور میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ کے ادنیٰ غلاموں میں سے ایک ہوں جنہوں نے کہا ہے کہ ع

یک بار میر دہر کسے بے چارہ جامی بارہا

پس تم کس وجہ سے اس بات کو غلط کہتے ہو۔ یہ سن کر متقی شرمندہ ہوا اور معافی مانگی،

بعدہٗ اس کے لیئے نئے کپڑوں کا جوڑا لایا اور بڑی عاجزی سے درخواست کی کہ کچھ دن وہ وہیں ٹھہر جائیں لیکن اس فقیر نے جو کہ توحید کے عشق میں سمندر میں غرق تھا، نہ تو کپڑے قبول کیئے اور نہ وہاں ٹھہرنا قبول کیا اور اسی وقت وہاں سے چل دیا۔

بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی محمد علی مکھڈی قدس سرہٗ ایک عالی ہمت مرد تھے اور کمالاتِ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے اور بحرِ عشق کی منزلیں طے کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے اپنی آخری عمر میں انہوں نے حضرت قبلہ سے بیعت کی اور چند یوم میں ہی واصلین کاملین میں شمار ہونے لگے اور وہ میرے حضرت قبلہ کے جلیل القدر خلفاءٗ میں سے ایک ہیں۔

حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے کچھ دن اپنے مکان پر — جو کہ مکھڈ شریف میں واقع ہے — ٹھہرے رہے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کرنے کے لیئے ایک درخواست لکھ بھیجی۔ حضرت قبلہ نے اپنے فطری استغناء کی وجہ سے جواباً اس عاشقِ صادق کے طلب و شوق کی آگ کو بھڑکانے کے لیئے ایک رباعی لکھ کر بھیج دی وہ یہ ہے:- رُباعی

صوفی میا کہ مشربِ رنداں است مہیّا

این جا چہ کار داری کہ زنداں است مہیّا

ناموس و پارسائی کردی تو نذرِ تے

اینجا شراب خوارئ، رنداں است مہیّا

حضرت مولوی صاحب قدس سرہٗ اس سے مطلع ہوتے ہی با تامل وہاں سے چل

پڑے اور شرفِ زیارت سے مشرف ہونے کے بعد اس رباعی کے جواب میں اپنی ایک رباعی حضور کی خدمت میں پیش کی۔ رُباعی

من برائے دیں فروشی شُہرئے تو   آمدم تا دین و ہم بر رُوئے تو

نام و ناموسم نہ ماندہ حبّۃ   تا کہ پا انداختم در کُوئے تو

پس حضرت قبلہ نے ان کو اسی ایک ملاقات میں ہی کمالاتِ باطنی سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ اس طرف کے تمام علماء جو کہ اس طائفہ عالیہ (صوفیاء کرام) کے منکر تھے آپ کے منقاد و مطیع ہو گئے اور اپنے شیخ کے عشق و محبّت کے دام میں اس طرح گرفتار ہو گئے کہ ان میں سے بعض اس مظہرِ کمالات کے وصال کے بعد بھی اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر آپ کے مزار مبارک پر ہی قیام پذیر ہو گئے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ دنیا داروں کی صحبت سے دُور رہے کیوں کہ یہ لوگ جب دنیا میں مستغرق ہو جاتے ہیں تو خدا کا خوف ان کے دلوں سے نکل جاتا ہے حتّٰی کہ ان کے دلوں میں چیونٹی کے کاٹنے کے خوف کے برابر بھی خوف نہیں رہتا۔ جیسا کہ اگر کوئی چیونٹی کسی کے بدن پر چڑھ جائے تو وہ اس کے ڈنگ مارنے کے خوف سے اس کو اپنے بدن سے دور کر دیتا ہے ۔۔۔

نیز فرمایا کہ دنیا داروں کو خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول کے ساتھ نصیحت نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی تو حق تعالیٰ کے ساتھ نسبتِ دشمنی پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا دشمن کے سامنے بات نہ کرنی چاہیئے بلکہ پہلے ان کی دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

حضرت قبلہ ایک روز بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی خدمت میں بے شمار علماء، صلحاء اور اغنیاء ہر علاقہ کے حاضر تھے کہ ایک شخص شیخ احمد نام جس کو عرفِ عام میں زنبو کہتے تھے ایک برتن پانی کا بھرا ہوا حضور کی خدمت میں لایا اور کہنے لگا کہ میں نے جو نیا کنواں کھدوایا ہے۔ یہ اس کا پانی ہے آپ اس کو چکھیں کہ کیسا ہے؟ حضرت قبلہ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی نوش فرما کر فرمایا۔ کہ تیرے کنوئیں کا پانی چاہ دادو والہ کے پانی سے زیادہ میٹھا اور تر ہے اس نے جواب دیا کہ یہ جناب ہی کے طفیل ہے کیونکہ اگر جناب والا اس غلام کو مبلغ دو سو روپیہ عطا نہ فرماتے تو اس کی تعمیر نہ ہو سکتی کیوں کہ میرے گھر میں جو کچھ موجود تھا میں نے خرچ کر دیا تھا لیکن کنواں کی تکمیل نہیں ہو سکی تھی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ بات اس طرح نہیں ہے جس طرح تم کہتے ہو بلکہ دینے اور دلانے والا تو وہی ہے۔ میں درمیان میں نہیں ہوں اس لیئے کہ آخر شب میں میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے دل نے کہا کہ مبلغ مذکور شیخ زنبو کو دینے چاہئیں۔ اور چونکہ تمہارا مکان شہر سے باہر تھا اس لیئے ایک دن کا توقف ہو گیا تھا۔ اور عادت کے مطابق کہ مسنون طریقہ بھی ہے میں سونے کے لیئے لیٹ گیا تھا اور نمازِ فجر کے بعد تجھے بلا کر جب تک مبلغ مذکور ادا نہیں کر دیا گیا مجھے آرام نہیں آیا۔۔۔۔ مؤلف ملفوظات کہتا ہے کہ حضرت کی یہ بات سن کر میرے دل میں فوراً یہ بات آئی کہ حضرت قبلہ کا یہ قول اسی طرح ہے جس طرح کہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے :-

از پئے رُوپوشش عامۂ مومناں   وحی دل گوئند ایں را صوفیاں

اس لیئے کہ حضرت قبلہ نے دل کے کہنے کے بعد قرار نہیں کیا (یعنی جو دل نے کہا اسے کر گزرے) پس معلوم ہوا کہ وحیٔ دل سے مراد (مجازاً) وحی ہی ہے۔

ایک شخص واصل نامی مجلس میں حاضر تھا اس نے کہا کہ میں نے عرب و عجم کی سیر کی ہے لیکن جناب کی ذاتِ مبارک کی نظیر میں نے کہیں نہیں دیکھی کہ آپ گھوڑے اونٹ اور دوسرے جانور اور نقد اور جنس، کپڑے اور آٹا اور طعام لوگوں کو دیتے ہیں اور مریضوں کے لیئے دوائیں عطا فرماتے ہیں پھر اس کے ساتھ گمراہوں کو حق تعالےٰ تک پہنچنے کا راستہ بھی بتاتے ہیں۔ حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا کہ اے میاں واصل! میری بات توجہ سے سنو! میں جب اپنے وطن کوہ درگ سے علم پڑھنے کے لیئے اس شہر میں آکر مسجد سفید میں سکونت پذیر ہوا تو ایک نورباف نے میرا وظیفہ مقرر کیا، اس کے دروازہ پر ایک کتا تھا اور میں اس سے بہت ڈرتا تھا۔ پہلے مسجد کے صحن سے ـــ جو کہ اس کے گھر سے اونچا تھا ـــ جھانک کر دیکھتا تھا۔ اگر کتا اس کے دروازہ پر اس وقت نہ ہوتا تو دوڑ کر اپنا وظیفہ لے آتا اور کھا لیتا۔ ورنہ سارا دن فاقہ سے گزار دیتا ـــ میں تو وہی ہوں لیکن حق تعالیٰ کی ذات کریم ہے کہ اس نے مجھے اپنی عنایات سے نوازا

ـــ مؤلف کہتا ہے کہ غور کرنا چاہیئے کہ مردانِ خدا باوجودیکہ ان کا مقام نہایت بلند ہوتا ہے کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے اور تحدیثِ نعمت کرتے ہیں اور ان کے کلام اور ان کے وجود میں نفسانیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا، اسی لیئے عراقی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ؎

گُلِ توحید نروید بہ زمینے کہ در و
خارِ شرک و حسد و کبر و ریا و کیں است

بلکہ وہ لوگ اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ والعفو عند رسول اللہ مقبول (عفو و بخشش

رسول اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ چار چیزیں اپنے اوپر لازم کر لو۔ قلۃ الطعام وقلۃ الکلام وقلۃ المنام وقلۃ الصحبۃ مع الانام یعنی تھوڑا کھانا، تھوڑا بولنا، تھوڑا سونا اور لوگوں سے کم ملنا جلنا اختیار کرے تا کہ کامل ہو جاوے۔

نیز فرمایا کہ صحبۃ الاغنیاء تمیت القلب ولو کانت ساعۃً۔ امراء کی صحبت میں دل مُردہ ہو جاتا ہے اگرچہ وہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو۔

نیز فرمایا۔ کہ اغنیا کی کثرت تواضع پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے لان کثرۃ التواضع علامۃ النفاق۔ کیونکہ کثرتِ تواضع منافقت کی علامت ہے۔ بیت

چیست دنیا سر بسر بے سرشدن در پئی آں کو لحن چوں خر شدن

نیز فرمایا، فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم، مشرکوں کو جہاں پاؤ انہیں قتل کر دو —— یہاں مشرکین سے مراد نفس وشیطان یا اقوالِ انبیاء کے قرینہ سے اہلِ دنیا مراد ہوں گے —— اس معنی میں قتل کرنے سے مراد "ان کی صحبت سے دوری" لی جائے گی، یعنی جس جگہ دنیا دار موجود ہوں، ان کی صحبت سے دُور رہنا واجب ہے۔

نیز فرمایا کہ صحبۃ الاغنیاء سمٌ قاتل۔ اغنیاء کی صحبت سمّ قاتل ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ ہر کام عشق ہی کرواتا ہے۔ دوسرے کاموں میں سر کی سلامتی ضروری ہے لیکن عشق میں سر دینا پڑتا ہے۔

نیز فرمایا۔ ابیات ہندی :۔

عشق ہور ہیں ہیرے تے آئے + تاں میاں رانجھا کن پڑوائے مصاحباں نوں پئی دل آئے

نیز فرمایا:۔ ؎

عشق آتش است پیر و جواں را خبر کنید
من بے خبر شدم دگراں را خبر کنید

؎ عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن
دل بدستِ دگرے دادن و حیراں بودن

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اعمالِ صالح میں کوشش کرے کہ قیامت کے دن جنت کو طرح طرح کے میووں، نہروں، حوروں اور محلّات سے ہر ایک کے اعمالِ صالحہ کے بقدر پُر کیا جائے گا۔ اس طرح دوزخ کو بچھوؤں، سانپوں، اور آگ سے ہر ایک کے بُرے اعمال کے مطابق پُر کیا جائے گا۔ اس روز ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق اجر دیا جائے گا۔

نیز فرمایا کہ ایک بزرگ نے بہشت اور دوزخ کو حور و قصور اور آگ وغیرہ سے خالی دیکھا۔ حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کی کہ میں تو اس کے برعکس خیال کرتا تھا۔ اس میں کیا حکمت ہے، فرمایا کہ جو کوئی نیک ہوگا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور اس کے اچھے اعمال ہی باغ اور محلّات اور دوسری نعمتوں کی صورت میں اس کے سامنے آئیں گے، اور اگر کوئی بُرا ہوگا تو دوزخ میں داخل ہوگا اور اس کے بُرے اعمال ہی اس کے لیے سانپ، بچھو، آگ اور دوسرے عذاب کی صورت اختیار کرلیں گے۔

ایک روز میاں محمد یار منشی نے حضرت قبلہ کی خدمت میں کہا کہ فاعل حقیقی ہی ذات ہے
حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جہاں تم بینائی دیکھتے ہو یہ اسی کی بینائی (صفت البصیر) کا اثر ہے۔
اسی طرح تمام صفاتِ باری تعالیٰ کا حال ہے کہ انہیں کے پرتو سے یہ کارخانۂ عالم چل رہا ہے۔
نیز فرمایا کہ الممکنات ما شمت رائحۃ الوجود (ممکنات نے اس کے
وجود کی بو کو سونگھا ہے)

نیز فرمایا۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ جو کچھ وہ چاہے کرتا ہے اور فرمایا:۔

حاکم است او یفعل اللہ ما یشآء   کو زعین درد انگیزد دوا

نیز فرمایا جب قاضی مسندِ قضا پر بیٹھتا ہے تو جنت اس کے دائیں اور دوزخ
اس کے بائیں آموجود ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی مقدمہ کا فیصلہ انصاف سے کرتا ہے تو
بہشت خوش ہوتی ہے اور خوشی سے ہاتھ چلانے لگتی ہے اور دوزخ رونے لگتی ہے
اور اگر اس کے برعکس یعنی خلافِ حق فیصلہ کرتا ہے تو دوزخ خوش ہوتی ہے اور بہشت
رونے لگتی ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ کسی کی عیب جوئی نہ کرے تاکہ کوئی شخص اس کی
عیب جوئی نہ کرے اور تاکہ سب لوگ اس سے خوش رہیں۔ اس پر یہ شعر پڑھا:

تو نیکو روش باش تا بد سگال   بہ نقصِ تو گفتن نہ یابد مجال

نیز فرمایا کہ ہر مصیبت و بلا جو لوگوں پہ نازل ہوتی ہے اس کو درود شریف دفع کر
دیتا ہے۔ اور وہ یہ ہے: اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و
سلم۔ دوسرے اپنی توفیق کے مطابق صدقہ دینا کیوں کہ لان الصدقۃ ترد
البلاء۔ صدقہ بلا کو دور کرتا ہے۔

نیز فرمایا کہ جس کسی کو حق تعالیٰ اپنی درگاہ کا محبوب و مقبول بنا لیتے ہیں۔ اس سے کوئی کام خلافِ مرضیٔ حق تعالیٰ صادر نہیں ہوتا۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ دین کا غم کھائے کیوں کہ دونوں جہانوں میں اصل مقصود بھی ہے۔ نظم

غمِ دنیا مخور کہ بے ہوداست ہیچ کس در جہاں نیاسوداست

غمِ دیں خور کہ غم غمِ دیں است ہمہ غمہا فروتر از ایں است

ایک روز میاں محمد یار ملتانی نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کی کہ دہلی کے بادشاہوں نے عجیب و غریب عمارتیں بنوائی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ بقا تو صرف حق تعالیٰ کی ذات پاک کے لیئے ہے دوسری سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ پس یہ بیت ارشاد فرمایا:

پناہِ بلندی و پستی توئی ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ طالب مولیٰ بن کر رہے نہ کہ طالب و محبِّ دنیا کیونکہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ (دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔) حدیث میں آیا ہے:۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص نے اپنا ایمان ہزار روپیہ میں بیچ دیا۔ بیچتے ہی اس کا منہ سیاہ ہو گیا نعوذ باللہ اور تین روز کے بعد مر گیا۔ اس پر آپ نے یہ بیت ارشاد فرمایا: ~

مبادا دل آں فرومایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دیں بہ باد

اور فرمایا کہ دنیا کا لینا منع نہیں ہے بلکہ اس کو جمع کرنا اور جوڑ کر رکھنا منع ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ جو کچھ حق تعالیٰ اسے عطا فرماویں اس میں سے کھائے بھی اور خدا کی راہ میں بھی دیوے۔ جوڑ جوڑ کر رکھا ہوا تو ٹھیکری کے برابر ہے۔

بلکہ اس سے بھی بُرا ہے کہ اس کے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ اس پہ یہ شعر پڑھا۔ ؎

ناگہاں بانگے برآمد خواجہ مُرد   خوردہ خوردو ماندہ ماند و دادہ بُرد

فرمایا ؎   طبیبِ عشق سے پوچھا زلیخا نے علاج اپنا
کہ تجھ پہ دوا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا

یعنی عاشق صادق کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی طلب و عشق میں جواں مردوں کی طرح ثابت قدم رہے حتیٰ کہ اس کو ذاتِ مطلق میں فنائیت حاصل ہو اور یہ شعر ارشاد فرمایا۔

حافظا در عشق بازی کم ززنِ ہندو مباش
کو برائے مردہ سوزد زندہ جانِ خویش را

نیز فرمایا کہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ دہلی سے حضرت بابا فریدالدین رح گنج شکر کی خدمت میں آئے اور شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے جب دہلی واپس گئے تو ایک بنیا کے پاس ـــ جس سے انہوں نے کچھ قرض لیا ہُوا تھا اور قبل ازیں اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتے رہتے تھے ـــ خود بخود چلے گئے اور آدھے قرض کی ادائیگی سے سبک دوش ہو گئے ، بنیئے نے حیران ہو کر پوچھا کہ اتنے روز کہاں رہے فرمایا کہ اجودھن گیا تھا۔ کہنے لگا "ہاں ہاں اسلام کی جگہ سے ہو آئے ہو تبھی یہ کام کیا ہے" بعدہٗ یہ شعر پڑھا۔ ؎

سالکا اسلام اگر آساں بُدے
ہر کسے چوں شبلی و ادھم بُدے

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ توحید حالی کے حاصل کرنے میں کوشش کرے اور ہمیشہ حق تعالیٰ سے اس کو طلب کرے حتیٰ کہ اس کو حق تعالیٰ نصیب فرمادیں، رہی توحید لسانی یہ تو ہندوؤں کو بھی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ بہادل خاں کے منشی دھنپت نے حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں یہ شعر تحریر کیا: ؎

ہر جا کہ نہم کام تو ہم کام منی | ہر جا کہ روم روئے تو مشہود منی

یہ شعر محض زبانی طور پر تھا نہ کہ حالی طور پہ جیسا کہ مولانا فخر الدین عراقی نے یہ شعر از روئے حال کہا ہے نہ کہ از روئے قال ؎

چو خود کردند راز خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

ایک اور جگہ فرمایا ہے:-

عشقم کہ در دو کون مکانم پدید نیست
عنقائی مغربم کہ نشانم پدید نیست

ایسا ہی مولانا جامی قدس سرہٗ نے معرفتِ حالی کی بنا پہ فرمایا ہے۔ رُباعی

باگل رُخِ خویش گفتم اے غنچۂ دہاں | ہر لحظہ مپوش چہرہ چوں عشوہ گراں
زد خندہ کہ من بہ عکس خوباں جہاں | در پردہ عیاں باشم بے پردہ نہاں

نیز شیخ نظامی نے معرفتِ حالی کی بنا پہ کہا ہے ؎

پناہ بلندی و پستی توئی | ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

اسی طرح خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:۔ رُباعی

آں تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند | اشھی لنا و احلیٰ من قبلۃ العذارا

حافظ بہ خود نہ پوشید ایں خرقۂ مئی آلود   اے شیخ پاک دامن معذور دار ما را

اسی طرح حضرت محی الدین ابن عربی نے کہا ہے :- ؎

لا آدم فی الکون ولا ابلیس   لا ملک سلیمان ولا بلقیس

فالکل عبارۃ وانت المعنی   یا من ہو للقلوب مقناطیس

حضرت قبلہ ان اشعار کو مجلس میں بہت پڑھا کرتے تھے۔

ایک روز قاضی نور محمد نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا فرمائیں، حق تعالیٰ کسی مسلمان اور عادل کو ہمارا حاکم بنائیں کیوں کہ ہم لوگ کافروں سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ حاکم تو حق تعالیٰ ہی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ الیس اللہ باحکم الحاکمین۔ قاضی مذکور نے دوبارہ عرض کیا آخر کار جواب میں یوں فرمایا کہ میں نے (کشفی طور پر) دیکھا ہے کہ ایک بیوہ کے لڑکے کی حکومت کا اعلان کیا گیا ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی مرضی کے آگے سر جھکائے رہے، اس کی اطاعت کے خط سے قدم باہر نہ نکالے کہ یہ عین خطا بلکہ کفر ہے بعدہٗ موتی بکھیرنے والی زبان مبارک سے یہ شعر پڑھا۔ ؎

کارہا بر خواہش خود ساختن کار خدا است
بندہ باشی اے تو ناداں پس خدا کردی چرا

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ جو کچھ حق تعالیٰ اسے بغیر طلب کے لوگوں

کے ذریعہ پہنچائیں، ہو سکے تو اسے دوسروں پر خرچ کرے ورنہ اپنے پر خرچ کرے،
اور جو کچھ بھی ملے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو اس پر قناعت کرے اور کسی سے قرض نہ لے
کیونکہ قرض رشتۂ محبت کو قینچی کی طرح قطع کر دیتا ہے اس پر یہ شعر ارشاد فرمایا:۔

مدہ شان قرض و مستان نیم حبہ　　　فَاِنَّ الْقَرْضَ مِقْرَاضُ الْمَحَبَّۃِ

حضرت قبلہ نے قاضی نور محمد کو فرمایا کہ اس فقیر کے نزدیک دنیا کا ذکر کرنا کفر ہے۔
چنانچہ حضرت مخدوم حاجی شریف زندنی قدس سرہ کے پاس اگر کوئی دنیا کا ذکر کرتا تو اسے
مجلس سے باہر کر دیا جاتا —— چونکہ خادم کو حضرت کی یہ عادت معلوم تھی اس لیئے جب
کوئی شخص زیارت کے لیئے آتا تو اسے کہہ دیتا کہ خبردار! کہیں دنیا کا ذکر حضرت کے
سامنے نہ کر بیٹھنا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ کبھی خلوت سے باہر نہ آئے سوائے
کسی ضرورت کے، جیسا کہ مسجد میں جماعت میں شامل ہونے کے لیئے جانا کیوں کہ نماز
بغیر جماعت کے بعض فقہاء کے نزدیک ناجائز ہے یا جنازہ میں شرکت کے لیئے جانا
یا بیمار پرسی کے لیئے جانا۔

نیز فرمایا کہ عام لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے اور خاصان خدا کی صحبت
کی طرف راغب رہے کیوں کہ ان کی صحبت تو عجب و تکبّر اور خودی پیدا کرتی ہے اور
ان کی یعنی صلحاء کی صحبت نیستی اور بے خودی بخشتی ہے۔ جیسا کہ مولانا روم نے
کہا ہے۔ ؎

ہر ولی را نوح کشتی باں شناس　　　صحبتِ ایں خلق را طوفاں شناس

نیز حدیث شریف میں آیا ہے السلامۃ فی الواحدۃ والافات بین الاثنین (کہ اکیلا ہونے میں سلامتی ہے اور دو ہونے میں مصیبتیں ہیں۔)
نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کے ذکر سے کبھی خالی نہ رہے اور یہ شعر پڑھے۔ ؎

ذکر گو ذکر تا ترا جاں است　　　پاکیٔ دل بہ ذکرِ یزداں است
تا تو فانی شوی ز ذکر بہ ذکر　　　ذکر خفیہ کہ گفتہ اند آں است

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ذکر کی ہمیشگی میں کوشش کرے کیوں کہ خداوند تعالیٰ عابدوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے۔
اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا (ہم اچھے عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے)

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے۔ کہ لوگوں کا بوجھ اٹھائے اور حوصلہ سے کام لے کسی کو ناراض نہ کرے بلکہ ہر ایک کو خوش رکھے کیوں کہ لوگوں کو خوش رکھنا نزولِ رحمت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا (دوسروں پر رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے) چنانچہ شیخ عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ؎

بردباری و وفاداری گزیں　　　تا شود اسپ مرادت زیر زیں
خاطرِ کس را مرنجاں اے پسر　　　ورنہ خوردی زخم بر جاں اے پسر

حضرت نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ دنیا سے دور رہے کیوں کہ دنیا کی مثال

کوڑا کرکٹ کی سی ہے اور دنیا کا طالب مانند گدھے کے ہے۔ اس بات کی دلیل کے لیئے یہ شعر پڑھا۔ ؎

چیست دنیا سربسر بے سرشدن　　　　در پئی اُں کو لحن چوں خر شدن

نیز فرمایا کہ اگر درویش کو کشفی طور پر معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی مرضی فلاں کام کے پورا نہ ہونے میں ہے پھر بھی اس کے لیئے ہمیشہ دعا کرتا رہے کیوں کہ بندہ کے لائق بندگی ہی ہے اور فقر کا کمال بھی عبودیت و عجز ہی میں ہے۔ نیز اس کے حکم کی تعمیل بھی اسی میں ہے کیوں کہ اس نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا)۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی جناب میں خشوع خضوع کرتا رہے اور اس کی جناب میں گریہ زاری کر کے اپنا مقصود دلی طلب کرے تاکہ اس پہ رحمت کے دروازے کھولے جائیں بعدہٗ یہ شعر ارشاد فرمایا:- ؎

تا نگرید کودکے حلوا فروش　　　　بحر بخشائش کجا آید بہ جوش

تا نہ گرید ابر کے خندد چمن　　　　تا نگرید طفل کے جوشد لبن

نیز فرمایا کہ دونوں جہانوں کی بادشاہی تو حق تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو عطا فرمائی ہے چنانچہ ایک دفعہ نادر شاہ خراسانی نے جاسوسی کے لیئے ایک شخص کو ہندوستان کی طرف بھیجا۔ وہ شخص اجمیر شریف پہنچا اور حضرت خواجہ معین الحق والدین کے تصرف کو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ ان کی عجب حکومت ہے کہ تمام اشیاء کا نرخ روزانہ ان کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے اور لوگ اپنی حاجات سے متعلق درخواستیں اُن کے دربار میں عرض کرتے ہیں۔ جب وہ شخص شاہ مذکور کے پاس لوٹ کر گیا تو اس نے حال

احوال پوچھا۔ اس نے جو دیکھا سنا تھا بیان کیا اور کہنے لگا کہ ہندوستان کے عجائبات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہاں ایک قبر ہے جو کہ بادشاہی کرتی ہے۔

نیز فرمایا کہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم بلخی قدس سرہٗ سفر میں ایک رات کے لیئے ایک مسجد میں ٹھہرے۔ مسجد کا متولی مسجد کا دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ رات کو شیخ قدس سرہٗ قضائے حاجت کے لیئے اُٹھے۔ باہر جانے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن وہ کھلا نہیں۔ آخر مجبوراً انہوں نے مسجد کے ایک گوشہ میں ایک موٹے کپڑے میں قضائے حاجت کر کے اس کو مسجد کے ایک طاق میں رکھ دیا۔ صبح سویرے مسجد کا متولی آیا۔ مسجد کا دروازہ کھولا۔ شیخ قدس سرہٗ مسجد سے باہر چلے گئے۔ جب نمازی ادائیگی نماز کے لیئے مسجد میں آتے تو مسجد کو ایک ایسی خوشبو سے معطر پایا جو کہ مشک و عطر سے بڑھ کر تھی۔ انہوں نے متولی سے پوچھا کہ یہ عجیب قسم کی خوشبو کہاں سے آگئی اس نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں۔ جب انہوں نے مسجد کے طاق میں سے اس ٹاٹ کو اٹھا کر سونگھا تو کہنے لگے کہ ایسی خوشبو تو دنیا بھر میں کہیں پائی نہیں جاتی۔ چنانچہ یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی حتیٰ کہ اس علاقہ کے بادشاہ کو بھی اس کی خبر پہنچی اس نے وہ خوشبو طلب کی اور اس کو اپنے تاج میں رکھ لیا نیز ہفت اقلیم کے بادشاہوں کو ہدیہ کے طور پر بھیجی سب نے اسے بہت پسند کیا اور اپنے تاجوں میں رکھا۔ بعدہٗ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم قدس اللہ بسرہ الاقدس کی طرف الہام کیا کہ ہم نے تجھ کو دنیا کے چھوڑ دینے کے سبب سے ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ تیرے فضلہ کو دنیا کے بادشاہ اپنے سروں پر رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ ایک رات حضرت سلطان ابراہیم قدس سرہٗ برف باری سے بچنے

کے لیئے ایک غار میں گئے اور ایک بڑے سانپ کی پیٹھ کی پشم پر آرام کیا۔ اور ساری رات وہاں گزار دی۔ سانپ نے حکمِ الٰہی کے مطابق حضرت کو کوئی تکلیف نہ دی۔ جب دن چڑھا تو حضرت اس واقعہ سے مطلع ہوئے اور صحیح سلامت غار سے باہر آئے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے اس خطاب سے سرفراز فرمایا۔ کہ نجیناك عن المتلف بالمتلف (یعنی ہم نے تم کو ہلاک کرنے والی چیز (برف) سے ہلاک کرنے والی چیز (سانپ) کے ذریعہ بچا لیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک عام اور خاص شخص کے درمیان فرق صرف اتنا ہے کہ جو کوئی خداوند تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرتا ہے اور اس کے دل میں زیادتی کی طلب اور حرص نہیں ہوتی وہ خواص میں سے ہوتا ہے اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ عوام میں سے ہوتا ہے۔

ایک روز میرے حضرت نے یہ شعر پڑھا:۔

آں تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند　　　اشھیٰ لنا و احلیٰ من قبلۃ العذارا

حاجی کاتب حضور کی خدمت میں حاضر تھا۔ یہ فقیر بھی تھا۔ اس نے حضور انور سے سوال کیا کہ یا حضرت اس شعر کے کیا معنی ہیں، جواب میں فرمایا کہ جب صوفی مقامِ جمع میں پہنچتا ہے تو واجب اور ممکن اسے ایک نظر آتے ہیں (یعنی ممکن کو واجب میں فانی دیکھتا ہے) اور تفرقہ اس کی نظر سے اٹھ جاتا ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ کہ مستی سے مراد فنائیت اور مست سے مراد فانی فی اللہ ہے

اس کے بعد یہ شعر کہا۔ ؎

مستی بچشم شاہد دلبند ما خوش است زاں رو سپردہ اند بہ مستاں زمام ما

نیز فرمایا ؎

حافظ چو روزہ رفت گل نیز مے رود لاچار بادہ نوش چو رفت است کار ما

روزہ سے مراد زہد ہے۔ گل سے مراد تجلیات اور مَی سے مراد عشق ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کے لیئے چند چیزوں کے بغیر چارہ نہیں ہے اور صوفیاء ان کو دنیا میں شمار نہیں کرتے بلکہ ان کو امور دینیہ میں شمار کرتے ہیں جیسا کہ قوت لایموت عبادت کے لیئے، کپڑا ستر عورت کے لیئے اور کپڑا بقدرِ حاجت بقاءِ زندگی کے لیئے اور ٹھکانا عبادت کے لیئے اور علم بقدرِ ضرورت عمل کے لیئے۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ جو کہ اس امت کے مقدس ترین بزرگوں میں سے تھے اپنی کتاب فقرات میں لکھتے ہیں کہ سوائے پانچ چیزوں کے ساری دنیا فضول اور بے کار ہے وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:۔

۱۔ اتنی خوراک جس سے قوت باقی رہے۔

۲۔ پانی جس سے پیاس بجھ سکے۔

۳۔ علم جس پر عمل کیا جا سکے۔

۴۔ گھر جس میں سکونت اختیار کی جائے۔

۵۔ (پانچویں بات کا مؤلف نے ذکر نہیں کیا غالباً کپڑا ہوگا جس سے بدن ڈھانپا جا سکے ..... احقر مترجم)

چنانچہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمہ تن دنیا کمانے میں لگ جائے وہ بدبخت ہے اور جو کوئی ہمہ تن آخرت کے کام میں مشغول ہو وہ نیک بخت

ہے اور جو کوئی کچھ وقت اپنے اور اپنے اہل وعیال کی روزی کے لیئے کسب دنیا میں صرف کرے اور باقی وقت حق تعالیٰ کی یاد میں گزارے وہ بھی نیک بخت ہے۔ لیکن کامل وہی ہے جو اپنے سارے اوقات اپنے مولیٰ کی یاد میں صرف کرے اور تمام اسباب سے قطع نظر کرکے مولیٰ پر توکّل کرے کیونکہ بغیر توکل کے مرتبہ ولایت حاصل نہیں ہوتا۔

چنانچہ مولانا جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:۔

قافلہ پئے بہ مسبّب بردہ — تو دراسباب جہان افسردہ

اے دراسباب جہاں پائے توبند — ماندن ازراہ بدین سلسلہ چند

بگسل ازراہ خود ایں سلسلہ را — باشد از پئے برسی قافلہ را

عنکبوت ارنہ از طبع دنی — تا زاسباب بہم چند تنی

تا نیفتی زسر دار فرود — پیشہ کن کاہلی پائے مرود

کسب اسباب زہمت پستیت — ترک اسباب زبالا دستی ست

پائے بالانہ ازیں پایہ پست — در توکلت علی اللہ زن دست

نیز فرمایا کہ انسان کا نفس فرعون کی مانند ہے اگر اس کو دنیاوی اسباب مل جاویں تو فرعون کی طرح اپنی پلیدی ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:۔

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست — لیک او را عون مارا عون نیست

نفس فرعون است ہاں سیرش مکن — تا نیارد یاد ازاں کفر کہن

نفس فرعون است درقحط آنچناں — پیش موسیٰ سر نہد لابہ کناں

گر بگریبد و رببنالد زار زار　　او نخواہد شد مسلماں ہوش دار

اسی طرح شیخ عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:-

نفس بد را ہر کہ سیرش مے کند　　بر گنہ کردن دلیرش مے کند

نفس را سرکوب دائم خوار دار　　تا توانی دورش از مُردار دار

نفس و شیطاں مے برد از راہ ترا　　تا بیند از ندا اندر چاہ ترا

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب سالک اپنے شیخ کی زیارت کو جائے تو چاہیئے کہ اس کے پاس ہی قیام کرے کیوں کہ صحبت سے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ شیخ کی صحبت کے ساتھ شیخ کا ادب بھی ملحوظ رہے کیوں کہ بغیر ادب کے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور اگر اپنے شیخ کے مزار کی زیارت کے لیئے جائے تو بھی اپنے شیخ کے مزار کے قریب قیام کرے اور شہر میں نہ ٹھہرے تاکہ اسے کچھ حاصل ہو۔ صرف شیخ کے شہر میں ٹھہرنے سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ تحمل سے کام لے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے دندان مبارک شہید ہو جانے کے باوجود صبر کیا اور یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ہ اسی طرح حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کو موذن نے مارا اور آپ کا بدن مبارک زخمی ہو گیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ تو غوث الاعظم تھے اس نے معذرت چاہی اور حضرت غوث الاعظم نے اس کو معاف کر دیا۔ نیز اس پر ایسی نظرِ توجہ ڈالی کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں میں

سے ہو گیا اور اسی طرح حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہٗ نے تحمل فرمایا کہ ایک قلندر نے خنجر سے آپ کو سات زخم لگائے اور آپ کے بدن مبارک سے خون جاری ہو گیا اور جب وہ حجرہ مبارک کے دروازہ سے باہر نکلا تو خادموں کو اس بات کا پتہ چلا اور انہوں نے اس کو قید کر لیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت کو پہنچی تو فرمایا کہ میں نے اسے معاف کر دیا اور اس کو بیس تنکے دے کر رہا کر دیا۔ اور اسی طرح صاحب السیر محکم الدین قدس سرہٗ کو سفر حج میں ایک بے وقوف چرواہے نے ایک کنوئیں کے کنارے ایک بڑے موٹے اور سخت ڈنڈے کے ساتھ مارا جو کہ آپ کے سر پر لگا اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ کا خادم وہاں پہنچا تو اس نے چرواہے کو لعنت ملامت کی اور کہا کہ یہ صاحب السیر حضرت محکم الدین ہیں۔ تب چرواہا شرمندہ ہوا اور معافی چاہنے لگا آپ نے معاف کر دیا نیز اس پر ایسی نظر ڈالی کہ وہ بارگاہ الٰہی کے واصلوں میں سے ہو گیا —— اس موقعہ پر آپ نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا۔ قولہ تعالیٰ
وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ایک دفعہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ نیز عرض کیا کہ اے غریب نواز! کیا سبب ہے کہ بارش نہیں ہو رہی۔ حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کا کوئی کام بغیر حکمت کے نہیں ہوتا کوئی نہیں جانتا کہ اس میں کیا مصلحت ہے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو جتلا دیا ہو گا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اگر خداوند تعالیٰ محض اپنے فضل سے کسی کو مطلع کر بھی دے تو چاہیئے کہ وہ کسی سے ظاہر نہ کرے کیوں کہ انبیاء علیہم السلام

پر ظاہر کرنا واجب ہے اور اولیاء پر چھپانا واجب ہے اس کے بعد فرمایا۔ کہ "باپ کے پاس شہد ہو تو بیٹے کو گرمی ہو جاتی ہے۔" چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ ط (اگر اللہ اپنے بندوں کی روزی فراخ کر دے تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیں)

نیز فرمایا۔ کہ آنحضور سرورِ کائنات علیہ اکمل التحیات وافضل الصلوٰۃ نے مرضِ وفات میں صحابہ کرام سے فرمایا۔ مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ۔ یعنی جو شخص مجھے ماہِ صفر کے نکل جانے کی خوش خبری دے گا میں اس کو جنت میں داخل ہونے کی خوش خبری دوں گا۔)

حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت خلیفہ نارو والہ صاحبؒ نے اپنے بیٹے کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے کتاب لوائح شروع کرائی۔ حضرت اقدس اس کو پڑھاتے وقت اس حد تک اخفاء فرماتے تھے کہ حجرہ کا دروازہ بند کر کے ایک آدمی نگرانی کے لیئے اس پر مقرر فرماتے تھے لیکن اب تو قیامت کی نزدیکی کی علامتیں ظاہر ہو رہی ہیں کہ ہر شخص کھلے طور پر مسئلہ وحدتِ وجود بیان کرتا ہے اور علمِ ظاہری کی طرح بے تکلف اس مسئلہ میں گفت گو کی جاتی ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اَنَا الْحَقُّ کا مرتبہ ہر ولی کو عطا فرمایا ہے لیکن شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے کسی نے اس کو ظاہر نہیں کیا۔ پھر بھی جب شیخ منصور قدس سرہٗ نے اس کو ظاہر کیا تو اس زمانہ کے علماء نے اُس کو سُولی پر لٹکایا۔ اس وقت شیخ شبلی قدس سرہٗ نے حق تعالیٰ کی جناب میں عاجزی کی اور عرض کیا کہ اے خداوندا! شیخ منصور

کا وہ کون سا گناہ ہے جس کی پاداش میں اسے سولی پر لٹکایا گیا ہے فرمایا کہ جو کوئی دوست کا بھید ظاہر کرتا ہے اس کی یہی سزا ہوتی ہے۔

سوال: شبلی سوال کرد بہ درگاہِ رب کریم ــــ منصور را بہ دار چرا کردی اے حکیم

جواب: منصور بود واقف اسرارِ سرِّ دوست ــــ ہر کس کہ سرِّ فاش کند ایں سزا ئےاوست

نیز حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض احادیث اس مسئلہ کے متعلق منقول ہیں جیسا کہ اَنَا اَحْمَدُ بلا میم وَانا عَرَبٌ بلا عین[1]۔ نیز فرمایا کہ محققین کے نزدیک مظہر عین ظاہر ہے کیونکہ جملہ ممکنات ذاتِ مطلق کے مظاہر ہیں۔ مثلاً کافر مظہر اسم "مضل" ہے اور مومن مظہر اسم "ہادی" اور ہرگز کوئی شخص بھی متصرفِ حقیقی کے حکم سے سر نہیں پھیر سکتا۔ چنانچہ بالفرض اگر کافر کو کہیں کہ تمہیں ہزار دینار دیئے جائیں گے اگر تم خداوند تعالےٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرو وہ ہرگز اقرار نہیں کرے گا بلکہ اس کو جان دے دینا زیادہ آسان معلوم ہوگا بہ نسبت کلمۂ توحید کہنے کے علیٰ ھذا القیاس، تمامی مظاہر ممکنات کا حال ہے جو کہ دنیا کے اندر اسماء الٰہی کے تابع ہیں

---

[1] یہ حدیثیں وضعی اور جعلی ہیں نہ تو کتب احادیث میں موجود ہیں اور نہ عقلی و نقلی اصولوں کے مطابق ہیں پھر ان کی ترکیب ہی بتا رہی ہے کہ کسی عجمی صوفی کو شطحیات میں سے ہیں چونکہ بظاہر مسئلہ وحدت الوجود کی مؤید ہیں۔ اس لیے ممکن ہے حضرت خواجہؒ نے غلبۂ حال میں نقل فرما دی ہوں اور بعد میں حضرت کو نور فراست سے ان کا جعلی ہونا بھی معلوم ہو گیا ہو۔ دوسرے یہ احتمال بھی ہے کہ حضرت نے تو کسی صوفی کا قول ہی نقل کیا ہو اور مؤلف ملفوظات نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ واللہ اعلم۔ بہر حال حضرت تونسویؒ سے حسن ظن میں فرق نہ آنا چاہیئے کیونکہ آپ عشق الٰہی میں مستغرق تھے ممکن ہے ادھر توجہ نہ ہوئی ہو۔ (محمد حسین)

اور ہرگز اپنے متبوع کے حکم سے قدم باہر نہیں رکھتے۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابی طالب کو کہا کہ آپ میرے کان میں کلمہ شریف کہہ دیں۔ تاکہ میں قیامت کے دن تمہارے ایمان کی گواہی دوں انہوں نے کہا کہ مجھے عار آتی ہے اس لیئے میں آگ کو ہی اپنے لیئے اختیار کرتا ہوں اور اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ (آپ جس کو دوست رکھیں ضروری نہیں کہ اسے ہدایت بھی نصیب ہو بلکہ اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے) یہ آیت کریمہ اسی مفہوم کو ظاہر کر رہی ہے۔

نیز فرمایا۔ کہ سالک کو چاہیئے کہ دنیا پر نہ نظر رکھے نہ بھروسہ کرے کیوں کہ یہ آنے اور جانے میں ہندو کی داڑھی کی طرح کوئی اعتبار نہیں رکھتی۔ شیخ عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ؎

زالِ دنیا چوں عروس آراستہ است ۔۔۔ در دو روزے شوئے دیگر خواستہ است
مقبل آں مردے کہ شد زیں جفت طاق ۔۔۔ پشت بروے کرد و دادش سہ طلاق

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد ۔۔۔ کہ از بہرِ دنیا دہد دیں بر باد

اور دنیا کی طرح اس کے چاہنے والے بھی جفا کار اور بے وفا ہیں۔ ان سے تمام توقعات اٹھا کر ان سے دُور رہنا چاہیئے۔ چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے

اہلِ دنیا چوں سگ دیوانہ اند ۔۔۔ دُور شو زیشاں کہ بس بیگانہ اند

چنانچہ شاہ شجاع الملک نے اپنے پیر میر واعظ کو ــــ باوجودیکہ وہ ایک عالم

باعمل اور حاجی الحرمین الشریفین تھے اور اہل بیت میں سے تھے، واعظ بھی تھے، اور اس کے سارے خاندان کے استاد بھی ـــــ بے گناہ ان کی کھال کھنچوا کر ان کو بازار میں ڈال دیا۔ وہ وہاں تین روز تک زندہ رہ کر مر گئے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے ہمیشہ شاہ شجاع کو کفار کے دروازہ پر ذلیل کیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور اوامر کو بجالانے اور منہیات کو چھوڑنے میں پوری کوشش کرے۔ کیوں کہ حقیقتِ انسانی کا کمال جو کہ محبت کے رابطہ پر موقوف ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (یا رسول اللہ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ پھر اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔)

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ دنیا کے چلے جانے پر خوش ہووے۔ چنانچہ فقرات میں آیا ہے کہ سالک کو وہاں تک پہنچنا ضروری ہے کہ جہاں دوسروں کے لیئے کوئی چیز باعثِ غم ہو جیسے دنیا کا چلا جانا تو اس کے لیئے باعثِ خوشی ہو۔ چنانچہ ایک شخص نے حضرت سلطان ابراہیم ادھم بلخیؒ کو گدڑی پہنے ہوئے اور ایک بیری کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے دیکھا اور کہا کہ آپ کو بادشاہی چھوڑنے اور اس ذلت کو اختیار کرنے سے کیا حاصل ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ جس حالت میں میں اب ہوں اگر دنیا کی ستر بادشاہیاں مجھ کو دی جائیں تو بھی میں ہرگز اس لذت کو ان کے بدلہ میں فروخت نہ کروں۔

ے گدایاں از بادشاہی نفور — بر امیدِ او در گدائی صبور

بیت دیگر — چو بے خود گشت حافظ کے شمارد

بہ یک جو مملکت کاوس کے را

نیز فرمایا کہ اگر کوئی حضرت رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وراثت معنوی حاصل کرنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ظاہراً و باطناً پیروی کرکے اسے حاصل کرے کیونکہ بغیر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کے اس کا حاصل ہونا امر محال ہے۔ اور اگر کوئی بغیر متابعت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

دریں راہ بجز مردِ راعی نہ رفت — گم آں شد کہ دنبالِ داعی نہ رفت

محال ست سعدی کہ راہِ صفا — تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کی جناب میں عجز و نیاز کرتا رہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت کی پیروی میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کرے تاکہ حق تعالیٰ اپنے اس قول اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ کے مطابق اسے اپنی بارگاہ کا محبوب بنا لیویں۔ جیسا کہ حضرت مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ے

گوش نہ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ گوش دار — تاکہ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ آید زیار

آں گروہِ حق کہ وافی بودہ اند — بر ہمہ اصناف او افزودہ اند

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ پہلے علم ظاہری میں کوشش کرے۔ جب

حق تعالیٰ اسے علمِ ظاہری عطا فرما دیں۔ تب وہ حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے۔ کیونکہ علمِ باطنی کا حصول علمِ ظاہری کے بغیر ناممکن ہے اور یہ جو لوگ بغیر علمِ ظاہری کے واصل باللہ ہوئے ہیں۔ یہ نادر بات ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک رات سب شیاطین ابلیس کے پاس آئے اور اپنا اپنا مکروفریب اس کے سامنے بیان کیا۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو زنا میں گرفتار کیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ دوسرے نے کہا میں نے ایک شخص سے ایک بے گناہ قتل کرایا ہے، ایک اور نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو جو کہ علم پڑھنے جا رہا تھا علم پڑھنے سے روک دیا۔ یہ سن کر ابلیس اٹھا اور اس کو بغل میں لے لیا اور کہنے لگا سب کاموں سے تو نے بہترین کام کیا اس کے بعد آپ نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی۔

مَنْ یَّھْدِ ی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِ یَ لَہٗ

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہدایت اور گمراہی اسی کے ہاتھ میں ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی فاعل حقیقی نہیں ہے۔ مگر حق تعالیٰ نے ابلیس کو اسم "مضل" و "جلال" کا مظہرِ اتم بنایا ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرضوان کو اسم "ہادی" اور "جمال" کا مظہرِ اتم بنایا ہے۔ چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق   گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اعمالِ صالحہ بجا لائے اور نواہی سے احتراز کرے کیونکہ جو بلا اور مصیبت بھی لوگوں پہ نازل ہوتی ہے وہ لوگوں کے بُرے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ یعنی

تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں۔ اگر تمہارے اعمال نیک ہوں گے تو تمہارے حاکم بھی مسلمان اور عادل ہوں گے اور اگر تمہارے اعمال بُرے ہوں گے تو تمہارے حاکم بھی کافر اور جابر ہوں گے۔ نیز جب عیسائیوں نے سکھوں پر غلبہ حاصل کر کے لاہور کو فتح کر لیا تو فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی عَلیٰ اِسْتِعْدَادِ مُتَجَلّٰی لَہٗ۔ یعنی ہم مسلمانوں کا کام بدعملی میں حد سے گزر گیا ہے۔ اس لیئے انہوں نے ملک پر تسلّط جما لیا ہے اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

چشمِ عبرت بر کشاؤ قدرتِ قادر بہ بیں
شامتِ اعمالِ ما ایں صورتِ نادر گرفت

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ رات دن محاسبہ اور مراقبہ، زہد و ریاضت اور حق تعالیٰ کی رضامندی میں کوشش کرے اور ان کاموں کے بجا لاتے وقت اپنے آپ کو نہ دیکھے تاکہ حق تعالیٰ اس کو معرفتِ کامل عطا فرماویں چنانچہ حدیث مبارک میں آیا ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ۔ یہ اسی معنی کی طرف اشارہ ہے یعنی عارف اور معروف اور سبب وہ ذاتِ مطلق ہی ہے نہ کہ کوئی اور امر، کیونکہ آنحضرت علیہ السلام نے عرفان کی نسبت اپنی طرف نہیں کی اور جو کوئی دعویٰ عرفان کی نسبت اپنے نفس کی طرف کرے وہ اس سے خالی ہے کیونکہ اس کا حصول بغیر متابعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناممکن ہے۔

نیز فرمایا کہ حضرت شیخ فرید گنج شکر قدس سرہٗ کے لنگر میں کڑوے درختوں کے پھل اور پھول درویشوں کو دیئے جاتے تھے اور حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہٗ

جوکہ حضرت مولانا فخر الدّین صاحب دہلوی کے والد تھے۔ ان کے لنگر میں مٹھی بھر کچے دانے ہر درویش کو دیئے جاتے تھے اور حضرت مولانا صاحب دہلوی کے لنگر میں پاؤ بھر کی روٹی بازار سے لا کر ہر درویش کو دی جاتی تھی۔ اور بعض اوقات گیارہ گیارہ اور پندرہ پندرہ روز تک فاقہ کرنا پڑتا تھا۔ لیکن کمال استعداد کے باعث کہ اَلجُوعُ طَعَامُ اللّٰہِ لَہٗ اَثَرٌ عَظِیمٌ فِی ھٰذَا الطَّرِیقِ (بھوک اللہ کا رزق ہے کہ اس راہ میں اثر عظیم رکھتی ہے) ـــــ کو نصب العین بنا کر اس قسم کے فقر و فاقہ کو برداشت کر کے لوگوں نے کمال حاصل کیا ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ قناعت اپنا طریقہ بنائے کیونکہ اَلقَنَاعَۃُ کَنزٌ لَایَنفَنٰی یعنی قناعت ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا چنانچہ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے۔ ؎

گفت چشمِ تنگ دنیا دار را یا قناعت پُر کند یا خاکِ گور

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر کسی سے لطف و احسان اور خلق و مروّت سے پیش آئے کیوں کہ حسد اور کینہ اور جھگڑا فساد خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتا ہے اور درویشوں کی عمدہ عادات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ اخلاق مذمومہ سے پاک ہوتے ہیں اسی لیئے کہا گیا ہے کہ دس درویش ایک کملی میں سما سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سما سکتے۔ درویش سے وہ شخص مراد ہے جس نے اپنی خودی دور کردی ہو اور بے نفس ہو اور بادشاہ سے وہ مراد ہے جو کہ خود پرست ہو اور نفس کی خواہشات کے پیچھے پڑا ہوا ہو۔ نیز اس بارہ میں فرمایا کہ ایک روز دو آدمی حضرت باباصاحب گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم دونوں کے درمیان ایک معاملہ ہے آپ

کسی کو حکم دیں کہ ہمارے بیانات سن کر فیصلہ کر دے چنانچہ حضرت باباصاحبؒ نے شیخ نظام الدین اور شیخ بدرالدین رحمتہ اللہ علیہما کو فرمایا کہ ہر ایک کا بیان سن کر شریعت کے حکم کے موافق فیصلہ کر دیں پس دونوں بزرگوں نے جو کہ جلیل القدر خلیفے اور متبحر عالم تھے۔ اپنے شیخ کے حکم کے مطابق ان دونوں کے آپس کے معاملہ کو سنا اور حیران ہو کر اپنے شیخ کی خدمت میں واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ ان دونوں نے آپس میں کچھ اس طرح کی گفت گو کی ہے کہ اس کے سننے سے ہم پر وجد اور گریہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ شیخ قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا کہ یہ دونوں فرشتے تھے اور تمہاری تعلیم کے لیئے آئے تھے پس تم کو چاہیئے کہ معاملہ و مقابلہ کے وقت بھی آپس میں اسی طرح لطف و نرمی سے پیش آؤ کیونکہ درویشی کا اصل طریقہ یہی ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ مخلوقِ خدا کے واسطے دعا کرتا رہے اور لوگوں پر شفیق بن کر رہے اور حق تعالیٰ کی جناب میں عجز و نیاز کرتا رہے کیونکہ دوسرے کے حق میں دُعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ لباس صوفیانہ رکھے کیونکہ صوفیاء کا لباس ایک خاص تاثیر رکھتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ جو کسی قوم کی مشابہت بناتا ہے وہ اسی میں سے ہوتا ہے ۔ اسی طرح اس نقالؔ کا قصہ مشہور ہے۔ جو فرعون کے سامنے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کا لباس پہن کر ان کی نقل اتارا کرتا تھا مشہور ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام قبطیوں کو دریائے نیل میں غرق کر دیا مگر وہ نقال سلامت رہا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السّلام نے حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ اس نقّال کی نجات کا کیا سبب ہے، خطاب ہُوا کہ اس کو ہم نے تمہارے جیسے لباس کی حرمت کی وجہ سے بخشش دیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ظاہر وجود سے واجب الوجود مراد ہے اور باطن وجود سے ممکن مراد ہے کیونکہ صفت موصوف میں مخفی ہوتی ہے۔ ممکن سے مراد باری تعالیٰ کا علم ہے اور اس کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنی آنکھ محارم سے بند رکھتا ہے اور اپنے نفس کو خواہشات اور شہوات سے روکتا ہے اور اپنے باطن کو دوام مراقبہ سے اور اپنے ظاہر کو اتباع سنت سے سنوارتا ہے اس کی فراست کبھی خطا نہیں کرتی۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ درویشوں کے اخلاق میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اگر کسی دوسرے کو کوئی تکلیف پہنچے تو درویش کو بھی اتنا ہی درد محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک درویش حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے خادم سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی جو سلطان صاحب کو ناپسند آئی۔ آپ نے ایک کوڑے سے اس کو مارا۔ پس اسی وقت اس درویش کے بدن مبارک پر اسی طرح کی ضرب کا اثر ظاہر ہوا۔ بعدہٗ فرمایا کہ اس قسم کا معاملہ وحدت وجود کے غلبہ سے ہوتا ہے کیوں کہ درویشوں کے نزدیک وجود واحد ہے اور یہ جو کثرت وہمی ظاہر ہو رہی ہے یہ اس وجود کی صفات و شیونات کے مظاہر ہیں۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ علم سیکھے کیونکہ جہالت سے یہ راہ طے نہیں کی جا سکتی۔ كُلُّ شَيْئٍ شَيْئٌ وَالْجَهْلُ لَيْسَ بِشَيْئٍ (ہر شے کوئی شے ہے لیکن جہل کوئی شے نہیں ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ دعویٰ کرنے سے پرہیز کرے۔ جو کوئی دعویٰ کرتا ہے وہ اس راہ سے بے خبر ہوتا ہے اور اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوتا ہے کیوں کہ اس کے پاس تو فرش ہی نہیں ہے نقش کہاں ہو گا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جس وقت ہم دہلی پہنچے ہم نے سنا کہ کوڈی شاہ دہلی اور مملکتِ دہلی کے فتح کرنے کے لیئے آرہا ہے ہم نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کوڈی شاہ کون ہے انہوں نے کہا کہ یہ ایک شخص تھا جو کہ ایک ایک کوڈی شہر کے بازار کی ہر دکان سے مانگتا پھرتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس کو صاحب جاہ وجلال بنا دیا ہے کہ پچیس ہزار سواروں کے لشکر کو ساتھ لے کر بڑی شان وشوکت کے ساتھ اس ملک کے فتح کرنے کے ارادہ سے نکلا ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! حق تعالےٰ نے تمام کاموں کو اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہوا ہے جس کو چاہے بادشاہی دے اور جس کو چاہے فقیر بنا دے اور اس کا تصرف ملک سے اٹھا دے چنانچہ قرآن مجید میں اس نے خود فرمایا ہے۔ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ (جس کو تو چاہے ملک بخش دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔ اس کے بعد فرمایا

ہندی مصرعہ سبھے کم چھوڑکے ڈھونڈ محبوب ماہینوال نوں

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے مراقبہ میں دیکھا کہ نبی علیہ السلام کتاب فصوص الحکم نامی جو کہ مسئلہ وحدت الوجود پہ مشتمل ہے۔ اپنے دست مبارک میں لیئے ہوئے ہیں اور شیخ کو دے کر حکم فرماتے ہیں۔ کہ اس کتاب کو مسئلہ وحدتِ وجود کے بیان میں تصنیف کرو کہ ذات مطلق واحد ہے جس نے کہ ذات اور اسماً

اور صفات سے مختلف تعینات اور لباسوں میں ظہور فرمایا ہے۔ پس انہوں نے بموجب تعمیلِ حکم کتاب مذکورہ تصنیف کی اور مسئلہ مذکور کو اس میں بیان کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کامل میں اپنے سارے اسماء کو ظاہر فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ط یعنی آدم علیہ السلام میں تمام اسماء کو ظاہر فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ انسان کامل جس لباس اور شکل میں چاہے متشکل ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ طرفۃ العین میں پہنچ سکتا ہے فَھَمَ مَنْ فَھَمَ۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ذات حق تعالیٰ موصوف ہے اور سارا عالم اس کی صفات کا مظہر ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے:۔

العالم صفاتی والصفات عین ذاتی کما قال الشیخ الکبیر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ فی فصوص الحکم وما نسمیہ غیرہٗ وما سواہ لیس حالہ الا کحال الامواج علیٰ وجہ البحر والصفات فی الموصوف او اللازم فی الملزوم او الاعداد فی العدد ط

(چونکہ اس عبارت کا تعلق حال سے ہے نہ کہ قال سے اس لیئے اس کے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ فھم من فھم (مترجم)

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے عیوب دیکھنے کے سبب لوگوں کے عیب دیکھنے سے آنکھ بند رکھے کیونکہ حق تعالیٰ کی رضامندی اور عین سعادت اسی میں مندرج ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ طوبیٰ لمن شغل عینہ من عیوب الناس (اس شخص کے لیئے خوشخبری ہے جس کی آنکھ بسبب اپنے

عیب دیکھنے کے دوسروں کے عیب نہیں دیکھتی۔ چنانچہ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قصہ مشہور ہی ہے اور جو کوئی لوگوں کے عیب ظاہر کرنے میں کوشش کرتا ہے۔ اس کو دونوں جہانوں میں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ اس بارہ میں قرآن میں آئی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہٗ نے چالیس سال تک اپنی آنکھوں کو بند رکھا تاکہ کسی کا عیب نہ دیکھ سکیں۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اگر کوئی جسمانی مرض لاحق ہو تو اس کا دوا دارو کرے۔ علاج کرنا سنت ہے لیکن اسباب سے مایوس ہونا فرض ہے۔ کیونکہ مؤثر اور فاعل حقیقی تو وہی ذات پاک ہے۔ اور اگر دواؤں میں شفا رکھی جاتی تو کوئی بھی دولت مند نہ مرتا۔ نیز حکیموں اور طبیبوں کی رائے بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اگر وہ چاہے تو ان کی رائے (تشخیص) ٹھیک پڑ جائے ورنہ نہیں۔ پس اس کے مطابق یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ حکیم احسن اللہ رکن الدولہ بہادل خاں اول مرحوم کے حکما میں سے تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ بہادل خاں اول مرحوم نے ہم طبیبوں کو کہہ رکھا تھا کہ میری روح نکلنے سے ایک دو گھڑی پیشتر مجھے بتا دینا۔ چنانچہ ہم باری باری اس کی نبض دیکھتے رہے۔ نواب مرحوم وضو کرنے لگا۔ اتفاق سے بازو دھونے تک پہنچا تھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور موت کے اتنا جلدی آنے کی کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ حق تعالیٰ نے ہم طبیبوں کے کفر و دعویٰ کو رد فرمایا۔ چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ نے اس بارے میں بیان فرمایا ہے:۔

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود   آں دوا از نفع خود گمرہ شود

شربت سکنجبین صفرا افزود　　　روغن بادام خشکی مے نمود

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ زہد و ریاضت میں بہت کوشش کرے، تاکہ اس کو فناء کلی نصیب ہووے۔ کیوں کہ اس مرتبہ کے حصول کے بغیر صوفیاء کرام کے مشرب میں صحیح مسلمان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایک صوفی کی لڑکی بالغ ہو گئی۔ ان سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ اس کا نکاح کسی سے کیوں نہیں کر دیتے فرمایا کہ میں کسی مسلمان کا طلب گار ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ مسلمان تو بہت ہیں۔ کہنے لگے میرے نزدیک تو مسلمان وہ ہے کہ جو اپنے آپ سے گذر کر ذاتِ حق تعالیٰ میں فانی ہو چکا ہو۔ اور بعض صوفیاء عظام کے نزدیک فنائیت اسلام کی ابتدا ہے۔ ؎

سالکا اسلام اگر آساں بُدے　　　ہر کسے چوں شبلی و ادھم شُدے

بلکہ آدمیت کے بارہ میں کہا گیا ہے۔ ؎

آدمی آں است کہ دینے درست　　　محو گماں کردہ یقینے درست

نیز فرمایا کہ ایک روز میں مہاراں شریف کی مسجد میں دیوان حافظ کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک میرے شیخ قبلۂ عالم قدس سرہٗ تشریف لے آئے میں اٹھ کھڑا ہوا آپ نے پوچھا کہ کونسی کتاب ہے، عرض کیا خواجہ حافظ کا کلام ہے اور یہ بھی کہا ؎

کمال صنعتِ مشاطہ شائد　　　کہ روئے زشت را زیبا نمائد

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: ؎

مگو کہ پیر شدی تابِ عاشقیت نماند　　　شراب کہنہ ما مستئ دگر دارد

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک روز اچانک ایک تیتر میرے سامنے اوپر سے آگرا۔ میں نے اس کو پکڑ کر ذبح کیا اور آگ پر رکھ دیا۔ اتنے میں میرے شیخ اس بالاخانہ پر تشریف لے آئے جس پر میں شیخ ہی کے حکم سے قیام پذیر تھا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا چیز بھون رہے ہو۔ میں نے کہا کہ تیتر ہے جو کہ اوپر سے میرے سامنے آکر گری ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! شکار کس کا تھا اور نصیب کس کو ہوا، کہتے ہیں کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے اپنے خلفاء میں سے ایک کو وظیفہ بتلایا تھا اور اسے کہا تھا کہ دورانِ وظیفہ جو کچھ اوپر سے تیرے سامنے آگرے اسے ذبح کر کے کھا لینا۔ کیوں کہ اس امر میں ایک حکمت اور بھید پوشیدہ ہے۔ اس ہوش مند نے اپنے شیخ کے فرمان کے مطابق اس وظیفہ کو پڑھنا شروع کیا اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو وہ نعمت نصیب فرما دی (حضرت کا اپنا ہی واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ مترجم)

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میرے شیخ کے مریدین و مسترشدین اس طرح اپنے کام میں مشغول اور ایک دوسرے سے بے نیاز رہتے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ زہر آلود اور مخمور ہیں اور دولت مند لوگوں کی صحبت اور ان کے وظائف قبول کرنے سے کلی طور پر پرہیز کرتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں اور میاں اکبر جو کہ بہاول خاں اول مرحوم کے لیئے حضرت قبلۂ عالم سے دعا کروانے کے لیئے وکیل بنا کر حضرت کی خدمت میں مجبوراً روانہ کیا گیا تھا دونوں ایک دوسرے کی ہمراہی میں آرہے تھے اور حضور انور سے حاضری کی اجازت بھی لے لی تھی۔ راستے میں میاں مختار جو کہ قبلۂ عالم کی زیارت کے لیئے مہار شریف آرہا تھا ہم سے آملا۔ اور میاں اکبر سے کہنے لگا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو میں بہاول خاں کی سرکار سے تمہاری

معاش کے بیلئے کچھ مقرر کرادوں تاکہ آپ فراغتِ قلب کے ساتھ حق تعالیٰ کی یاد کر سکیں یہ بات سنتے ہی اس پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور اپنی نر انگشت کی طرف منسوب کر کے فرمایا کہ "بہاول خاں را برایں مے زنم" (یعنی مجھے بہاول خاں کی [illegible] بھر بھی پرواہ نہیں ہے) اور تو ہمارا ایسا پیر بھائی ہے کہ میرا ایمان سلب کرتا ہے باوجودیکہ اس کی معاش کی یہ حالت تھی کہ کبھی کوئی اس کو وظیفہ دے دیتا تھا۔ اور کبھی گدائی کر لیتا تھا۔ نیز فرمایا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو فلاں سے نعمت ملی۔ اس نعمت سے مراد وہ استغناء کلی ہے جو ماسوی اللہ سے انسان کو بے نیاز کر دیتا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ خارقِ عادت کام ولایت کا خاصہ نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر ایسا کام نبی سے وقوع پذیر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور اگر کسی ولی سے جو کہ شریعت کا تابع ہو۔ ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اور اگر کسی عام آدمی سے ظاہر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں اور اگر کسی کافر سے سرزد ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ چنانچہ فرعون دریائے نیل کو جہاں حکم دیتا وہیں جاری ہو جاتا تھا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جو کوئی چاہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا محبوب ومقبول بن جائے اس کے لیئے ضروری ہے کہ متابعتِ شریعت میں ظاہراً وباطناً کوشش کرے تاکہ وہ حق تعالیٰ کا محبوب ومقبول بن جائے۔ چنانچہ اس بارہ میں نص وارد ہوئی ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی دوستی چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تب اللہ تم کو دوست رکھے گا) اور چاہیئے کہ ہر وقت حق تعالیٰ سے ہدایت طلب کی جاوے کیوں کہ اس کے بغیر کوئی مقصود

حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ نمرود مردود کی بیٹی جس کو حق تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے پیچھے نمرود کی جلاتی ہوئی آگ میں چلی گئی پس اس کو حق تعالیٰ نے انبیاء کی ماں بنا دیا۔ اور چاہیئے کہ لوگوں کی صحبت اور متابعت سے پرہیز کیا جائے بلکہ لوگوں کی دوری اور بدخلقی کو اپنے لیئے حق تعالیٰ سے مانگنا اپنا طریقہ بنایا جائے۔ بیت۔

یارب ہمہ خلق را بہ من بدخو کن — وز جملہ جہانیاں مرا یکسو کن
روئے دل من صرف کن از ہر جہتے — در عشق خودم یک جہت و یکرو کن

یارب برہانیم ز حرماں چہ شود — راہے دہی ام بکوئے عرفاں چہ شود
بس گبر کہ از کرم مسلماں کردی — یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود

سن بارہ سو اکسٹھ ۱۲۶۱ھ میں بارش برسنا موقوف ہو گئی۔ مخلوق خدا نے حضرت کی خدمت میں بڑی عاجزی اور اہتمام سے دعا کی درخواست کی۔ یہاں تک کہ ایک روز قاضی نور محمد نے بھی بڑی عاجزی اور زاری سے اس بارہ میں عرض کیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ درویش کو چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے کیونکہ اس کے تمام کاموں میں سے کوئی کام بھی بغیر حکمت کاملہ کے نہیں ہے۔ چنانچہ فوائد شریف میں لکھا ہے کہ ایک درویش محمد پارسا نامی تھے۔ ان کے مریدوں میں سے جس کسی کا کوئی نقصان ہوتا اور وہ ان کی خدمت میں شکایت کرتا تو آپ ہمیشہ یہ فرماتے کہ اس بات میں ہی تیرے لیئے نفع اور بہتری ہے ایک دفعہ اتفاق سے ان کے اپنے شہر میں رہنے والے

مریدوں کے بڑے بڑے قیمتی کتے اور مرغ مر گئے۔ شہر کے تمام لوگوں نے اس بارہ میں شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ انہوں نے حسب معمول وہی جواب دیا۔ لوگوں نے کہا کہ بھلا اس میں کون سی بہتری اور نفع کی بات ہے۔ ہماری تو روزی کا دار و مدار انہیں کی تجارت پر تھا۔ کہ ہمارا ایک ایک کتا دو دو سو روپیہ میں فروخت ہوتا تھا۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ تین چار آدمی دوڑے دوڑے آئے انہوں نے ان کی پریشانی کا سبب پوچھا۔ تو کہنے لگے کہ ہم بادشاہ کے شہر میں رہنے والے ہیں۔ کل رات بادشاہ نے آپ لوگوں کے اس شہر کے تاخت و تاراج کرنے اور قتل عام کا حکم دیا تھا اور چونکہ ہمارے اس قصبہ میں کچھ رشتہ دار تھے۔ ہم ان کے کفن دفن کے خیال سے یہاں آئے ہیں لیکن یہ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یہاں تو کسی کو کوئی گزند نہیں پہنچا۔ یہ بات سن کر شیخ نے فرمایا کہ شہر کے باہر جا کر معلوم کرو کہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ لوگوں نے باہر جا کر تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ تمام رات اس شہر کے اردگرد شاہی فوج چکر لگاتی رہی ہے لیکن حکم الٰہی سے اس کو یہاں شہر کا پتہ نہیں چل سکا۔ کیوں کہ یہاں نہ تو کوئی کتا تھا اور نہ مُرغ کہ جس کی آواز ان فوجیوں کی رہبری کرتی۔ یہ معلوم کر کے شیخ کے پاس واپس گئے تو انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہارے نقصان میں ہی عین مصلحت تھی کیوں کہ اگر تمہارے کتے اور مرغ زندہ ہوتے تو تم مارے جاتے پس تم کو نفع کہاں سے حاصل ہوتا۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کرے تو وہ اہلِ تسلیم کے نزدیک کافر ہو جائے۔ چنانچہ شیخ ذوفی کو بڑی کوشش کے بعد مشائخ کبار کی صحبت میسر ہوئی۔ جب نماز پڑھنے لگے تو ان کو (بذریعہ کشف) کسی کشتی کے متعلق معلوم ہوا کہ ڈوب رہی ہے۔ شیخ ذوفی نے (ہمتِ باطنی سے) اس کو ڈوبنے سے بچا لیا۔ نماز سے فارغ ہونے

کے بعد سب ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کس نے یہ کفر کا کام کیا ہے۔ سب نے کہا کہ یہ کام شیخ وقوفی سے ہوا ہے ہمارا کوئی جرم نہیں ہے پس سارے کے سارے اسی وقت شیخ مذکور سے غائب ہو گئے۔ شیخ وقوفی بہت حیران ہوئے اور ساری عمر اس شرمندگی سے گریہ وزاری کرتے رہے۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی حق تعالیٰ کی جناب سے ظلم کی نسبت کرے تو کافر ہو جائے۔ نعوذ باللہ منھا۔ اس لیئے کہ اس نے خود فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (تحقیق اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے)

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے باطن کو تمام بُرے اخلاق سے پاک کرے اس کے بعد جو کچھ اس کی زبان پر آئے گا وہ مؤثر ہوگا۔ چنانچہ ایک شخص چوروں سے اپنا مال مویشی واپس لینے کے لیئے پہاڑ میں آیا ہوا تھا۔ ایک روز میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ میں نے چوروں سے اپنا سارا مال واپس لے لیا ہے مگر فلاں شخص کے پاس ایک بیل رہ گیا ہے وہ مجھے واپس نہیں دیتا۔ آپ اس کو بلا کر کہیں کہ وہ اس بیل کے بدلہ میں مجھ سے دو جانور لے لیوے اور وہ بیل مجھے دے دے۔ پس اس کو بلا کر ہر چند کہا گیا مگر اس نے نہ مانا۔ اس شخص نے کہا کہ میرے جانوروں نے کبھی حرام کی گھاس نہیں کھائی۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو میں اپنے بیل کا بدلہ اس شخص کے تین بیٹے ٹھہراتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنی لاٹھی اس نے تین دفعہ زمین پر ماری اور چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد جلدی ہی اس شخص کے تینوں بیٹے حکم الٰہی سے مر گئے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس قوم میں سوائے حلال خوری کے اور کوئی خوبی زہد و ریاضت وغیرہ کی نہ تھی۔

نیز فرمایا۔ کہ ایک عالم ایک مرض میں مبتلا ہوئے اور کسی دوا دارو سے ٹھیک نہ ہوئے۔ آخر کار لاچار ہو کر ایک درویش کے پاس گئے۔ اور ہمت باطنی کی درخواست کی۔ پس اس درویش نے الحمد شریف بلند آواز سے پڑھ کر پانی پر دم پھونکا۔ اور پانی اس کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس وقت شفا کاملہ نصیب فرما دی۔ اس پر اس عالم نے کہا۔ کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ باوجودیکہ آپ نے ساری الحمد شریف غلط پڑھی ہے۔ لیکن اس نے اتنا اثر کیا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ اس درویش نے فرمایا کہ ہم نے اپنے باطن کو سنوار لیا ہے اور تم اپنے ظاہر کو سنوارنے میں لگے ہوئے ہو۔

اسی طرح چین اور روم کے نقاشوں کے باہمی نزاع کا قصہ مشہور ہے۔ کہ چینی تو نقاشی میں مشغول ہو گئے اور رومی صفائی کرتے رہے۔ جب درمیان سے پردہ ہٹا یا گیا تو چینیوں کا ہر نقش دوسری طرف اصل بن کر دکھائی دینے لگا۔ اسی بارہ میں مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ؎

رومیاں آں صوفیاں اند اے پسر　　نہ ز تکرار و کتاب و نہ ہنر

ایک اور شاعر نے کہا ہے۔ ؎

علمِ باطن ہمچو مسکہ علمِ ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ جو بھی اسے تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے کیونکہ تین سو پیغمبر بھوک سے مرے ہیں اور کعبہ کے آس پاس مدفون ہیں حق تعالیٰ یہ نعمت اپنے خاص بندوں کو عنایت فرماتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف

میں آیا ہے۔ اشد البلاء علی الانبیاء ثم علی الاولیاء ثم علی غیرہ۔
(سب سے زیادہ اور سخت مصیبتیں انبیاء پر آتی ہیں۔ پھر اولیاء پر ان سے کم اور
دوسروں پر ان سے بھی کم درجہ کی) اس لیئے چاہیئے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے
آئے اس کو خیر و خوبی سمجھ کر اس کی رضا کے سامنے گردن جھکا دے۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی شخص چند روز اہلِ تفرقہ، نوکری پیشہ لوگوں کی صحبت اختیار
کرے تو اغلب یہ ہے کہ اگر وہ لبعا بلیں ان کو چھوڑ کر اہلِ جمع کے پاس آجائے اور ان
کی صحبت اختیار کر لے۔ پھر بھی اس کی طبیعت سے اخلاقِ ذمیمہ کا اثر بالکلیہ زائل نہ
ہوگا۔ چنانچہ جس جگہ دریا بہتا ہے وہ اگر خشک بھی ہو جائے تو اس کا اثر باقی رہ جاتا ہے
۔۔۔ اور اس کو (یعنی نوکری پیشہ آدمی کو) سرکاری کتوں میں سے ایک کتا کہا جاتا ہے

نیز فرمایا۔ کہ انسانوں کی نوکری بہت بری چیز ہے اس لیئے کہ جس جگہ ہزاروں
تیر اور تفنگ اور توپیں چلائی جاتی ہوں۔ اگر وہ اپنا سر اس جگہ نہ رکھے گا تو نمک حرام ہوگا
اور مالک کے عتاب و خطاب کا مستحق ہوگا۔ اور حق تعالیٰ سبحانہٗ کی نوکری بہت عمدہ اور
بہترین شے ہے اس لیئے کہ اس نے ہر انسان کی طاقت کے مطابق اس پر بوجھ
ڈالنے کے متعلق فرما دیا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص مریض ہو یا بسبب خوفِ درندہ یا
بسبب خوفِ دشمن پانی حاصل نہ کر سکتا ہو۔ یا برف وغیرہ کی وجہ سے جان کے یا کسی اور
عضو کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو جنبی ہونے کی صورت میں ایسی حالت میں تیمم
کا حکم دیا گیا ہے اور حالتِ اضطرار میں مردار کے کھانے اور حالتِ سفر میں قصرِ نماز اور
افطارِ روزہ کے احکام مقرر فرما دیئے ہیں اور حق تعالیٰ نے نفس کی ایذاء کو جائز نہیں
لکھا۔ قولہ تعالیٰ، لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا و قولہ تعالیٰ یُرِیْدُ اللّٰہُ

بِکُمُ الیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ العُسْرَ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے نہ کہ تنگی کا۔ اور یہ نعمت اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اس لیئے چاہیئے کہ اس کے خاص بندوں کے ساتھ صحبت رکھی جائے اور ان کی تابعداری اختیار کی جائے اور اہلِ تفرقہ سے دُوری اختیار کی جائے کیوں کہ وہ تو اہلِ وفا ہیں اور یہ اہلِ جفا۔ اس کے بعد یہ اشعار پڑھے۔ ؎

گرچہ ز آغاز کشادت دہند ۔۔۔ عاقبت الامر بہ بادت دہند
خیز داماں درامانیست خیز ۔۔۔ سوئے فقیہانِ خدائے گریز

ایضاً

اہلِ دنیا چوں سگِ دیوانہ اند ۔۔۔ دور شو زایشاں کہ بس بیگانہ اند
اہلِ دنیا چہ کہیں و چہ مہین ۔۔۔ لعنت اللہ علیہم اجمعین

حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ ابلیس کو ہزار سال کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر تو اب بھی حضرت آدمؑ کی خاک کو سجدہ کرے تو تجھے پہلے کی طرح اپنے مقربوں میں سے بنالوں۔ ابلیس لعین کہتا ہے جب کہ میں نے اس کے جسم کو سجدہ نہ کیا تو اب اس کی خاک کو کیسے سجدہ کروں۔ نیز فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط (جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں) چونکہ انسان خدا کا خلیفہ بنایا گیا ہے اس لیئے یہ جس طرف توجہ کرتا ہے کمال حاصل کرتا ہے اور جس شئے میں مستغرق ہوتا ہے عین وہی شئے بن جاتا ہے

چنانچہ جس وقت احمد شاہ غازی نے میرٹھ و سومنات کے کفار کو تاخت و تاراج کیا۔ تو بتوں کو معہ ان کے پجاریوں کے نیست و نابود کر دیا۔ لیکن متھرا میں بعض ایسے پجاری تھے۔ جنھوں نے کھانا پینا ترک کر دیا تھا اور رات دن بتوں کی پوجا اور شغل میں ایسے غرق تھے کہ تلوار اور تیر کا اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ جس طرح پتھر پر ضرب پڑنے سے آواز آتی ہے اسی طرح اُن کے وجود سے آتی تھی (بتوں کے تصوّر سے خود ان کے اندر پتھر کی صفت آگئی تھی)، نیز حضرت جلال الدّین رُومی قدس سرہٗ نے حضرت بایزید قدس سرہٗ کے حالات میں بیان فرمایا ہے کہ غلبۂ سُکر میں اور شطحیات کے ظاہر کرتے وقت جب اُن پر تلوار یا چھُری ماری جاتی تھی۔ تو مارنے والے پر اس کا اثر ہوتا تھا۔ لیکن حضرت پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

نیز حضرت قبلہ نے میرے سامنے حضرت شیخ منصور کا واقعہ بیان فرمایا۔ کہ جب اُس زمانہ کے علماء کے حکم کے مُطابق شیخ کو قید کیا گیا۔ تو وہ قید نہیں کیئے جا سکتے تھے۔ اور جس چیز کے ساتھ ان کو مارا جاتا تھا اس کی ضرب کی تکلیف مارنے والے کو ہوتی تھی۔ اس لیئے کہ اذا تم الفقر فھو اللہ۔ اللہ والوں کی شان میں کہا گیا ہے۔ جس وقت درویش کو فنا حاصل ہوتی ہے وہ قیود زمانہ سے باہر آجاتا ہے اور اس کی جگہ وجوب آتا ہے یعنی اوصاف امکانیہ دور ہو جاتے ہیں اور اوصافِ الٰہیہ منتجلّی ہوتے ہیں۔ چنانچہ لاچار ہو کر حضرت منصورؒ کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد منصورؒ نے سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ اکمل التحیات وافضل الصلوٰۃ کو ایک آراستہ مکان میں خاصانِ خُدا کی مجلس کی صدارت کرتے ہوئے دیکھا جب مکان کے چھت کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے سر مبارک کے بالکل اوپر چھت میں ایک سُوراخ ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا سبب پُوچھا آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ یہ وہ رخنہ ہے جو تو نے ہماری شریعت میں ڈالا ہے۔ یہ سُن کر

منصورؒ شرمندہ ہوئے اور شریعت کی سزا کو اختیار کیا اور اس حکم نامہ پر اس زمانہ کے تمام علمائ
نے مُہر کردی۔ جب وہ حکم نامہ حضرت جنید قدس سرہٗ کے پاس لایا گیا تو آپ سجادہ سے
اُتر آئے اور مشائخ کا لباس اُتار دیا اور شریعت کے ادب کی وجہ سے اس حکم نامہ پر مُہر کردی۔
اس کے بعد فرمایا کہ حقیقت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چیز کسی برتن میں رکھی ہو
اور شریعت کی مثال سرپوش کی ہے۔ چاہیئے کہ دل میں تو حقیقت ہو یعنی توحید اور زبان شریعت
کے مطابق ہو کیونکہ شریعت کی ظاہری اور باطنی پیروی کے حاصل ہونا امر محال ہے۔
نیز فرمایا کہ عیاذاً باللہ اگر کوئی شخص گمراہی کے باوجود کوئی کمال حاصل کرتا بھی
ہے تو مخلوقِ خدا اس کی صحبت سے گمراہ ہوتی ہے اور وادیٔ ضلالت میں ذلیل و خوار ہوتی
ہے جیسا کہ خارجی، معتزلہ، شیعہ اور وہابیہ وغیرہ۔ لیکن فرقہ اہل سنت والجماعت جو کہ دراصل
فرقۂ ناجیہ ہے اور ہدایت یافتہ بھی ہے۔ بہت سے لوگ اس فرقہ والوں کی صحبت اور متابعت
کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے واصل ہوئے ہیں اور بہشت حاصل کر چکے ہیں مثنوی

گفت پیغمبر علی را کاے علی	شیرِ حقی پہلوانی پُردلی
لیک بر شیری مکن تو اعتمید	اندر آ در سایۂ نخلِ امید
اے علی از جملۂ طاعات راہ	برگزین تو سایۂ مردِ الٰہ
در بشر روپوش کرداست آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب
ہمچو موسیٰ زیرِ حکمِ خضر رو	چوں گرفتی پیر پس تسلیم شو
صبر کن در کارِ خضر بے نفاق	تا نگوید خضر رو ہذا فراق
ور بہر زخمے تو کینہ ور شوی	پس کجا بے صیقل آئینہ شوی
ہر کسے گر طاعتے پیش آورند	بہر قربت حضرت بیچون وچند

تو تقرب جو بسوئے مردِ اللہ سرمپیچ از سایۂ او ہیچ گاہ
زانکہ او ہر خار را گلشن کند دیدۂ ہر کور را روشن کند

نیز فرمایا کہ جب اورنگ زیبؒ بادشاہ دہلی نے اپنے زمانہ کے علماء کے فتویٰ کے مطابق حضرت سرمدؒ کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ تو سرمدؒ نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

چو زنت منصور کہنہ گشت و اراو سرمد بیا کہ تازہ کنیم ایں دار را

جب منصور کو پھانسی دی گئی تو ان کے وجود سے لوگوں نے انا الحق کی آواز سنی اور شیخ سرمدؒ سے یہ شعر سنا گیا۔

سر در قدم یار فدا شد چہ بجا شد ایں بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد

اور اورنگ زیب کو جو اکثر حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوتی تھی۔ اس رات نہ ہوئی۔ ع

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

نیز فرمایا کہ شیخ کی صحبت عقیدت کے ساتھ اختیار کرنی چاہیئے کیونکہ بغیر عقیدت کے صحبت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اعتقادکم ینفعکم (تمہارا اعتقاد ہی تم کو نفع دیتا ہے، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقوں کو بھی ہدایت نصیب ہو جاتی۔ لیکن ان کو سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے اور کچھ حاصل نہ ہوا سوائے اس وعید کے کہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ اسی لیئے بزرگوں نے ذکرِ حق پر صحبت کو ترجیح دی ہے۔ رباعی :-

صحبتِ یک ساعتے با اولیاؔ　　بہتر از صد سال بودن با تقیؔ
سایۂ رہبر بہ است از ذکرِ حق　　نانِ خشک او بہ از لُولُوئے طبق

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کا طالب رہے اور دنیا کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دے کیونکہ دنیا کا طالب احمق ترین آدمی ہوتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا لو لا الحمقاء لخربت الدنیا (اگر بے وقوف نہ ہوتے تو دنیا کا کام خراب ہو جاتا) اور طالب مولیٰ عقل مند ترین آدمی ہے (کیونکہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص مرضِ موت میں وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میرا مال عقل مند ترین آدمی کو دیا جاوے تو واجب ہے کہ اس کا مال دنیا سے بے رغبت اور اس کو چھوڑنے والے آدمی کو دیا جاوے کیوں کہ عقل مند ترین یہی لوگ ہیں نہ کہ دوسرے

نیز فرمایا کہ عمل کے بغیر علم اور صحیح عقیدہ کے بغیر عمل فائدہ نہیں دیتا اور صحیح عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے۔ علامہ زمخشری صاحب کشاف اتنا بڑا عالم تھا کہ اس کی تفسیر کے بارہ میں کہا گیا ہے۔ لو لا الکشاف لکان القرآن بکراً لیکن اتنے علم کے باوجود اسے عمل کرنا نصیب نہ ہوا عقیدہ کے لحاظ سے وہ معتزلی تھا، اس لئے لوہے کی لگام اس کے منہ میں ڈال کر اسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ اس لئے چاہیئے کہ حق تعالیٰ سے علم با عمل کی درخواست کی جاوے کیونکہ علم کا نتیجہ اچھا عمل ہوتا ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ متعدی عبادت یعنی جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اور ایثار میں کوشش کرے، لازمی عبادات جیسے نماز، روزہ، حج و وظائف وغیرہ سے یہ بڑھ کر ہے، مثلاً اگر کسی کو روٹی، ریا اور اپنی عزت کے واسطے ہی دی جاوے تو بھی وہ

مقبول ہے۔ اس کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

السخی حبیب اللہ ولو کان فاسقاً، البخیل عدو اللہ ولو کان زاھداً۔

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ‌‌ ‌‌ بہشتی نہ باشد بحکم خبر

یعنی سخاوت کرنے والا خدا تعالیٰ کا دوست ہے اگرچہ وہ فاسق ہووے کیونکہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا نیک لوگوں میں سے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ "خیر الناس من ینفع الناس" (لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتے) اور لازمی عبادت ریا کے ساتھ ہو تو وہ برباد ہو جاتی ہے۔ من کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً (جو کوئی اللہ کی ملاقات چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ نیک اعمال بجالائے اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ (فرضی عبادات) اپنے نفس کے واسطے کی جاتی ہے نہ کہ دوسرے کے فائدہ کے لیئے اور دوسرے کی رعایت کرنا اپنے نفس کی رعایت سے بہتر ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است ‌‌ ‌‌ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے دل کو حبِ دنیا کی آلائش سے پاک رکھے کیونکہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور اس کا چھوڑنا تمام عبادتوں سے بہتر ہے اور ہمیشہ کے مراقبہ کے ساتھ اس ذات پاک کی طرف توجہ کے بغیر اور دنیا کی محبت کو دل سے نکال دینے کے بغیر کوچۂ محبوب میں قدم رکھنا دشوار ہے۔ چنانچہ خواجہ حافظ قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

حضوری گرہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ ‌‌ ‌‌ متی ما تلق من تھوی دع الدنیا واھملھا

یعنی جس وقت دوستِ حقیقی کی ملاقات کا ارادہ تیرے دل میں پیدا ہو تو تجھے چاہیئے کہ پہلے دنیا کو ترک کرے اور دنیا والوں کو بھی چھوڑ دے اس کے بعد اس جناب کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کرے کیوں کہ اُس کے غیر کے تعلق کے حجاب کو اٹھائے بغیر اس جناب تک پہنچنا امر محال ہے۔ ؎

تعلق حجاب است و بے حاصلی　　چو پیوند ہا بگسلی واصلی

نیز فرمایا کہ شیخ شبلی قدس سرہٗ نے ایک روز ایک چور کو سولی پر مرا ہوا دیکھا اس کے پاؤں کو چوما اور دعا کی کہ میں بھی تیری طرح اپنے کام یعنی عشقِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ میں ہر وقت مستعد رہوں تا آنکہ اپنی جان اپنے یار پر قربان کر دوں۔ ؎

حافظا در عشق بازی کم زِ زن ہندو مباش
کو برائے مردہ سوزد زندہ جانِ خویش را

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنی سیرت کے درست کرنے میں کوشش کرے نہ کہ صورت کے سنوارنے میں یعنی اپنے بُرے اخلاق کے دُرست کرنے میں کوشش کرے نہ کہ ظاہری عبادات میں کیونکہ مقصد یعنی یقینِ کامل کا حصول اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ مولانا جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ ؎

آدمی آں است کہ بینے درست　　محو گماں کردہ یقینے درست
ور بود آں پیکرِ گل آدمی　　زو در و دیوار ندارد کمی!

نیز فرمایا۔ کہ اورنگ آباد میں ایک درویش تھا جو کہ اپنے نزدیک کسی کو آنے نہیں دیتا تھا اگرچہ کوئی عالم یا سیّد یا قریشی اس کے پاس آتا تو بھی اس کو پتھر مارتا۔ اور اس کا معمول تھا کہ ظہر کی نماز کے بعد جنگل سے بازار میں آتا اور ایک بقال کی دکان

پر بیٹھ جاتا۔ ایک روز اتفاق سے فوجی سواروں کا بازار سے گزر ہوا اور اس صاحب دل درویش کی نظر اُن فوجیوں کے سردار محمد یار نامی کی سواری پر پڑی اور اُس میں اپنا اثر کر گئی، وہ اسی وقت گھوڑے سے اتر آیا اور امیرانہ لباس بدن سے آتار کر درویشانہ لباس پہن لیا اور دوسرے سواروں کو رخصت کر دیا، اس درویش نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے حُجرہ میں لے آیا۔ اس کے خادم نے اسے ملامت کرنا شروع کی کہ تو نے بے شمار آدمیوں میں سے ـــ جن میں اکثر علماء اور سادات تھے ـــ آج تک کسی پر نظرِ شفقت نہ کی آخر اس میں کیا خوبی دیکھی جو اس پر اتنی مہربانی کی، اس درویش نے اپنے خادم کو ایک تنکہ (سکہ) دیا اور کہا کہ میری ٹوپی سر پر پہن لو اور بازار سے کوئی چیز خرید لاؤ۔ خادم وہ ٹوپی پہن کر بازار میں گیا اور خالی ہاتھ بغیر شئے مطلوبہ کے پریشان حال واپس آیا، اس درویش نے اس کا سبب پوچھا۔ کہنے لگا بازار میں سوائے حیوانات کے میں نے اور کچھ نہیں دیکھا ان سے میں اپنا مطلب کیوں کر پورا کر سکتا تھا، پھر درویش نے کہا کہ کیا تمہیں کوئی آدمی نظر آتا بھی ہے، کہنے لگا سوائے جناب کے اور محمد یار خاں کے اور کوئی آدمی مجھے آدمی دکھائی نہیں دیتا۔ پس اس درویش نے فرمایا کہ جب یہ بات ہے تو پھر مجھے بھی اس معاملہ میں معذور سمجھو اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

کیوں نہ ہوگا عشق سے آباد سب ہندوستان
حسن کے دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خاں

نظم: آدمی آں ست کہ دینے درست … محو گماں کردہ بیقینے درست
در بود ایں پیکرِ گل آدمی … زود رو دیوار ندارد کمی !

نیز فرمایا، کہ اہلِ دل لوگوں کی صحبت کو لازم جانے اور کبھی اس نعمتِ بے بہا

سے بے بہرہ نہ رہے کیونکہ اس میں بہت بڑا اثر ہے۔ مقصود اعلیٰ تک بلا مشقت پہنچنے کے لئے، اور یہ شعر پڑھے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبتِ طالح ترا طالح کند
ساعتے بودن بصحبتِ اولیاء   بہتر از صد سال بودن با تقیٰ
ہم نشینی اولیا ہا کیمیاست   کیمیا گر خود بہ ایں خوبی کجاست

دیگر،   ہر چہ دریں عالم است از اثرِ صحبت است
ورنہ کجا یافت بید بہائے نبات

کیونکہ اللہ والوں کی نظر میں بہت قوی تاثیر ہوتی ہے۔ پھر یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر از شمس دیں
طعنہ زند بر دہہ سخرہ کند بر چلہ

نیز عوارف شریف میں حضرت شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ ایک سانپ ہوتا ہے اس کی نظر میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ جس چیز پر اس کی نظر پڑ جاتی ہے وہ اسی وقت جل جاتی ہے۔ جب کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایک حیوان کی نگاہ میں ایسی تاثیر رکھی ہے تو ایک کامل کی نظر میں — جو کہ اشرفِ موجودات ہے — کیا کچھ تاثیر ہوگی۔ جو کوئی اس کا انکار کرتا ہے، وہ احمق ترین آدمی ہے۔ بلکہ اس کی نظر میں تو ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ جس پر پڑ جائے اسے کمال حاصل ہو جائے ؎

ہوشم بہ نگاہے برد جانانہ چنیں باید   یک جرعہ خرابم کرد پیمانہ چنیں باید

۵ دیدن ایشاں شمارا کیمیاست
چوں نظر شاں کیمیائی خود کجاست

رُباعی

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند — سنگ راولی کنند مگس را ہما کنند
آناں کہ چشم را بہ دو صد حیلہ وا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ بندگی صرف حق تعالیٰ کی رضامندی کے لیئے کرے اور اس کے ماسوا سے کلی طور پر دست بردار ہو جائے، حضرت بابا صاحب (گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے بعض خلفاء کو یہی نصیحت فرمائی تھی کہ

اَلطَّاعَۃُ لِلّٰہِ وَالْیَاسُ عَنْ خَلْقِ اللّٰہِ — کہ طاعت تو اللہ جل شانہٗ کی کرنا چاہیئے اور لوگوں سے ناامید ہونا چاہیئے۔

کیونکہ مقصد کا حاصل ہونا اسی بات میں منحصر ہے۔

نیز فرمایا کہ عاشقوں کے قصے اور اُن سے متعلق کتابوں کے مطالعہ سے دل میں ذوق پیدا ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ جو کام یا مشکل پیش آئے اس کے لیئے اپنے شیخ سے امداد چاہے تاکہ اس مشکل سے چھٹکارا پائے۔ چنانچہ ایک شخص کو راستے میں چوروں نے آ لیا اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا، اس نے اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی ہمت باطنی سے امداد طلب کی اور (اسے لطیفۂ غیبی کی شکل میں متشکل ہو کر) حاضر ہونے کو کہا[1]۔ اسی وقت ان بدبخت چوروں نے ایک سوار

---

[1] صاحب باطن کے لیئے اس قسم کی استمداد جائز ہے لیکن عوام کے لیئے جائز نہیں کیونکہ (باقی ص۱۲۵ پر)

کوئے تے دیکھا اور اس کے خوف سے بھاگ نکلے اور اس شخص نے دشمنوں سے نجات پائی۔ اور اسی طرح خلیفہ صاحب میاں محمد یار ان نے جو کہ میرے حضرت کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے ـــــ یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن میں حضور انور ادام اللہ برکاتہٗ کی زیارت کے لیئے اپنے گھر سے آ رہا تھا، راستے میں چند لوگ میرے ہمراہ ہو لیئے اور ان کے پاس سامان سے لدے ہوئے گھوڑے تھے، ایک جگہ میں نے ان کو خاموش رہنے کو کہا اور ہر چند ان کو سمجھایا کہ اس جگہ چوروں کا خطرہ ہے، اونچی آواز سے نہ بولو، لیکن انہوں نے نہ مانا، حتیٰ کہ وہ بد اندیش یعنی ڈاکو آ موجود ہوئے اور ہماری تمام چیزیں اور لباس ہم سے چھین لیا اور ہم کو باندھ کر جنگل کی طرف لے چلے اتفاق سے ایک درخت نظر پڑا، سب ڈاکو میرے دوسرے رفیقوں کے ساتھ اس درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور میں سورج کی گرمی اور دھوپ میں گر پڑا، جب میں زمین کی گرمی اور سورج کی تمازت سے عاجز ہو گیا تو (باطنی طور پر) اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ آپ کب تک یہ تماشا دیکھتے رہیں گے، جونہی کہ میں شیخ (حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴) صاحب باطن کی نظر اللہ تبارک وتعالیٰ پر ہوتی ہے اور وہ شیخ کو محض فضلِ الٰہی کا ذریعہ و وسیلہ سمجھتا ہے کیونکہ عوام بزرگوں کو مستقل صاحب ارادہ سمجھ بیٹھتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہستی سے نظر ہٹا کر صریح شرک میں پڑتے ہیں (اعاذنا اللہ تعالیٰ عنہ) تفصیل کے لیئے ملاحظہ ہو فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ۔ اور باطنی امداد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کبھی تو اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو اطلاع دے دیتے ہیں اور وہ دعا اور ہمتِ باطنی سے امداد کرتا ہے اور کبھی اسے اطلاع نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اس کی حرمت کی وجہ سے کسی لطیفہ غیبی کو اس کی صورت میں وہاں بھیج دیتے ہیں جو سائل کی امداد کرتا ہے۔ (احقر محمد حسین)

خواجہ تونسوی ؒ کی طرف متوجہ ہوا، ان چوروں کے درمیان جنگ وقتال کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ہر طرف سے لوگ ہاتھوں میں تلواریں لیئے ہوئے دوڑے ہوئے آئے، اتفاق سے ان میں ایک سید تھا اس نے ان کو جنگ وقتال سے منع کیا اور (میری طرف اشارہ کر کے) کہنے لگا کہ یہ درویش ہے اس سے ہاتھ اٹھالو ورنہ سارے کے سارے مارے جاؤ گے اس کے کہنے سے مجھے چھوڑ دیا گیا اور چور معافی مانگنے لگے اور میری تمام چھینی ہوئی چیزیں مجھے واپس دے دیں اور مجھے اپنے پاس بطور مہمان کے شب باشی کرنے کے لیئے بہت زاری کی لیکن میں نے قبول نہ کیا، بعدہٗ میرے کہنے سے خطرناک مقام تک ہمارے ساتھ آئے اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے عاجزی اور زاری کے ساتھ ہدایت طلب کرتا رہے کیونکہ بغیر ہدایت کے اگر عالم بھی ہو گا تو بھی مقصدِ اعلیٰ اور منزلِ اقصیٰ تک نہیں پہنچ سکے گا، چنانچہ اس بارہ میں حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک شخص مسمی گل محمد کوٹی نے میرے سامنے بیان کیا کہ میں نے نظم اور فقہ کی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں اور ملازمت کرتا تھا اور شرح وقایہ اور دوسری کتابیں سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا، لیکن میرا معمول اس طرح تھا کہ کتابوں کو تو زمین پر رکھ دیتا اور خود چارپائی پر سو جاتا اور نماز بھی کبھی کبھی پڑھتا۔ ایک روز نماز پڑھنے کے لیئے مسجد میں آیا۔ اتفاق سے ایک درویش وہاں بیٹھا تھا، نماز سے فارغ ہو کر میں اس کے پاس گیا اور عرض کیا، کہ میرے لیئے دعائے خیر فرمایئے اور کوئی وظیفہ بھی پڑھنے کے لیئے بتلایئے تاکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ مجھے ہدایت نصیب فرما دیں۔ اس درویش نے دعا کی اور کچھ وظیفہ بھی بتلایا

اُس کے ارشاد کے مطابق میں نے اُس ورد کو پڑھنا شروع کیا۔ جب رات کو سونے کے لیئے حسب معمول چارپائی پر لیٹا تو میرے دل میں آیا کہ یہ کیا بے ادبی ہے کہ میں خود تو چارپائی پر سویا ہوا ہوں اور کتابوں کو نیچے زمین پر پھینکا ہوا ہے، یہ سوچ کر میں نے سر اٹھایا لیکن نفس امارہ نے رہزنی کی اور پھر لیٹ گیا، اسی طرح دو تین مرتبہ ہوا لیکن مجھے ہرگز قرار نہ آیا آخر کار میں نے اٹھ کر کتابوں کو چارپائی پہ رکھ دیا اور خود نیچے زمین پر سو گیا اور پانچوں نمازوں کی بھی اس طرح پابندی کر لی کہ بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت سے اس وقت تک پانچ نمازوں میں سے کوئی نماز چھوٹنے نہیں پائی۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا۔ کہ بعد ازاں میاں گل محمد مذکور حضرت میاں صاحب نارووالہ کی خدمت میں جا کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوا اور صاحبِ نسبت ہوا۔ نیز فرمایا کہ فقراتِ شریف میں لکھا ہوا ہے۔ کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہے لیکن مختار ہونے میں اختیار نہیں رکھتا۔

نیز فرمایا کہ ایک درویش ہمیشہ حق تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتا تھا۔ کہ خداوندا مجھے توبہ کی توفیق دے۔ مطلب یہ ہے کہ بندہ افعال کو اپنی طرف نسبت نہ کرے اور اپنے آپ کو درمیان میں نہ دیکھے کیونکہ تمام افعال کا فاعل وہی یعنی حق تعالیٰ ہے، لیکن بُرے افعال کو ہمیشہ اپنے نفس کی طرف نسبت کرنا چاہیئے، ادب کی رعائیت کے لیئے تاکہ شیطان کی طرح مستحق لعنت نہ ہو جائے کہ اس نے ادب کو نگاہ نہ رکھا اور کہنے لگا رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ (اے رب جیسا کہ تو نے مجھے گمراہ کیا) اور حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام نے ادب کو ملحوظ رکھا اور کہا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پہ تیری نافرمانی کر کے ظلم کیا۔ اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے)

اس وجہ سے وہ بخشش و مغفرت اور دونوں جہانوں میں عزت و اکرام کے مستحق ہو گئے۔ چنانچہ اس بارہ میں نص صریح بھی وارد ہوئی ہے۔ قولہ تعالیٰ: مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (یعنی جو بھلائی تجھے پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے) اور مولوی صاحب قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے:۔

گفت آدم کہ ظلمنا انفسنا — او ز فعل حق نبد غافل چو ما

در گناہ را از ادب پنہانش کرد — زاں گناہ بر خود زدن او بر بخورد

بعد توبہ گفتش اے آدم کہ من — آفریدم در تو آں جرم و محن

نے کہ تقدیر و قضائے من بد آں — چوں بوقت عذر کردی آں نہاں

گفت ترسیدم ادب نگذاشتم — گفت من ہم پاس آنت داشتم

ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد — ہر کہ آرد قند لوزینہ برد

اس لئے چاہیئے کہ انسان ادب کے نگاہ رکھنے میں پوری کوشش کرے تاکہ اسے بلند مرتبہ نصیب ہو۔ ؎

ادب تاجی از فضل الٰہی — بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور عوارف شریف میں آیا ہے کہ فمن لزم الادب یبلغ مبلغ الرجال ومن حرم الادب فھو بعید من حیث انہٗ یظن القرب ومردود من حیث انہٗ یرجو القبول (یعنی جس نے ادب اختیار کیا اس نے لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اسے پا لیا اور جس نے ادب کو چھوڑ دیا وہ مطلوب سے دور ہے اگرچہ اپنے کو قریب خیال کرے اور مردود ہے اگرچہ اپنے کو مقبول سمجھے)۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت حق تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتا رہے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کوئی عبادت و ریاضت اور نماز روزہ کام نہیں آتا۔ چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

گر نہ فضلت دستگیرِ ما شود وائے بر ما زانکہ رسوائی شود

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ مسئلۂ توحید کے علم سے کبھی خالی اور بے گانہ نہ رہے کیونکہ کسی شے کا علم اس کے جہل سے بہتر ہے۔ حدیث :۔

کُلُّ شَیْءٍ شَیْءٌ وَّالْجَھْلُ لَیْسَ لِشَیْءٍ (ترجمہ) ہر چیز کوئی چیز ہے مگر جہالت کوئی چیز نہیں)

نیز فرمایا کہ مظاہر میں ذاتِ مطلق کا ظہور اس طرح ہے جیسے جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبیؓ کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوتے اور بی بی مریم علیہا السلام کے سامنے "بشرًا سویًا" کی صورت میں آئے۔ نیز فرمایا کہ ابی سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ھو المسمّٰی بجمیع اسماء المحدثات حتّٰی بابی سعید الخراز۔ اسی بنا پر حضرت مولوی خدا بخش صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے :؎

خود آمد عیاں گر نہ فہمد فضول نہاں چوں سکندر بوضع رسولؐ

نیز کہا ہے ؎

دوئی بر مذہب عشاق در نمی گنجد خدا یکے و محمد یکے و یار یکے

نیز مولانا جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

در دیدۂ مجنوں ناظر اوست

و در صورتِ لیلیٰ ظاہر اوست

ایضاً

در چشم مجنوں دیدۂ لیلیٰ شدہ بودہ   لیلیٰ کجا مجنوں کجا خود بودہ خود بودہ

ایک روز شور ہوا کہ ایک کتیا دیوانی ہو گئی ہے۔ حضرت قبلہ نے یہ خبر سن کر بڑی تاکید سے لوگوں کو اُسے مارنے کے لیئے بھیجا اور جو کوئی مجلس میں آتا اس سے اس کا حال پوچھتے، آخر کار کسی نے آکر کہا کہ وہ کتیا دیوانی نہیں تھی بلکہ کسی نے اس کے بچوں کو کہیں چھپا دیا تھا اس لیئے دیوانوں کی طرح بے قرار و پریشان ہو کر ادھر ادھر دوڑ رہی تھی۔ اب اس کے بچے لائے گئے ہیں اور اس نے اطمینان کا سانس لیا ہے یہ سن کر حضرت نے ایک آہ سرد بھر کر فرمایا کہ حق تعالیٰ کو مخلوق کے وجود کے ظاہر کرنے کی بڑی محبت ہے جتنا کہ مخلوق کا ظہور زیادہ ہے اتنا ہی حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ظہور زیادہ ہے اس لیئے کہ جملہ مخلوق اس کے اسماء اور صفات کی مظہر ہے "چنانچہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق" اس بات کی واضح دلیل ہے اسی وجہ سے اس نے ہر حیوان کے دل میں اولاد کی محبت ڈال دی ہے کیوں کہ اس کے بغیر اولاد کی پرورش کا کام محال ہوتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابۂ کرام کا جنازہ پڑھتے وقت ایک صحابی کی لاش کی شناخت نہیں ہو رہی تھی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی گئی کہ فلاں صحابی کے جنازہ کے بارے میں شناخت نہیں ہو رہی ہے فرمایا کہ تم کو جس پر غالب یقین ہو اس کا پیٹ پھاڑ کر دیکھ لو اگر اس کے جگر میں دو سوراخ ہوں تو یقین جانو کہ وہی ہے اس لیئے کہ اس کے دو بیٹے اس کی زندگی میں وفات پا گئے تھے۔ اس کے بعد صحابۂ کرام نے اسی علامت سے ان کو شناخت

کیا۔ بعدہٗ فرمایا کہ جبکہ اولاد پر شفقت و مہربانی کرنے میں صحابۂ کرام کا یہ حال ہے تو دوسروں کا کیا حال ہوگا۔ اور فرمایا کہ انسان کو تو امید ہے کہ زندگی میں اولاد کام آوے گی اور مرنے کے بعد خیرات اور تلاوتِ کلامِ پاک کا ثواب پہنچائے گی۔ لیکن انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کو اپنی اولاد سے نہ تو زندگی میں کسی قسم کی توقع ہوتی ہے اور نہ بعد موت کے، اس کے باوجود ان کی حالت یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک شکاری جنگل میں گیا۔ اور ایک ریچھ کے بچہ کو دیکھا، تیر چلا کر اسے مار ڈالا اور اسی جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں اس کی ماں آئی۔ اور اس کو مردہ پا کر بے قرار ہو کر چلاتی ہوئی ادھر ادھر دوڑنے لگی۔ آخر اس بیچاری نے اپنے آپ کو ایک تیز نوک والی لکڑی پر دے مارا جو کہ نیزہ کی طرح جنگل میں کھڑی تھی۔ ایک نعرہ لگایا اور وہیں مرگئی۔ اسی طرح آپ نے ایک اور حکایت یاد کر کے بیان فرمائی اور فرمایا کہ ان باتوں سے مذکورہ بالا احدیث کا مطلب ظاہر ہوتا ہے اور اس بارہ میں بارہا مصرع ذیل کو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا:۔ ع

در پردہ عیاں باشم و بے پردہ نہاں

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک صاحبِ کمال شخص کی خدمت میں ایک روز ان کے لڑکے نے محبت کی بنا پر عرض کیا کہ دولتِ باطن سے مجھے بھی کچھ عنایت فرمائیے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارا حصہ تمہارے پاس نہیں ہے (یعنی میرے ذریعہ تمہیں کچھ حاصل ہونا تمہاری قسمت میں نہیں ہے) لڑکے نے کہا کہ جہاں میرا حصہ ہو، مجھے اشارۃً بتلا دیجئے تاکہ میں اسے حاصل کرسکوں، کہا کہ ہندوستان میں ایک امیر ہے جو کہ عنقریب ملتان پہنچنے والا ہے۔ جب تک تو اس کی خدمت میں نہیں جائے گا۔ اس نعمت کو حاصل نہیں کرسکے گا۔

والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل کے لیئے وہ اس امیر کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیئے روانہ ہو گئے۔ لیکن اسے باریابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی، مجبوراً تین چار سال تک وہیں ٹھہرا رہا اور اس کے گھوڑوں کے سائیسوں سے اس نے تعلقات پیدا کیئے۔ چنانچہ سائیسوں کے ذریعہ اس نے ایک دن شکارگاہ میں اس کی قدم بوسی کی اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ پہلے تو اس امیر نے اس امر سے اپنے آپ کو بے تعلق ظاہر کیا لیکن آخرکار جب اس نوجوان کو مستعد پایا تو ایک وظیفہ پڑھنے کے لیئے بتلایا اور کہا کہ ایک جگہ جا کر اس کو پورا کر کے میرے پاس آؤ لیکن کسی کو اس راز سے مطلع نہ کرنا۔ چنانچہ وہ درویش تقریباً بارہ سال تک مجاہدہ کرتا رہا اور وظیفہ پورا کرنے کے بعد دوبارہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اس کو حضور رسالت مآب علیہ وعلی آلہ التحیات کی خدمت میں پہنچا کر فرمایا۔ کہ آئندہ جب کبھی کوئی حاجت پیش آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرنا اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب ہم میاں محمد باراں علیہ الرحمۃ کے والد ماجد کی تعزیت کے لیئے کلاچی کی طرف گئے تو ہم نے ان دونوں مذکورہ باپ بیٹے کی قبروں کو دیکھا جو کہ ایک ہی روضہ میں واقع ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب بھی اسی طرح ہندوستان میں بہتیرے مرد پردۂ امارت میں مخفی ہیں۔

نیز فرمایا کہ تمام مومن اسماءِ جمالی کے مظہر ہیں اور کافر اسماءِ جلالی کے۔ ہر مظہر اسماءِ الٰہی میں سے کسی نہ کسی اسم کے تابع اور محکوم ہے اور اس کے حکم سے سر نہیں پھیرتا ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں نص قاطع ہے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(ترجمہ) جو بھی زمین پر چلنے والا ہے اس کی پیشانی کے بال اسی ذات پاک کے قبضہ میں ہیں۔

تحقیق میرا رب ہے سیدھی راہ پر) ـــــ وَكُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (ہر گروہ اپنے حال میں خوش ہے) ـــ اور یہ حدیث شریف کہ لا تتحرك ذرة الا باذن اللہ (ایک ذرہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر ہل نہیں سکتا) اور یہ قول کہ الممکنات ماشمت رائحۃ الوجود۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ تمامی حقائق ممکنات حقیقتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منتشر ہوئے اور وجود میں آتے ہیں جس طرح کہ تمام اسماء اور افعال مصدر سے مشتق ہیں اور جس طرح تمام عدد دو، تین، چار، سو، ہزار اور آخر تک سب کے سب حرف ایک کے عدد سے بنے ہیں اور حقیقت محمدی صلعم ذات باری تعالیٰ سے موجود ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ انا من نور اللہ والکل من نوری اور شیخ سعدی رح نے فرمایا ہے: ~

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

ہم فرمودہ اند ماہیات ممکنات کہ نزد صوفیاء کرام کہ عبارت از اعیان ثابتہ اند ہمہ عارض وجود اند و وجود معروض و اختلاف و کثرتِ اعراض یعنی حقائق ممکنات در وحدتِ وجود او تعالیٰ قدح در نمی گیرد چنانچہ کثرتِ امواج بحر را[1]

---

[1] ملفوظ ہذا کے ترجمہ کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں سمجھی گئی کہ فہم عوام سے بالا ہے اور خواص ترجمہ کے محتاج نہیں۔ مترجم

ے البحر بحر علیٰ ما کان فی القدم
انما الحوادث امواج وانهار
لا یحجبنك اشکال تشاکلها!
عمن تشاکل فیها فانما هی استار

بیت: ے در بحر اگر موج تو بر تو بود
چوں نیک بدیدم ایں ہمہ او بود

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد کے لیئے خاطر جمع رکھے اور کبھی بھی حق تعالیٰ کے غیر کا خطرہ قلب میں نہ آنے دے، کیونکہ اندیشۂ غیر کو اہلِ جمع کے مذہب میں تفرقہ اور وسواس کہا گیا ہے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے:- ے

رُباعی

مادام کہ در تفرقہ و وسواسی در مذہبِ اہلِ جمع شر النّاسی
واللہ کہ نہ ناس و نے نسناسی نشناسی خود راز جہل می نسناسی

اور تمام مخلوق کے کام کا دارومدار اسی اندیشہ یعنی خیال پر ہے۔ مثلاً مومن اور کافر کا وجود ایک ہی ہے یعنی دونوں ایک جنس ہیں لیکن "اندیشۂ کفر" کے لحاظ سے ایک کو کافر کہا جاتا ہے اور "اندیشۂ ایمان" کے لحاظ سے دوسرے کو مومن کہا جاتا ہے۔ اسی طرح شقی کو باعتبارِ اندیشۂ شقاوت کے شقی اور سعید کو باعتبارِ اندیشۂ سعادت سعید کہا جاتا ہے ورنہ ہر ایک کا وجود اصل میں ایک ہے اس کے بعد حضرت قبلہ نے یہ رباعی پڑھی ے

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ　　مابقی تو استخواں و ریشۂ
در گل است اندیشۂ تو گلشنی　　در بود خارے تو ہیمہ گلخنی !

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اِنَّ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی اور اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا کو اپنا نصب العین بنا کر ریاضت و طاعت میں پوری کوشش کرے اور شریعت کے اوامر و نواہی کی بجا آوری میں خوب جد و جہد کرے تا کہ اس وعید ـــــ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ـــــ سے نجات پا کر حق تعالیٰ کی معرفت سے سرفراز ہووے ۔ بعدہٗ فرمایا :- نظم

بشکند دستے کہ خم در گردنِ یارے نشُد
کور بہ چشمے کہ لذت گیرِ دیدارے نشُد
کارِ من آخر شد و آخر زمن کارے نشُد
مشتِ خاکِ من غبار کوچۂ یارے نشُد
ہر بہار آخر شد و ہر گل بہ فرقے جا گرفت
غنچۂ باغِ دلِ ما زیبِ دستارے نشُد

نیز فرمایا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے غیر پر بھروسہ اور اس سے توقع رکھنا انسان کو ذلیل و خوار کرتا ہے ، سالک کو چاہیئے کہ سوائے حق عزّ و جل کی جناب کے نہ تو کوئی اپنا تکیہ اور آسرا سمجھے اور نہ اس کے غیر کو خیال ہی میں لائے ۔

آنکہ شیر انند روباہ کے شوند
احتیاج خود بہ پیشش کے برند

نیز فرمایا کہ عرش سے لے کر فرش تک کی تمام چیزیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں

پرستار امرش ہمہ چیز و کس
بنی آدم و مرغ و مور و مگس

ایک شخص نے حضرت صاحبزادہ گل محمد صاحب مرحوم ومغفور کے وصال کے بعد عرض کیا ؎

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز آرندش زراہ

آپ نے اُس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے :-

؎ اگر در دہد یک صلائے کرم | عزازیل گوید نصیبے برم
دگر برکشد تیغِ تہدید حکم | بمانند کروبیاں صمٌّ بکمٌ

؎ ہرچہ نصیب است بتو می رسد | ورنہ ستانے بستم مے رسد

چنانچہ اس بارہ میں آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ شاہ خراسان کی بادشاہی کے زمانہ میں ایک خراسانی اس موضع میں آیا، اس کے پاس ایک اونٹ تھا جس کا پالان بوسیدہ تھا، اس نے یہاں کے ایک ساربان کا نیا پالان ظلم سے لے

لیا، اُسے لاٹھی سے پیٹا بھی اور اپنا پرانا پالان اس کے اونٹ پر رکھ دیا اور چلا گیا چند دنوں کے بعد اُس ساربان نے نیا پالان بنانے کے لیئے اس پرانے پالان کو ادھیڑا تو اس میں سے چند سنہری اشرفیاں برآمد ہوئیں، بہت خوش ہوا اور ان کو اپنے کام میں لایا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ علاماتِ قیامت میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ عجیب و غریب امراض پیدا ہوں گے، جن کی تشخیص اور علاج سے دنیا کے حکیم اور ڈاکٹر عاجز آ جائیں گے اس سبب سے کہ نہ تو پہلے لوگوں کی کتابوں میں ان امراض کو لکھا ہوا پائیں گے اور نہ ہی کبھی اُن کے تجربہ میں ایسے امراض آئے ہوں گے، چنانچہ قبل ازیں بعض لوگوں کی آنکھوں میں سے فصد کی طرح خون جاری ہوا اور بعض لوگوں کے پچھلی طرف کے دانتوں سے خون جاری ہوا، جو لوگ اول الذکر مرض میں گرفتار ہوئے ان میں سے بعضوں کو تو صحت ہو جاتی لیکن اکثر مر جاتے اور جو آخر الذکر مرض میں مبتلا ہوتے ان میں سے کوئی بھی نہ بچتا، پس حیرانی کے عالم میں مولوی قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا گیا کہ حکیم احسن اللہ خاں سے جو کہ بہادر خاں کلاں مرحوم کے معتمد علیہ حکماء میں سے تھے ۔۔۔ اس مرض کا علاج پوچھ کر لکھ بھیجیں، چنانچہ مولوی صاحب مذکور کے جواب سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ حکیم صاحب مذکور اس مرض کے بارہ میں سن کر بہت حیران ہوئے اور کہا، کہ یہ مرض ہماری تشخیص اور علاج سے متجاوز ہے کیونکہ آج تک کسی حکیم کے تجربہ میں نہیں آیا ہے ۔۔۔ اور نہ کسی طب کی کتاب میں اس کا ذکر ہے ۔۔۔

قربِ قیامت کی دوسری علامت یہ ہے کہ حاکموں اور برسرِ اقتدار طبقہ سے عجیب قسم کے کام سرزد ہوں گے اور مخلوقِ خدا ان کاموں سے حیران و پریشان ہو گی۔ کیونکہ اس قسم کے کام نہ تو پہلے کبھی دیکھنے میں آئے ہوں گے اور نہ سننے میں۔ اس کے بعد فرمایا کہ لکھنے والوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ اس زمانہ میں اگر بیٹا باپ سے خوش ہو کر بات کرے گا تو اس کو مبارک باد کہا جائے گا۔ نیز فرمایا کہ ہر جوڑ (یعنی باپ بیٹے، میاں بیوی، بہن بھائی، دوست یار) کا تعلق الٹا ہو جائے گا۔ (یعنی بجائے محبت کے دشمنی پیدا ہو جائے گی) جیسا کہ اس زمانہ میں ہے اس کو بھی علاماتِ قیامت میں شمار کیا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کل زوج علیٰ خلاف الا العکس — اس سے پہلے اس کا صحیح مفہوم معلوم نہیں ہوتا تھا اب اس زمانہ کے حالات دیکھنے سے پورا مطلب ظاہر ہو گیا ہے یعنی ہر جوڑا جیسے باپ اور بیٹا، شاگرد اور استاد، مرید اور پیر، میاں اور بیوی ان میں ہر ایک کے درمیان دشمنی پیدا ہو گئی ہے، مگر اس کے برعکس پہلے زمانہ میں چھوٹا اپنے بڑے کی صحبت میں اس کی ہمدردی کے ساتھ رہتا تھا یعنی بیٹا، شاگرد، مرید اور عورت اپنے باپ، استاد، مرشد اور خاوند کی متابعت کرتے تھے اب معاملہ اس کے برخلاف ہے۔

نیز فرمایا کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو گی اور اس وقت آئے گی جبکہ تمام روئے زمین کے لوگوں میں سے کسی سے اللہ تعالیٰ کا نام سننے میں نہیں آئے گا۔ اور بیت اللہ شریف میں بت رکھے جائیں گے۔ اور قبیلہ اوس کی عورتیں رنگین کپڑوں اور زیوروں سے آراستہ ہو کر بتوں کے سامنے رقص کریں گی۔ اس کے بعد

فرشتے حکمِ الٰہی سے بیت اللہ کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جائیں گے اس وقت قیامت بالکل قریب ہو گی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اولیاء اللہ کی نگاہ میں تو ہر لحہ ایک قیامت قائم ہوتی ہے اس کے بعد یہ آیت کریمہ پڑھی:

لمن الملك اليوم لله الواحد القهار و كل شئ هالك الا وجهه

(ترجمہ) آج کے دن کس کی بادشاہی ہے۔ صرف اس اکیلے زبردست اللہ کی — ہر چیز ھالک ہے سوائے اس کی ذات پاک کے) یعنی اس وقت بھی "ہالک" ہے۔ لفظ يهلك نہیں فرمایا جو کہ مستقبل کی ہلاکت پر دلالت کرتا ہے۔

نیز فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہر شخص کے کام کو اس کے اعتقاد کے مطابق پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ پہاڑ میں جو کہ ہمارا وطن ہے اگر کسی کو ذات الجنب کا عارضہ لاحق ہوتا ہے تو گرم دوائیں جیسے قند سیاہ وغیرہ کو دودھ میں جوش دے کر پی لیتے ہیں اور امرِ الٰہی سے ان کی ناک سے خون جاری ہو جاتا ہے جس سے ان کو صحت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے مجلس میں حاضر حکیموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا طب کی کتابوں میں بھی اس مرض کا یہی علاج لکھا ہے، کہنے لگے معاذ اللہ ایسی دوائیں تو طبیبوں کی رائے میں اس مرض میں زہر قاتل ہیں، اس کے بعد فرمایا کہ سنا گیا ہے کہ ریگستان (دہی یعنی مارواڑ کے علاقہ میں ہر مرض کو دور کرنے کے لیے داغ دیا جاتا ہے اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ان کے عقیدہ کے مطابق اسی امر میں شفا رکھ دی ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔

نیز فرمایا کہ جو کوئی خالق حقیقی پر توکل رکھتا ہے اس کے اعتقاد کے مطابق اس کو غیب سے روزی پہنچاتا ہے۔ کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہر ذی روح کا رازق مطلق اور کفیل وضامن ہے۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا ، وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ـــــ

اسی طرح اس ناچیز (مولف) نے کسی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت شیخ فریدالملت والدین قدس سرہٗ بیعت ہونے سے قبل جبکہ پیر کی تلاش میں تھے تو ایک درویش سے ملنے کے لیئے گئے جو کہ ایک بلند پہاڑ پر خلوت گزین تھا ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد باباصاحبؒ نے فرمایا کہ یہاں تمہاری روزی کا ذریعہ کونسا ہے یہ سن کر وہ درویش ناراض ہوگیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو اٹھا کر دوسرے پر مارو حضرت باباصاحب نے تعمیل حکم کی اور پتھر ٹوٹ گیا، اتفاق سے اس پتھر میں سے ایک کیڑا برآمد ہوا جس کے منہ میں گھاس کا ایک سبز پتہ تھا، پس فرمایا کہ جبکہ پتھر میں خداوند تعالیٰ اس کو روزی پہنچاتا ہے تو مجھ کو نہیں پہنچا سکتا، اسی طرح ایک اور شخص سے اسی قسم کا واقعہ سنا گیا ہے جس نے بچشم خود دیکھا تھا، کہنے لگا کہ ایک روز میں ایک پتھر کا توا روٹی پکانے کے لیے اپنے گھر لایا، جب روٹی پکائی گئی تو اس میں ایک درہم کے برابر جگہ میں آگ کا کچھ اثر نہ ہوتا اور وہاں سے روٹی بالکل کچی رہتی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ توا ٹوٹ گیا اور اس جگہ سے ایک زندہ کیڑا برآمد ہوا جس کے منہ میں سبز گھاس کا پتہ تھا، میں نے کہا سبحان اللہ! وہ کیسا قادر وخالق مطلق ہے کہ اس کیڑے کو اس جگہ جلا دینے والی آگ سے محفوظ رکھا اور اپنی قدرتِ کاملہ سے جب تک اُسے زندہ رکھا اسے روزی بھی پہنچاتا رہا۔

نیز فرمایا کہ اس زمانہ میں جو بھی نیا اہل کار آتا ہے۔ پہلے کی نسبت زیادہ برا ہی ہوتا ہے۔ اور اپنے پیشرو کے لیئے لوگوں کی خوشنودی اور رحمت کا سبب بن جاتا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ رحمہ اللہ علی النباش الاوّل۔

نیز فرمایا کہ "اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَمِنْ عَلَامَاتِ الْقِیَامَۃِ رَفْعُ الْحَیَاءِ مِنَ النِّسَاءِ۔ یعنی حیاء ایمان کا حصہ ہے اور عورتوں میں سے حیا کا اٹھ جانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، اور فرمایا کہ مرد کو چاہیئے کہ چار چیزوں پر غالب رہے زن، اسپ، نفس، کفش، عورت کو سیاست سے قابو میں رکھے، نفس کو کھانے پینے کی کمی اور ریاضت و طاعت سے خوار رکھے، گھوڑے کو سواری میں رکھے ورنہ سرکش ہو جائے گا اور جوتے کو پاؤں کے نیچے رکھے حتّی کہ نرم ہو جائے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اچھے اعمال پر ہمیشگی کرے کیونکہ عمل صالح بادِ بہاری کی طرح ہے جو کہ پژمردہ درختوں کو سر سبز اور شاداب کرتی ہے۔ اسی طرح نیک اعمال مردِ عابد کے دل کو زندہ کرتے ہیں، اور چاہیئے کہ برے اعمال سے ہمیشہ احتراز کرے کیوں کہ ان کی مثال بادِ خزاں کی سی ہے کہ درخت اگرچہ تر و تازہ ہی کیوں نہ ہوں۔ بادِ خزاں کے اثر سے مُردوں کی طرح سوکھ جاتے ہیں اس لیے اعمالِ بد سے بچنا واجب ہے۔ تاکہ مُوارد (اعمالِ بد) کے اثر سے دل بھی مُردہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ کہا گیا ہے۔ ان للقران ظاھرًا و باطنًا حضرت کے مذکورہ بالا ارشاد سے اس حدیث کا مطلب ظاہر ہو گیا۔

اجتنبوا برد الخریف فانہٗ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم

واغتنموا برد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل با شجارکم

جب بہاول خاں ثانی مرحوم اپنے باپ کی مسندِ سلطنت پر بیٹھا تو اس نے مبلغ آٹھ ہزار روپیہ حضرت کی خدمت میں بھیجا، حضرت قبلہ نے اس کو ایک دو روز میں مسکینوں، یتیموں، بیوہ عورتوں، علماء اور سادات میں ہر ایک کے حصہ کے مطابق تقسیم کر دیا، کچھ لوگوں نے حبِ دنیا کی وجہ سے ایک دوسرے سے کچھ شکایت کی اور کسی وجہ سے اس کا ذکر حضرت قبلہ کے سامنے بھی آگیا، پس آپ نے ملک شہلی لنگاہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک لوہار کو حق تعالیٰ نے اتنا ملکۂ شناخت دیا ہے کہ وہ معلوم کر سکتا ہے کہ اس لوہا سے ہتھیار بن سکتا ہے اور اس لوہا سے فلاں چیز بن سکتی ہے، اسی طرح بڑھئی کو لکڑی کی پہچان کا علم دیا ہے۔ اور کسان کو زمین کی شناخت کا کہ اس زمین میں فلاں فلاں چیز کاشت کی جا سکتی ہے وقس علیہ الباقی اہل حرفہ، اور ہمارے پاس آدمیوں کی دکان ہے کسی کا حال میرے علم و شناخت سے خارج نہیں ہے، اگر ہم چاہیں تو اپنے آپ کو ان مجذوبوں کی طرح بنالیں جو کہ مجلسوں میں پیشاب کر دیتے ہیں — لیکن صورتِ حال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نمک لے آتا ہے تو وہ بھی فقیر سے پوشیدہ نہیں رہتا — سچ ہے کتا دوسرے کتے کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتا — پس یہ سنکر اس ناچیز مؤلف کے دل میں خیال آیا کہ شیخ کا کلام اس حدیث کے معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب (دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں) چنانچہ کہا گیا ہے۔ ؎

نیست کلام سرسری نکتۂ رمزِ عاشقاں — شرح و بیانِ وحدت است قال و مقالِ احمدا

فرمایا کہ جس وقت طوفانِ نوح میں نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا بیٹا غرق ہو گیا تو آپ نے حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ! تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیرے اہل کو غرق نہیں کروں گا اس کے باوجود میرا بیٹا غرق ہو گیا۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا۔ انہ لیس من اھلک ، انہ عمل غیر صالح ۔ یعنی وہ تیرے اہل میں سے نہیں تھا، کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں تھے۔ اسی وجہ سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔ رباعی

سید لولاک را دیدم بخواب ۔۔۔ گفتم اے کانِ حیا اہلِ سخا
سیدانِ شیعہ اولادِ تو اند ۔۔۔ گفت لا واللہ لا واللہ لا

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اُن کی طاقت کے مطابق بوجھ ڈالا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ (اللہ تعالیٰ نہیں تکلیف دینے کسی جی کو مگر اس کی طاقت کے مطابق)

نیز فرمایا کہ اولیاء اللہ حق تعالیٰ کے عیال ہیں جیسا کہ آیا ہے الاولیاء عیال اللہ۔ اور مولانا روم نے اسی کے ترجمہ کے مطابق فرمایا ہے: ؎

اولیاء اطفال حق اند اے پسر ۔۔۔ در حضور و غائب از ایشاں خبر

پس فرمایا کہ صاحب عیال پر اپنے اہل و عیال کی خدمت واجب ہے اور وہ اپنی کوشش سے اپنے عیال کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے اس لیئے وہ خود اگر اپنی ضروریات کے لیئے کوشش کریں۔ تو وہ بے فائدہ ہو گی۔ اس لیئے سالک کو چاہیئے کہ اپنے تمام کاموں کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کر کے اپنے تمام

اوقات کو حق تعالیٰ کی عبادت کے لیئے فارغ کر لے۔ آیت کریمہ:

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

نیز فرمایا کہ ہر ولی کا آخری مرتبہ تسلیم و رضا ہے اور یہ شعر پڑھا:

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است

اس پر میاں محمد مزمل نے ـــــ جو کہ میرے حضرت کے عشاق میں سے تھے ـــــ عرض کیا کہ جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے کہ وہ ہر بات پر سر تسلیم خم کیئے ہوئے ہیں تو اہل حاجت جو ان کے پاس آتے ہیں ان کی حاجتیں کیسے پوری ہوتی ہیں، فرمایا کہ چونکہ حق جل و علیٰ جانتے ہیں کہ یہ بندہ تسلیم و رضا کی وجہ سے ہماری جناب میں عرض نہیں کرتا، خود بخود اس کی حاجت کو پورا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ آیت کریمہ: فاتخذہ وکیلا اس معنی پر صریحاً دلالت کرتی ہے۔

نیز فرمایا کہ ہر قول و فعل جو کہ کاملین سے سرزد ہوتا ہے وہ عین شریعت[1] ہوتا ہے اگرچہ عوام الناس کے فہم میں نہ آئے اور یہ شعر ارشاد فرمایا:

ہر چہ گیرد علتی علت شود

کفر گیرد کاملی ملت شود

چنانچہ خلیفہ محمد باراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس ناچیز کے سامنے ایک روز

---

[1] اس کا مطلب یہ نہیں کہ کامل اگر خلاف شریعت بھی کرے تو اسے شریعت ہی کہا جائے گا بلکہ یہ مطلب ہے کہ کامل ہوتا ہی وہ ہے جس کا ہر قول و فعل شریعت کے مطابق ہو الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانو یتقون ۔

بیان کیا کہ جب میں ۔۔۔۔ پہلے پہل حضورِ انور کی صحبت سے مشرف ہوا تو بعض باتیں حضور انور سے ایسی ظاہر ہوئیں جو کہ بظاہر خلافِ شرع معلوم ہوتی تھیں لیکن حقیقت میں وہ شریعت کے عین مطابق تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ مجھے حضرت کے ساتھ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے جانے کا اتفاق ہوا۔ راستے میں ایک روز ایک کنوئیں پر قیلولہ کے لیے ٹھہرے، فقیروں نے جسارت کر کے اس کنوئیں کی زراعت، خربوزہ اور مُونگ وغیرہ کو حضرت کے سامنے کھانا شروع کیا۔ آپ نے کسی کو منع نہ فرمایا، میں اس بات سے بہت متعجب اور حیران ہوا۔ جب اس کنوئیں کا مالک حاضر ہو کر حضرت کی قدم بوسی سے مشرف ہوا تو کہنے لگا کہ اس غلام کی بہت ہی خوش نصیبی ہے کہ ذاتِ گرامی اس کنوئیں پر تشریف لائی ہے اور اس غلام کے ہاتھ کی کاشت کردہ زراعت درویشوں کے کام آئی ہے اور اس کنواں کا آباد کرنا اور زراعت کا کاشت کرنا میری ابدی سعادت کا باعث بنا ہے۔ اس کے بعد باقی زراعت بھی خوشی سے درویشوں کے حوالہ کر دی۔ پس معلوم ہو گیا کہ درویشوں کا (خربوزے وغیرہ) کھانا اور حضرت کا منع نہ فرمانا شریعت کے خلاف نہ تھا اس لیے کہ نصِ شریعت سے ثابت ہے کہ صدیق کا مال بغیر اجازت کے کھانا جائز ہے

نیز فرمایا کہ زیتون کی تسبیح پر پڑھنا مستحب ہے اور پتھر کی تسبیح پر پڑھنا منع ہے اس لیے کہ یہ دل کو سخت کرتی ہے اور تسبیح کو کلائی پر لپیٹنا اور گلے میں ڈالنا نحوست کا سبب ہے اور کپڑے کے سرے کو الٹا کر کے سینا بھی ادبار کے اسباب میں سے ہے۔ ان باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حضرت صاحب زادہ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد عرض کیا۔ ؎

اولیاء راہست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز آرندش ز راہ

اور کہا آپ نے کیوں صاحب زادہ کی صحت اور زندگی کے لیئے شافیٔ مطلق کی جناب میں عرض نہ کیا اس لیئے کہ حق تعالےٰ اپنے مقبول بندوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے، رد نہیں کرتا جیسا کہ مولانا رومی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے:۔

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست

فانی است و دستِ او دستِ خداست

چوں خدا از خود سوال و کد کند !

پس دعائے خویش را چوں رد کند

پس حضرت قبلہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ کام ہر وقت درویش کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ دعا کرنا بندہ کا کام ہے اور قبول کرنا، نہ کرنا اس کی مشیت پر موقوف ہے۔ وہ ذات پاک مالکِ ملک ہے جو چاہتی ہے کرتی ہے، کسی کو اس کی جناب میں دم مارنے کا حوصلہ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے:۔

مالک الملک است او را ہمید ما و من را جملہ پیشش رہ نہید

دوست سلطاں ہر چہ خواہد او کند عالمے را در دمے ویراں کند

طرفۃ العین جہاں برہم زند کس نمی آرد کہ آنجا دم زند

اس کلام میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی صاحب تسلیم ہے وہ حق تعالیٰ کی مرضی کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہے، اس لیئے کہ اس کے واسطے حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف قدم اٹھانا کفر ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے چنانچہ حضرت فضیل قدس سرہٗ تیس سال کی مدت میں ایک دفعہ بھی نہیں ہنسے جب ان کا نوجوان اور صالح لڑکا فوت ہوا تو آپ کو ہنسی آئی، حلقہ نشینوں نے اس بات سے حیران ہو کر عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے تو فرمایا کہ چونکہ میں حق تعالیٰ کی مشیّت پر راضی ہوں اور اس نے نہایت مضبوطی سے میرے قدموں کو اپنی رضا کے راستہ پر جمایا ہوا ہے اس لیئے مجھے ہنسی آئی ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ ہر وقت عاجزی اور پستی میں رہے کیونکہ مطلوب و مقصود کے حاصل ہونے کا یہی ذریعہ ہے ؎

تو مباش اصلاً کمال این است و بس
تو ز خود گم شو وصال این است و بس

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو موجود نہ سمجھے کیونکہ محققین کے نزدیک یہ خیال ذکبر الکبائر ہے۔ ع

وجودک ذنبٌ لا یقاس بہٖ ذنبٌ

چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے: ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی
نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

فرمایا کہ ہر کسی نے ازلی نسبیہ کے مطابق اس دنیا میں ظہور کیا ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے :-

السعید سعید فی بطن امہا والشقی شقی فی بطن امہا

(نیک بخت اپنے ماں کے پیٹ سے نیک بخت پیدا ہوا ہے اور بدبخت اپنی ماں کے پیٹ سے بدبخت پیدا ہوا ہے)

پس فرمایا کہ آنسرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ التحیات والصلوٰۃ ایک روز بچپن کے زمانہ میں ایک کوچہ سے گزر رہے تھے، ایک راہب نے آپ کو دیکھا تو آنحضرت کو سجدہ کیا۔ لوگوں نے اس سے سجدہ کرنے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ تمام فرشتے درخت اور پتھر اس لڑکے کو سجدہ کرتے ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے اس کو اس قدر بزرگی عطا کی ہے تو مجبوراً میں نے بھی اس کو سجدہ کیا ہے۔

۱۳ میاں محمد یار منشی نے جو کہ حضور انور کی خدمت میں بیٹھا تھا، بیان کیا کہ ابوجہل نے، جس کا زمانۂ جاہلیت میں "ابوالحکم" نام تھا۔ ایک اعرابی کے اونٹ ظلم و تعدی سے چھین لیئے وہ اعرابی مصلحتاً و مشورۃً جناب رسالت مآب علیہ وعلیٰ آلہ افضل التحیات و اکمل الصلوٰۃ ـــ جو کہ ابھی بچے ہی تھے ـــ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اونٹوں کے چھڑانے کے واسطے سفارش چاہی۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تو میرے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ میرے کہنے سے کیسے تیرے اونٹوں کو رہا کرنے گا، لیکن اس نے نہ مانا اور نہایت عاجزی سے اصرار کیا، مجبوراً آپ اس کے ساتھ چل پڑے، ابوجہل آنسرور کائنات علیہ السلام کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور دست بستہ آنجناب کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ جناب اس جگہ کیسے تشریف

لائے ہیں، فرمایا کہ اس اعرابی کے اونٹوں کے چھڑانے کے واسطے آیا ہوں، اس نے کہا کہ اونٹوں کو رہا کر دیا جائے۔ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واپسی کے بعد حاضرین نے حضور کی تعظیم کرنے اور آپ کا حکم ماننے کا سبب پوچھا اور کہا کہ ہم حیران ہیں کہ پہلے تو تجھے اس لڑکے کے ساتھ دشمنی تھی، کیا وجہ ہے آج اتنی تعظیم کی اور ان کا حکم بجا لایا، کہنے لگا کہ جب میرے پاس آئے تو مجھ کو ان کے دونوں کندھوں کے برابر دو شیر منہ کھولے ہوئے نظر آئے۔ ان کے دیکھنے سے مجھ پر اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ اگر بال برابر بھی ان کی تعظیم اور فرماں برداری میں کوتاہی کرتا تو مجھے ڈر تھا کہ وہ میری گردن توڑ دیتے۔ م

حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ جنگل میں جا رہے تھے۔ جب قصبۂ خرقان کی جگہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور بو سونگھنے لگے، لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی، کہنے لگے کہ یہاں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام ابوالحسن خرقانی ہوگا، میری وفات کے اتنے سال بعد پیدا ہوگا اور میری قبر پر آکر مجھ سے مستفید ہوگا جیسا کہ مولوی معنویؒ نے (مثنوی میں) ذکر کیا ہے۔

فرمایا کہ میاں احمد ملقب بہ دودھ والے نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ (کی پیدائش سے پہلے) دوسری عورتوں کے درمیان ان کی والدہ کو دیکھا تو ان کی طرف غور سے دیکھنے لگے۔ عورتوں نے کہا کہ اے درویش تو بیگانہ عورتوں کی طرف کیوں دیکھتا ہے، یہ بات درویشوں کے لیئے مناسب نہیں ہے، کہنے لگے مجھے تم عورتوں کے دیکھنے سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ اس لڑکی کے . . .

پیٹ میں ایک نورِ الٰہی کا شعلہ ہے جس کا عکس عرشِ معلیٰ تک پڑ رہا ہے اور تمام جہان اس نور سے منوّر ہو رہا ہے۔

حاجی خان کاتب (خوش نویس) نے جو کہ حضرت قبلہ کے راسخ الاعتقاد مریدین میں سے تھا۔ عرض کیا کہ اس غلام نے حضرت حافظ ناصر الدین رحؒ سے جو کہ حضرت قبلۂ عالم کے خلفاء اور عشاق میں سے تھے۔ سنا ہے کہ ایک روز حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی مائی صاحبہ حضرت قبلۂ عالم کو صغر سنی میں گود میں اٹھا کر ایک معالج عورت کے پاس دوا دارو پوچھنے کے لیئے جا رہی تھیں، میاں محمد صاحب علیہ الرحمتہ راستے میں مائی صاحبہ سے ملے اور کہنے لگے کہ مجھے اس لڑکے کی زیارت سے مشرف ہونے دو، جب زیارت کر چکے تو مائی صاحبہ سے پوچھا کہ آپ ان کو اٹھا کر کہاں لے جا رہی ہیں انھوں نے وجہ بتلائی تو کہنے لگے کہ اس کو اپنے گھر میں واپس لے جاؤ کہ یہ لڑکا اہلِ مشرق و مغرب کا معالج ہوگا، اس کو کسی کے علاج کی ضرورت نہیں ہے، اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میاں محمد رحمتہ اللہ علیہ ہانسی میں رہتے تھے اور کبھی کبھی حضرت قبلۂ عالم کی زیارت کے لیئے اس ملک میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً شہر فرید میں شب باش ہوئے، شہر مذکور کا رئیس ان کے پاس آیا اور کیمیا کی ترکیب پوچھنے کے واسطے ان کو بہت تکلیف پہنچائی اور کہنے لگا کہ صبح سویرے تجھے ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ لوگ تجھ سے عبرت حاصل کریں گے، آپ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور وہ جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اور حسبِ معمول بغیر کسی پریشانی اور اضطراب کے سو گئے، لیکن ان کے ہمراہی فقیروں کو بہت خوف لاحق ہوا اور بہت پریشان ہوئے، جب آدھی رات گزر چکی تو

غیرتِ الٰہی سے ان کے درمیان جھگڑا اور قتل وغارت کا سلسلہ شروع ہوا، حتیٰ کہ کچھ قتل ہو گئے اور کچھ زخمی ہوئے، حضرت قبلۂ عالم نے رات کے وقت بندوقوں کے چلنے کی آواز سنی تو صبح کے وقت خبر دریافت کرنے کے واسطے اپنا آدمی اس طرف بھیجا، راستے میں اس کی ملاقات میاں صاحب موصوف سے ہوئی، انہوں نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو، اس نے سارا حال بیان کیا، کہنے لگے ہمارے ساتھ واپس چلو۔ میں خود حضرت قبلۂ عالم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کروں گا۔ جب حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں آئے تو کہنے لگے غریب نوازا! وہ کتے رات کو آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے۔ یہ سارا شور وشغب انہیں کا تھا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس روز سے ان کی ریاست کا معاملہ کمزور ہوتا گیا۔ بعدہٗ محمد بابر مذکور نے کہا کہ قاضی نور احمد عملیات میں کمال دسترس رکھتے تھے، ایک شخص ان کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں کیمیا بنانا جانتا ہوں، آپ کسی فارغ وقت میں مجھ سے سیکھ سکتے ہیں، آپ اسی وقت اس کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ ہو گئے اور ایک کنارے کے درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اس کیمیا گر سے کہنے لگے کہ اس درخت پر چڑھ جاؤ اور اس کو ہلاؤ۔ تاکہ اس کے پھل نیچے گریں، اس نے اسی طرح کیا، اس درخت کے پھل اور پتے وغیرہ جو کچھ نیچے گرتا سب خالص سونا بنتا جاتا۔ پس حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس قسم کے سب لوگ حق تعالیٰ کے راستہ کے ڈاکو ہیں۔ سوائے حق تعالیٰ کی طلب اور جستجو کے اور کسی چیز کے لیے کوشش نہ کرنا چاہیئے چنانچہ ایک مرد محمود نامی جو کہ صاحب درد تھے اور قصبہ نوشہرہ میں رہتے تھے، کیا خوب فرما گئے ہیں:۔ ع

سبھے گلاں چھوڑ کے ڈھونڈ محمود اُمہیں وال نوں

یعنی تمام کاموں سے طلب کا دامن جھاڑ کر تمام تر جستجو حق تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے کرنا چاہیئے کیونکہ کل شیئ ھالکٌ الا وجھہٗ (سوائے اس کی ذات پاک کے ہر چیز فانی ہے) چنانچہ مولانا جامی قدس سرہ السامی نے فرمایا ہے: رباعی

اے خواجہ اگر مال وگر فرزند است　　پیداست کہ عمر بقائش چند است
رَو دل بہ کسے دہ کہ در اطوارِ وجود　　بوداست ہمیشہ باتو و خواہد بُود

جب بہاول خاں ثانی مرحوم نے پہلی مسجد کی جگہ — جس کو میاں برخوردار چاچی مرحوم نے بنوایا تھا — نئی مسجد حضرت قبلہ کی خوشنودی کے واسطے تیار کرائی تو حضرتِ والا ادائیگی نماز کے لیئے اس میں تشریف لائے۔ دو تین روز کے بعد فرمایا کہ نماز میں جو لذت پہلی مسجد میں ہوتی تھی اس مسجد میں نہیں ہوتی یہ ایک بے جا کام ظہور پذیر ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ بجا ہے کیوں کہ اس عمارت پر حرام کا روپیہ خرچ کیا گیا ہے، حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ اس پر حکومت کا روپیہ خرچ کیا گیا ہے اور اس پر لوگوں کی اپنی کمائی کا روپیہ خرچ ہوا تھا لیکن یہ بات (باعثِ تسلی) ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہماری طرف حرام کا مال نہیں بھیجتا کیوں کہ جب پورا پورا توکل ہو تو حق تعالیٰ متوکل کی طرف کوئی ایسی چیز نہیں بھیجتے جو ازراہِ حرام کمائی گئی ہو۔ اور مسجد کی پُرتکلف عمارت کو دیکھ کر طبعِ مبارک میں ملال پیدا ہوا، فرمایا کہ ایسی عمارتیں تو شہروں میں ہوا کرتی ہیں اور یہ قزتہ ہے اور لشکر (بوقتِ غلبہ) قصبات کی عمارات کو خراب و مسمار کر دیا کرتا ہے۔ مگر خیر

جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ بانی کے لیئے صدقہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اگر دنیادار لوگ دنیا کو اللہ کے واسطے خرچ کریں در آنحالیکہ ان کے دل میں اس دنیا کی محبت بھی ہو تو وہ ان کی عالی ہمتی ہے بخلاف درویش کے کہ اس کو دنیا کے وجود سے ہی دلی تکلیف اور گرانی ہوتی ہے اور اس کے خرچ کرنے اور ایثار کرنے میں وہ خوش ہوتا ہے بلکہ اپنی عادت بنا لیتا ہے جیسا کہ پلید کپڑے سے چوہے کے مرے کی بدبو کی نجاست کو بھی دور کر دیا جاتا ہے اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا:۔

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

فرمایا تواضع سے مراد حق تعالیٰ کی راہ میں دنیا کا خرچ کرنا لیا گیا ہے اور گردن فرازاں سے دنیادار مراد ہیں اور گدا سے درویش جو کہ حق تعالیٰ کے دروازہ سے مانگنے والے ہیں اور بادشاہ بھی مراد لیئے گیئے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ع

گدا بادشاہ است و نامش گدا

یعنی اگر دنیادار دنیا کو حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو اچھا ہے بخلاف درویش کے کیونکہ اس کو تو حق تعالیٰ کے ماسوا سے بے تعلقی ہے ہی خاص کر دنیا سے کہ اس کے نزدیک مردار ہے اور اپنے سے دور کرنا اس کی عادت بھی ہے۔

جس وقت حضرت قبلہ چھوٹے بڑے نجاروں کو تمام دن تیشہ اور کوہیں کام کرتا ہوا دیکھتے اور ان کو بڑی تیزی سے آتے جاتے دیکھتے تو فرماتے کہ یہ سب حلال کی روزی کی قوت کی برکت ہے اس لیئے کہ حق تعالیٰ نے حلال کی روزی میں ہی برکت اور قوت رکھی ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم بلخی رحمتہ اللہ علیہ

نے ایک شخص کو ریاضت و عبادت میں اپنے سے زیادہ سرگرم دیکھا لیکن اس کی عدم قبولیت کی وجہ سے بہت حیران ہوئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اطلاع دی گئی کہ یہ شخص لقمۂ حرام سے قوت حاصل کرتا ہے اس لیے اس کی عبادت نامقبول ہے۔ کقولہٖ تعالیٰ: اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ

اس آیت میں "الکلم الطیب" سے اعمال حسنہ مراد لیے گئے ہیں اور "عمل صالح" سے لقمۂ حلال مراد لیا گیا ہے جو کہ اعمالِ حسنہ کو باری تعالیٰ کی جناب تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ نیز سلطان ابراہیم رح کو حکم ہوا کہ آپ اپنا کھانا — جو کہ ابید حسن تیج کر حاصل کرتے ہو — اس کو نے دیا کرو، پس حضرت سلطان رح نے اس کو اس کا اپنا کھانا کھانے سے منع فرمایا اور حکم الٰہی کی تعمیل میں اپنا کھانا اسے دیا، لقمۂ حلال کی برکت سے چند دنوں میں وہ شخص واصلین الٰہی میں سے ہو گیا، اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ شیخ مرید کے لیے بمنزلۂ مشاطہ کے ہے جس طرح مشاطہ (کنگھی پٹی کرنے والی) دلہن کو سجا کر خاوند کی صحبت کے قابل بنا دیتی ہے اسی طرح شیخ اپنے مرید کے ظاہر و باطن کو آراستہ کر کے محبوبِ حقیقی کی صحبت کے قابل بنا دیتا ہے —

اس کے بعد فرمایا کہ شاہانِ دہلی باوجود حشمت و شوکت کے دو دو باورچی خانے رکھتے تھے، ایک کھلا اور عام باورچی خانہ جس میں ہر قسم کے کھانے پکتے تھے اور دوسرا اندرونِ خانہ کہ جس میں صرف روٹی اور سبزی پکتی تھی اور یہ جنس اس مال سے خریدی جاتی تھی جو کہ کفش دوزی اور کلاہ دوزی سے حاصل کیا جاتا تھا اور جس کو ان بادشاہوں کی عورتیں کلام اللہ شریف کی کتابت کر کے کماتی تھیں، (شاہی خاندان)

اس باورچی خانہ سے روٹی کھاتا تھا، اس لیئے حلال خوری کی برکت سے ان کی ریاضت اور عبادت مقبول تھی اور اکثر واصلین حق میں سے تھے، ایک روز شاہجہان کے سامنے ایک سائل نے آکر سوال کیا، شاہ جہان دستر خوان پر بیٹھا ہوا تھا، اس کو اپنے سامنے سے ایک روٹی اٹھا کر اور کچھ ترکاری اس پر رکھ کر دے دی، جب سائل وہ روٹی لیئے باہر آیا تو کسی وجہ سے ایک امیر کو اس امر کی اطلاع ہو گئی اس نے اس روٹی کے عوض کئی ہزار روپیہ نقد دے دیا اور روٹی خود لے لی۔

نیز فرمایا کہ اگر ان کے دروازہ پر کوئی شخص سوال کرتا تو ان کی عورتیں حروف مفردات لکھ کر اس کے حوالہ کر دیتیں، اور دوسرے لوگ اسی قدر روپیہ دے کر ان کو خرید لیتے اور کئی نسخے کلام اللہ شریف کے جو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے لکھے تھے، مشائخ چشت کی خانقاہوں کے لیئے وقف کر دیئے گئے تھے جو کہ اب تک موجود ہیں۔ اور فرمایا کہ یہ انہیں کی برکت ہے کہ باوجودیکہ انگریز کا غلبہ ہے لیکن ان کی اولاد اب تک فارغ البالی اور عزت کی زندگی گزار رہی ہے۔[1]

نیز فرمایا کہ آدمی کا کوئی دشمن نفس امارہ سے زیادہ سخت نہیں ہے، اس لیئے کہ ہر دشمن متابعت اور تواضع کے ذریعہ مطیع و منقاد ہو جاتا ہے بخلاف اس کے کہ یہ متابعت اور پیروی کرنے میں دشمنی میں زیادہ قوی ہو جاتا ہے اور انسان کو

---

[1] یہ بات ۱۸۵۷ء سے پہلے کی ہے جبکہ شاہان مغلیہ کی اولاد بہادر شاہ ظفر اور دیگر شہزادگان فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر آخر کار بدعملی اور عیش پرستی میں پڑ کر اپنے اسلاف کی راہ سے ہٹ گئے اور پھر اس کا نتیجہ جو بھگتنا سو بھگتا۔ (مترجم عفی عنہ)

گناہوں کے سمندر میں اوندھا کرکے ڈال دیتا ہے، اور آدمی، جس کو اپنی زندگی سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے — جب اپنے نفس کو بڑھاتا ہے تو اس کی پیروی میں اپنی زندگی تک کو برباد کر دیتا ہے۔ جس طرح کہ ساون مل ناظم ملتان کے قاتل کو اس کے نفس نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال کر اس کے قتل کا مرتکب ہوا۔ نفس کے سخت دشمن ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ دوسرا دشمن تو کبھی کبھار سامنے آتا ہے اس لیے اس کا خطرہ بھی کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں، لیکن نفس سے مرتے دم تک ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے کیونکہ یہ ہر لمحہ آدمی کے پہلو میں موجود ہے۔ اور حضرت قبلہ کا یہ کلام اس حدیث مبارک کے معنی کے مطابق ہے۔

اعدا عدوك نفسك التي بين جنبيك

اس کے بعد فرمایا کہ اس راہزن سے تو وہ شخص نجات پاتا ہے جو ہر وقت اس کی مرضی کے خلاف کرنے پر کمربستہ ہے ؎

نفس را سرکوب و دائم خوار دار — تا توانی دورش از مُردار دار

ایک روز حضرت قبلہ نے حلقہ نشین علماء کے سامنے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے دونوں پاؤں کے نیچے مصحف حمید یعنی قرآن مجید ہے اور میں اس کے اوپر کھڑا ہوا ہوں، اس خواب کی کیا تعبیر ہے، سارے علماء اس خواب کی تعبیر بیان کرنے سے عاجز آ گئے، پس آپ نے مولوی محمد عابد سوکری علیہ الرحمۃ کو — جو کہ بڑے متبحر اور متدین عالم تھے، طلب کیا اور

ان کے سامنے خواب بیان کیا، مولوی صاحب آداب بجا لائے اور کہا کہ مبارک ہو کیونکہ قرآن شریف عین شریعت ہے اور جناب والا کے دونوں قدم ہر زمانہ میں جادۂ شریعت پر مستحکم تھے ہیں اور اب بھی ہیں، چنانچہ یہ عمدہ تعبیر ہر کسی کے فکر و عقل کے مطابق تھی لہٰذا سب کو پسند آئی۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی اولاد جس طرح بھی ہو اس کا ادب کرنا واجب اور ضروری ہے اور ملاقات کے وقت تعظیمی آداب و رسوم کا لحاظ رکھنا چاہیئے کیوں کہ ان کے آباؤ اجداد کی جناب الٰہی میں بہت عزت و حرمت ہوتی ہے اور وہ اپنی اولاد کے معین و مددگار ہوتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ ان کی اولاد میں سے جب کوئی شخص کسی کی ملاقات کے لیئے آتا ہے تو وہ مقبول اپنے مرقد سے سینہ تک باہر آکر اس کو دیکھتا ہے کہ وہ شخص میری اولاد کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے، چنانچہ حضرت بابا صاحب گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشینوں میں سے ایک صاحب بڑی شان و شوکت کے ساتھ ایک قصبہ سے گزرے، اس قصبہ میں ایک صاحب دل رہا کرتے تھے ان کی عمر اس وقت ایک سو چالیس سال کی تھی، یہ خبر سن کر ان کے استقبال کے لیئے ان کے راستے میں آکر بیٹھ گئے، جب وہ صاحب وہاں پہنچے تو بڑے طمطراق کے ساتھ وہاں سے گزر گئے اور اس درویش کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی پس اس فقیر نے ان کے گھوڑے کے پاؤں کو بوسہ دیا اور واپس لوٹ آیا، حاضرین نے ان کو اس بات پر ملامت کی تو کہنے لگے کہ اس شخص کے اجداد مشائخ چشت اہل بہشت اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کس طرح فقیر ہماری اولاد کی عزت کرتا ہے چونکہ مجھ مسکین کی ان کی بارگاہِ عالی تک رسائی ناممکن تھی، مجبوراً اسی قدر تعظیم بجا لایا۔

جب صاحبزادگان مہاروی کے درمیان کسی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا تو حضرت خواجہ فرماتے کہ اس فقیر نے قاضی صاحب (محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ) اور حافظ صاحب (محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ) سے پڑھا ہے، مگر اس کے باوجود حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کی ہی خیر خواہی کرتے، اور ناجائز رو و رعایت کے لوث سے پاک و صاف تھے، اور جب تنازعہ کے وقت ان کے پاس آتے تو دیکھا کہ صاحبزادگان مہاروی قاضی صاحبؒ کے بیٹے بد دعا کرتے ہیں اور ساکنان مگھیر حضرت حافظ صاحبؒ کے حق میں بُرے کلمات کہتے ہیں، اسی طرح اُچہ شریف کے خاندان میں جھگڑا واقع ہو گیا تو فریقین نے حضرت قاضی صاحب (قاضی محمد عاقلؒ) کی شرعی عدالت کی طرف رجوع کیا، جب ان میں سے ایک فریق شرعی قانون کے مطابق جھوٹا ثابت ہوا تو وہاں سے آکر خانقاہ میں مقیم ہو گیا اور ان لوگوں کا دستور ہو گیا کہ ہر روز قرآن مجید کی تلاوت کے بعد قاضی صاحبؒ کے حق میں بد دعا کرتے، ان حالات کی وجہ سے حضرت قبلہ نے صاحبزادگان اور دوسرے خاندان کے لوگوں کے درمیان دخل دینا چھوڑ دیا۔

نیز فرمایا کہ عورت کے واسطے نہ پیغمبری ثابت ہے، نہ عہدۂ قضا، نہ بیعت لینا اور نہ سجادہ نشینی۔ مگر باوجود اس کے حاجی شیخ احمد کی موجودگی میں جو کہ ایک مرد صالح اور مستحق سجادگی تھے، حکومت خراسان نے دنیا داروں کے لالچ کی وجہ سے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ سجادگی پر ایک عورت کو منفرد مسلط کر دیا اس روز سے شاہِ خراسان کے حکم میں خلل ظاہر ہوا، اس لئے کہ بعض مردانِ کامل نے

حضرت (زکریا ملتانیؒ) کو دیکھا کہ مزارِ مبارک سے سینہ تک باہر آکر فرماتے ہیں کہ ان کتوں کو مار مار کر یہاں سے نکال دو ـــــ عورتوں کہ ان کی مسندِ سجادگی پر انہیں (خراسانی حاکموں) کے حکم سے بٹھایا گیا تھا۔

فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیئے آئے اور جاتے ہوئے ملتان سے گزرنے کا اتفاق ہوا تو میرے ورودِ ملتان کی خبر سن کر ان لوگوں نے میرے پاس آدمی بھیجا کہ ہم شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور ہم میں سے کسی نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک چراغ روشن ہوا اور پھر جلدی بجھ گیا، اس خواب کی تعبیر ہم کو بتلائی جائے، میں نے دو تین دفعہ عذر کرکے ٹال دیا، لیکن انہوں نے نہ مانا اور پھر آدمی بھیجا، پس مجبوراً میں نے ان کو بتلایا کہ روشن چراغ سے مراد تمہارا ایمان ہے اور اس کا بجھا ہونا دیکھنا ایمان کے سلب ہونے کی علامت ہے کیونکہ تم خود مذہب اہلِ سنت والجماعت کے چھوڑنے اور شیعہ مذہب کے اختیار کرنے کے معترف ہو۔

نیز فرمایا کہ ایک خراسانی حضرت قبلۂ عالمؒ کی بیعت سے مشرف ہو کر حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو گیا، اور اگر اس سے کوئی پوچھتا کہ تو کس کا مرید ہے تو ہمیشہ یہ کہتا کہ میں نصرت ہوت کا مرید ہوں۔ ایک روز میں نے اس سے کہا کہ باوجودیکہ تیری بیعت حضرت قبلۂ عالم وعالمیانؒ کے ہاتھ پر ہے تو یہ جواب کیوں دیتا ہے کہ میں نصرت ہوت کا مرید ہوں، کہنے لگا کہ میں تیمور شاہ کے اونٹوں کا داروغہ تھا، جب نصرت مذکور اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے غضبِ الٰہی میں گرفتار ہوا تو شاہ مذکور نے اس کو مع قبائل گرفتار کرکے شہر کابل میں اونٹوں کے باڑہ کے قریب قید کر دیا، اس کے

خیمہ کے سامنے اس کی مستورات کا خیمہ لگایا گیا اور ہر روز شاہی ملازم وہاں آکر پہلے حضرت مذکور کے خیمہ کے دروازہ کا پردہ اٹھا دیتے اور پھر ایک دوسرے کے آگے پیچھے گروہ در گروہ اس کی مستورات کے خیمہ میں آتے جاتے اور وہ اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا کرتا، چند روز گزرنے کے بعد میں نے دنیا کی بے وفائی سے نصیحت حاصل کی اور دل میں سوچا کہ امور دنیا میں مشغول ہونا فضول ہے اور اہل دنیا فتنہ انگیز ہیں، چنانچہ جو کچھ میرے گھر میں موجود تھا میں نے اپنے اہل و عیال اور فقراء و مساکین پر تقسیم کر دیا اور سب سے رخصت ہو کر حق تعالیٰ کی طلب میں اس طرف کو روانہ ہو گیا اس ارادہ سے کہ کسی درویش کی خدمت میں رہ کر اور اس کی رہبری میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی یاد میں اپنی بقیہ عمر گزاروں، اب خوش قسمتی سے اس جگہ میں نے اپنا رہبر تلاش کر لیا ہے اور اپنے مطلوب کو پا لیا ہے، اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ جب تک وہ زندہ رہا اپنے کام میں مشغول رہا اور میرے حضرت گئے آستان مبارک پر ہی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

فرمایا کہ مثال کے طور پر اگر کسی کو زندہ قبر میں دفن کر دیا جائے اور وہ وہاں بارہ سال تک اپنے اعمال کی پاداش میں طرح طرح کے عذاب جھیلتا رہے اور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لے اور پھر اس کو دنیا میں واپس بھیج دیا جاتے تو بھی وہ ھدایت خداوندی کے بغیر اپنے نفس امارہ کی پیروی سے باز نہیں آئے گا چنانچہ نصرت مذکور چند سال تک طرح طرح کی سزا اور عذاب کا مزہ چکھنے کے بعد بادشاہ کی مہربانی سے اپنی سابقہ ریاست ڈیرہ جات وغیرہ میں جب واپس آیا تو پہلے سے بھی زیادہ بڑھ کے

اعمال میں مشغول ہو گیا، دوبارہ مواخذہ کیا گیا اور وہیں مر گیا۔ ؎

تو مشو مغرور بر حلمِ خدا　　دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

ایک روز اسلام خاں نے بہادل خاں مرحوم کا قول حضرت قبلہ کے سامنے نقل کیا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ جب کہ میں حضرت قبلہ جیسا کامل و مکمل شیخ رکھتا ہوں، جو کام اور جیسا عمل بھی میں کروں مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمام پیروں اور مشائخ کے سردار آنسرورِ کائنات و خلاصۂ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات ہیں۔ آپ اپنے صحابۂ کرام سے فرمایا کرتے تھے کہ میری مثال اس شخص کی ہے جو کسی موضع میں آتا ہے اور اس کے رہنے والوں کو دشمنوں سے ڈراتا ہے، جس شخص نے اس کو سچا جان کر اور اس کی اطلاع پر اعتبار کر کے گوشۂ عافیت اختیار کر لیا وہ دشمنوں کے شر سے محفوظ ہو گیا اور جس نے اس کو جھوٹا جان کر اس کے کہنے کے مطابق عمل نہ کیا وہ دشمن کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوا۔ وما علینا الا البلاغ المبین ط ہمارا کام اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ہم احکامِ شرع یعنی اوامر و نواہی کو کھول کھول کر بیان کر دیں، جس نے ان کو صدقِ دل سے قبول کر لیا اور ان پر عمل کیا وہ نفس و شیطان کے شر سے اور دنیا کی رسوائی اور عذابِ آخرت سے نجات پا گیا اور جس نے جس قدر ان احکام کے ماننے اور ان پر عمل کرنے میں کوتاہی کی اسی قدر وہ نفس و شیطان کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر دونوں جہانوں کے عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں تو دوسرے کسی کا کیا مقام ہے۔ ہر کسی کو شریعت کی تابعداری کے مطابق ہی نفع حاصل ہوتا ہے اور اس کے بغیر سعادتِ دارین کا حاصل ہونا از قبیلِ محالات ہے۔

ایک سال جب ملک سنگھ دیں مکڑی آئی اور دامن کوہ میں انڈے دے کر چلی
گئی تو کچھ دنوں کے بعد ان انڈوں میں سے بچے نکلنا شروع ہوئے جنہوں نے کھیتی
اور سبزہ کو کھانا شروع کیا۔ مزارعین نے حضرت قبلہ کی جناب میں دعا کے واسطے بہت
زاری کی کیونکہ اس سے پہلے مکڑی لوگوں کی مزروعات اور گھاس وغیرہ کو کھا کر چلی گئی
تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ میری طرف سے حضرت قبلۂ عالم کے ایصالِ ثواب کے لیے
ایک آثار خشک میوہ خیرات کیا جاوے امید ہے کہ میرے شیخ کی برکت سے یہ مصیبت
ٹل جاوے گی اور کھیتی کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، حاضرین نے منظور کیا،
اور غائبین میں سے جو کوئی حضرت قبلہ کے پاس آکر نذر مذکور مقرر کر جاتا، وہ جس کسی کی
کھیتی میں سے گزرتا حکمِ الٰہی سے اس کھیتی کا کچھ نقصان نہ ہوتا اس کے بعد وہ مکڑی
چلی گئی اور سوائے گھاس کھانے کے کسی شخص کی زراعت کو کوئی نقصان نہ پہنچایا
لیکن جس شخص نے اپنے آپ کو دعا سے مستغنی رکھا اس کی کھیتی کو ختم کر دیا۔
— ایک روز حضرت شیخ نے زراعت کا حال پوچھا لوگوں نے کہا کہ اللہ
تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ گرامی اور حضرت قبلہ عالم کے ایصالِ ثواب کے لیے مقررہ
نذر کی برکت سے علاقہ سنگھڑ کے ان لوگوں کی مزروعات کو جنہوں نے سچے دل
سے نذر مذکور مقرر کی تھی، محفوظ و مامون رکھا ہے، لیکن دوسرے علاقوں میں مکڑی
نے کپاس اور مونگ کی زراعت کو تلف کر دیا ہے، کسی نے مجلس میں سے کہا کہ
امید ہے کہ کوئی شخص بھی مقررہ نذر کے خیرات کرنے میں کوتاہی نہیں کرے گا حضرت
شیخ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اس کی ادائیگی میں کوتاہی کی بھی تو ان کو اس کا بدلہ لینے کی
طاقت اللہ نے دی ہے، ایسے لوگ یعنی اللہ والے اپنی چیز کو نہیں چھوڑتے

چنانچہ کچھ عرصہ قبل ایک خراسانی تاجر جس کا پندرہ ہزار روپیہ اور سنہری اشرفیاں راستے میں گم ہو گئی تھیں میرے پاس آیا اور دعا کی درخواست کی اور حضرت قبلہ عالمؒ کی روح مبارک کے ایصالِ ثواب کے لیے پانچ سو اشرفی خیرات کرنے کی نذر مقرر کر کے چلا گیا سال کے بعد اس کو سارا مال مل گیا لیکن نذر معین کے پورا کیئے بغیر اپنے وطن کو لوٹ گیا، راستے میں چوروں نے اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور اس کو بھی قتل کر دیا، اسی طرح ملتان کے کلالوں نے ـــــ جن کا دس ہزار روپیہ گم ہو گیا تھا ـــ میرے پاس آکر دعا کی درخواست کی اور پانچ سو روپیہ حضرت قبلہ عالم کے ایصالِ ثواب کے لیئے خیرات کرنے کی نذر مقرر کی لیکن بعد میں اس شرط کو پورا نہ کیا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کا نام و نشان تک مٹ گیا اور وہ مال دوسروں کے کام آیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ التجا اور تکیہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ پر کرنا چاہیئے نہ کہ اس کے غیر پر کیونکہ اس کی ذات پاک قدیم ہے اور ذاتِ قدیم پر تکیہ کیا جائے اور اس سے التجا کی جاتے تو اس کے پورا ہونے اور ہمیشہ رہنے کی امید ہوتی ہے، جس نے بھی اس ذات پر پورا بھروسہ کیا اس کو اس نے کبھی ضائع نہ کیا، اسی اثنا میں حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ آیا تکیہ خداوند تعالیٰ پر کرنا چاہیئے کہ وہ جانتا ہے حال کو دیکھ رہا ہے یا خاصانِ خدا سے التجا کرنی چاہیئے، فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو تو فرمادیں، آپ نے فرمایا کہ مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں ہے اور جس سے مجھے حاجت ہے اس سے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، وہ میرے کہنے کے بغیر بھی میرے حال کو جانتا ہے، اسی وجہ سے حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان پر رحمت

فرمائی اور فرمایا کہ :-

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ ط

اسی طرح ایک دفعہ ایک ہندو روپوں کی تھیلی کمر کے ساتھ باندھ کر سفر سے واپس اپنے گھر کو جا رہا تھا، اتفاق سے چوروں نے اسے آ گھیرا اور اس کو راستہ سے ہٹا کر صحرا کی طرف لے چلے، اور آپس میں کہنے لگے کہ اس ہندو کو کسی گم نام جگہ میں قتل کر دیں تاکہ اس کا کوئی نام و نشان نہ ملے اور ہم قصاص سے بچ جائیں، جب ہندو نے یہ باتیں سنیں تو دل ہی دل میں حق تعالیٰ کی جناب میں متوجہ ہوا اور عاجزی وزاری کی، تھوڑی دیر کے بعد ایک ندی کے کنارے پونچے، چوروں میں سے ایک نے پیاس کی شدت کی وجہ سے اپنی تلوار کو اپنے پیٹ سے بندھے ہوئے جانوروں کی طرح پانی پینا شروع کیا، حکمِ الٰہی سے تلوار نیام سے باہر نکل آئی اور اس کے پیٹ کو پھاڑ دیا جس سے اس کی تمام آنتیں باہر نکل آئیں، اس ہندو نے سمجھا کہ حق تعالیٰ نے اس عاجز کی دعا کو قبول فرمایا ہے۔ اس لیئے اب جوانمردی سے کام لینا چاہیئے، چنانچہ ایک خنجر ہاتھ میں لے کر دوسرے چور پر حملہ کر دیا، چور مر گیا اور اس کی تلوار بھی قبضہ میں کر لی اور صحیح سلامت اپنے گھر پہنچ گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حق تعالیٰ کے غیر کا بھروسہ حادث ہے کیونکہ (غیر حق تعالیٰ خود حادث ہے) اور حادث اور باقی ایک دوسرے کی ضد ہیں، اس لیے حادث اس قابل نہیں ہے کہ اس پر بھروسہ کیا جائے۔ اور جس نے کسی حادث اور فانی پر بھروسہ کیا، اس سے التجا کی اور اس پر اعتبار کیا اس نے ذلت اختیار کی اور نقصان اٹھایا، چنانچہ حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے۔ چونکہ آپ نے غیر حق تعالیٰ پر تکیہ کیا تھا اس لیئے غیرت کی وجہ سے حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے سات

سال تک اور آپ کو قید خانہ میں رکھا اور یہ بھی ثابت ہے کہ خواص کا فی الفور مؤاخذہ
کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو اس سبب سے کہ آپ
نے ایک غلام کو اپنی ماں سے الگ کر کے بیچا تھا اپنے فرزند حضرت یوسف علیٰ
نبینا وعلیہ السلام کے فراق کا مزہ چکھایا ـــــ اسی طرح ایک صاحب نسبت بزرگ کا
واقعہ ہے کہ ان کے گھر اور مسجد کے درمیان راستہ میں ایک کتیا نے بچے دیئے تھے
اور لوگوں کو تکلیف پہنچاتی تھی، انہوں نے حکم دیا کہ جس وقت یہ کتیا ادھر ادھر پھرنے
کے لیئے یہاں سے اٹھ کر جائے ان بچوں کو اٹھا کر کسی اور جگہ رکھ دیا جائے چنانچہ
جب کتیا چکر لگا کر اپنی جگہ پر پہنچی تو اپنے بچوں کو وہاں نہ دیکھا، حیران ہو کر چیختی چلاتی
ہوئی ادھر ادھر دوڑنے لگی، چونکہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ عادل اور غیور ہیں اس لیئے اسی
وقت اس درویش کے بیٹے کو لوگوں کی نظر سے اوجھل کر دیا، اس سبب سے اس
درویش کو بہت بیقراری اور پریشانی ہوئی اور حق تعالیٰ کی جناب میں بیٹے کے واسطے
بہت عاجزی اور زاری کی۔ حق تعالیٰ کی جناب سے عتاب نازل ہوا کہ تم نے کتیا کے
بچوں کو کیوں دور کرایا اور اس پر رحم نہ کیا تاکہ اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوتے پس
اس نے شرمندہ ہو کر بچوں کو کتیا کے پاس بھجوا دیا، اسی وقت ان کا لڑکا بھی مل گیا
مؤلف کہتا ہے کہ میرے شیخ کا یہ کلام اس حدیث مبارک کے معنی پر دلالت
کرتا ہے کہ اِرۡحَمُوا تُرۡحَمُوا (رحم کرو تاکہ تم رحم کیئے جاؤ) جس وقت مصاحبین کو
دنیادار امراء کی شفقت و مراعات پر اعتماد ہوتا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کے
نتیجہ میں کوئی نہ کوئی خرابی پیدا ہو جاتی ہے، چنانچہ بہادل خاں کلاں مرحوم کے متعلق
ذکر کرتے ہیں کہ رات کے وقت دو امیر جو کہ نواب کے بہت خیر خواہ تھے۔ آگ

بجا لاتے تھے اور نواب صاحب سوتے تھے - آخرکار اس سبب سے کہ انہوں نے غیر خدا پر بھروسہ کیا تھا، ایسی خرابی دیکھی کہ عرصۂ دراز تک قید میں رہے اس کے بعد قتل کر دیے گئے اور ایسی جگہ دفن کیئے گیے کہ ان کی قبر کا کسی کو نشان تک معلوم نہیں اور ان کے بعد نصیر کوریج ـــــ جو کہ نواب صادق محمد خاں کے خاص امراء میں سے تھا ـــــ بھی گردش ایام کی نذر ہو گیا، اس نے بھی نواب موصوف کے ہاتھوں موت کا پیالہ نوش کیا، اور اس کی قبر کا بھی کسی کو علم نہیں ہے۔

نیز فرمایا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ ایک بلند مکان کے اوپر بیٹھ کر وظیفہ پڑھ رہا تھا، اچانک ایک شخص اس مکان کے نیچے کھڑا ہوا دیکھا، اس سے اس کا پتہ پوچھا، کہنے لگا کہ آپ کا غلام ہوں، میں سمجھ گیا کہ بہادل خاں خود ہے، میں اس کی تکریم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور نیچے اتر کر اس کے پاس آیا اور کہا کہ خیر تو ہے اس وقت آنے کا کیا سبب ہے۔ کہنے لگا کہ میں اپنے گلے میں پگڑی ڈال کر عرض کرتا ہوں کہ محمد یعقوب کا کوئی بیٹا نہیں ہے، دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ اسے فرزند عطا فرماویں ـــــ نیز خان موصوف ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ جس وقت میرا باپ محمد صادق خاں مرحوم فوت ہوا تو گھر میں بیس روپیہ سے زیادہ کچھ موجود نہ تھا اور اپنے باپ کی مسند پر بیٹھنے اور اس کی قائم مقامی اور عیش و کامرانی کے حاصل ہونے کو خدا تعالیٰ اور محمد یعقوب کی طرف منسوب کرتا تھا ـــــ اور چونکہ محمد یعقوب کو بھی خان موصوف کی شفقت و مہربانی پر کلی اعتماد تھا، اس لیئے آخرکار کچھ روز قید خانہ کی مصیبت میں مبتلا ہوا اور مارا گیا اور کسی غیر معلوم جگہ دفن کیا گیا، کہتے ہیں کہ جس جگہ پہلی دفعہ دفن کیا گیا وہاں سے خان موصوف کے حکم سے نکال کر جب خان موصوف کے سامنے لایا گیا تو اس نے

گالیاں دیں اور اسے نمک حرام بتلایا اور حکم دیا کہ اسی جگہ دوبارہ دفن کر دیا جائے اسی طرح اور بہت سی حکایات مشہور ہیں۔

فرمایا کہ بہادر خاں کلاں مرحوم یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اہل دنیا عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں وہ جھوٹا ہے، کیونکہ وہ تو ہر وقت خائف اور ترساں ہی رہتے ہیں حتیٰ کہ کھانے پینے اور سونے میں بھی انہیں ڈر لگا رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے کیونکہ بعض اوقات ان کے اپنے خواص سے ہی بے وفائی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ دارا خاں اپنے خاص مصاحبین کے ہاتھوں مارا گیا۔

نیز فرمایا کہ بہادر خاں کلاں مرحوم نے کسی وجہ سے حضرات صاحبزادگانِ مہاروی کی جاگیر ضبط کر لی، حضرت قاضی صاحب (محمد عاقل ؒ) اور حضرت حافظ صاحب (محمد جمال ؒ) نے اس فقیر سے کہا کہ تم خان موصوف کے پاس جا کر حضرات صاحبزادگان کے معاملہ میں کوشش کرو اور نرمی سے کام نکالو، اس فقیر نے کہا کہ دولت مندوں کے ساتھ نرمی مجھ سے تو ہرگز نہیں ہو سکے گی اس لیئے آپ صاحبان ہی چلے جائیں۔ آخرکار اتفاقِ رائے سے اس فقیر کا ہی وہاں جانا قرار پایا، چونکہ خان موصوف اپنے پرچہ نویسوں اور مخبروں کی اطلاع دینے سے اس واقعہ سے مطلع ہو چکا تھا اس لیئے اس نے تمام عہدہ داروں کی طرف حکم جاری کیا کہ جہاں جہاں سے یہ فقیر گذرے اس کی خاطر تواضع کی جائے، چند مراحل طے کرنے کے بعد ہزارہ والا پر ٹھہرنے کا اتفاق ہوا اس جگہ کے کاردار نے خدمت گذاری میں حتی الامکان بہت کوشش کی، صبح

سویرے وہاں سے سوار ہو کر چلے، اسی روز خان مذکور موضع دلاور سے سوار ہو کر فقیر کی ملاقات کے واسطے احمد پور آ پہنچا، جب فقیر کے قریب آ کر بغل گیر ہوا تو باوجودیکہ جانبین کا لباس درمیان میں تھا۔ پھر بھی مجھے اس کے بدن کی حرارت معلوم ہوئی نیز اس کا چہرہ بھی متغیر تھا اور اس کے ہونٹوں اور دانتوں پہ گرد جمی ہوئی تھی، جب مکان پر واپس آیا تو میں نے مولوی غوث بخش سے — جو کہ اس کا محرم راز تھا — پوچھا کہ کیا خانصاحب کی حالت ہمیشہ اسی طرح رہتی ہے یا کہ آج ہی یہ حال بنایا ہے، کہنے لگا کہ کل جبکہ جناب کی احمد پور میں تشریف آوری کی خبر پہنچی، عشاء کے بعد سوار ہو کر وہاں سے جناب کی زیارت کے واسطے روانہ ہوا۔ جب چاہ مردانہ پر پہنچا تو اچانک شاہی فوج کے خراسان سے اس طرف کوچ کرنے کی اطلاع پہنچی بخان صاحب کھانا کھانے بیٹھے تھے۔ پروانہ پڑھتے ہی ان کے مزاج میں تغیر پیدا ہوا اور یہ ہیئت ہو گئی — اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر دنیادار عیش و کامرانی میں ہو دیں اور اچانک ان پہ غم و الم کا پہاڑ گر پڑے تو تمام لذت کو بھول جاتے ہیں۔ لیکن جو مرد درویش کی عیش و عشرت ہے وہ لازوال ہے — پھر فرمایا کہ جب دوسری دفعہ خان موصوف حقیر کی ملاقات کے لیئے آیا تو بات چیت کے بعد حضرت قاضی صاحب محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر کی تنگی کا ذکر کرنے لگا اور کہا کہ تم دعا کرو کہ ان کے لنگر کی تنگی دور ہو جائے۔ میں نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا: ؎

جہاں پُر سماع است و مستی و شور

ولیکن چہ بیند در آئینہ کور

جب اس نے یہ شعر سنا تو اٹھ کر چلا گیا اور مولوی غوث بخش سے کہنے لگا کہ

مجھے اس درویش کی جلالی طبیعت سے بہت ڈر لگتا ہے اور ایک ہیبت سی طاری ہوتی ہے جو کچھ ان کا مقصد و مدعا ہے اس کو پورا کر دو تاکہ خیریت سے یہاں سے چلے جاویں۔ چنانچہ ہم اپنا مقصد پورا کر کے خانقاہ مبارک پر واپس پہنچ گئے

ایک روز خان صاحب محمد بہادل خان نے خانقاہ مبارک (مہار شریف) پر میرے حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز سے ملاقات کی اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت قبلہ اس کو قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر لے گئے۔ اور ان کے وسیلہ سے دینی و دنیاوی حاجات کے پورا ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کو دستار عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔ جب حضرت صاحبزادہ میاں نور احمد صاحبؒ کے حجرہ میں جملہ صاحبزادگان کے پاس آکر بیٹھے تو بہادل خان بھی وہاں حاضر ہوا اور قدم بوسی کے بعد حضرت صاحبزادہ میاں غلام نبی صاحبؒ کی تعزیت کی، حضرت قبلہ نے صاحبزادگان کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ کہ جب قوم مہاراں نے میاں عبدالصمد صاحب شہیدؒ کو دشمنی کی وجہ سے شہید کر دیا، باوجودیکہ بہادل خان کلاں مرحوم حضرت قبلہ عالم کے مریدین میں سے تھا۔ اور اس کا لشکر بھی دو تین میل کے فاصلہ پر مبارک پور میں بیٹھا تھا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا ـــــ دراصل حضرت قبلہ عالم ہی کا تصرف تھا ـــــ لیکن ظاہری سبب یہ بنا کہ گروہ علماء نے کمر ہمت باندھ کر ان نابکاروں کو باوجودیکہ بارہ ہزار کے قریب تھے، جنگ کر کے علاقہ سے باہر نکال دیا۔ ورنہ ان خبیثوں کا ارادہ تو یہ تھا کہ صاحبزادگان میں سے کسی چھوٹے بڑے کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ ـــــ اس حکایت کے بیان کرنے میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اس سے قبل صاحبزادگان نے علماء کے معاملہ میں کچھ کوتاہی کی تھی ـــــ اس کے بعد خان صاحب موصوف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ایک بات کی وجہ سے میرے

دل میں تمہاری مقبولیت ہے جس کی وجہ سے تمہارا ہر ناشائستہ کام بھی جو تم سے صادر ہوتا ہے برداشت کیا جاتا ہے آئندہ بھی امید ہے کہ تم اس درجہ مقبولیت کو برقرار رکھو گے اور وہ بات یہ ہے کہ تمہارے باپ صادق محمد خان مرحوم نے اپنے امیر نصیر کو ریکچ کو قاضی محمد عاقل رح کی ممانعت، کے باوجود ان کے شہر احمد پور میں موجود ہوتے ہوئے قتل کرا دیا تھا حالانکہ قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ قرآن شریف کا پڑھنا پڑھانا بند کرکے امیروں کے ملک سے اسے لائے تھے اور خان مذکور کو اس کے قتل کرنے سے منع بھی کردیا تھا۔ لیکن تم نے شیخ محمد مقبول و شیخ نور محمد کو میرے آنے سے پہلے ہی قتل کرا دیا، ممکن ہے میں پہلے پہنچ جاتا اور تم کو منع کرتا لیکن تم سے یہ فعل سرزد ہو جاتا اور میں اگر حضرت قاضی صاحب رح کے برابر صبر و تحمل سے کام لیتا تو ٹھیک تھا ورنہ میں ہی نقصان اٹھاتا ـــــ اور نقصان اس طرح اٹھاتا کہ ایک امیر ایک اہل دل کا مرید تھا۔ اتفاق سے اس کا بڑے سخت دشمن سے مقابلہ ہوا۔ اس پر فتح پائی اور اس کو قتل کر دیا اور تمام مملکت پر قابض ہو گیا۔ حاسدوں کے کہنے سے اس درویش کی جلاوطنی کا حکم صادر کر دیا۔ چنانچہ وہ درویش اپنے کنبہ کے ہمراہ ایک طرف چل دیا۔ تقدیر الٰہی سے کسی نے اس امیر سے کہا کہ یہ درویش آپ کے پیر و مرشد تھے اور محل امانت تھے ممکن ہے بہت سی قیمتی چیزیں اور امانتیں بھی اپنے ساتھ لے جا رہے ہوں یہ سن کر اس نے فوج کو حکم دیا جس نے راستہ میں جا کر ان کو گھیر لیا اور ان کو لوٹنا شروع کیا۔ وہ درویش سواری سے نیچے اتر آئے اور خاموشی اور صبر سے ایک طرف ہو کر بیٹھ رہے۔ ان کی تین چار سال کی لڑکی ان کے سامنے کھڑی تھی۔ جب ایک شخص نے اس لڑکی کے کانوں سے گوشوارہ کو زور سے کھینچا تو اس نے بے اختیار چیخنا شروع کیا۔ پس اس درویش نے مہر صبر و سکوت کو توڑ دیا۔ اور اپنی شہادت کی انگلی زمین

میں گاڑ دی۔ انگلی گاڑتے ہی نہ وہ لٹیرے لشکری باقی رہے اور نہ وہ بادشاہی رہی۔ لیکن اس (عدم تسلیم و رضا اور ظہور کرامت کی) وجہ سے وہ درویش اپنے پہلے مرتبہ سے گر گیا اور بہت مدت کے بعد اس رتبہ پر فائز ہوا ـــــ اس کے بعد فرمایا کہ کوئی درویش ایسا نہیں ہے جس نے ان (دنیا داروں) سے دوستی کی ہو اور افسوس سے آخر کار اپنی انگلیوں کو دانتوں سے نہ کاٹا ہو۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جس کسی نے عہدۂ قضا اختیار کیا اس کو قضا آئی۔ کیونکہ اس زمانہ میں یہ کام نقصان سے خالی نہیں ہے، اس کے بعد حکایت بیان فرمائی کہ اس شہر میں فقیر کے آنے سے قبل ایک عالم میاں محمود نامی رہا کرتے تھے جن کے پاس لوگ شرعی مقدمات کے فیصلہ کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے خواب میں ان کو قضا کے کام سے منع کیا۔ انہوں نے اپنی مہر توڑ دی اور قضا سے توبہ کی۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ موسم سرما میں بہت امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے زکام، نزلہ اور دوسرے صفراوی امراض، اس لئے اس موسم کو ام الامراض کہتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ موسم سرما میں روئی دار کپڑے سردی سے بچنے کے لئے بہت مفید رہتے ہیں جیسے روئی دار جبہ، صدری اور لحاف وغیرہ ان کے بعد اونی کپڑوں کا درجہ ہے۔ نیز فرمایا کہ موسم سرما میں آگ کی بھی قدر و قیمت ہوتی ہے اور یہ حدیث شریف زبان مبارک سے بیان فرمائی اَلنَّارُ فِی الشِّتَاءِ خَیْرٌ مِنَ اللّٰہِ وَ رَسُولِہٖ ـــــ نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے رات اور دن کو پیدا فرمایا ہے اگر ہمیشہ رات ہی رہتی تو مخلوق عاجز آ جاتی اور اگر ہمیشہ دن ہی رہتا تو بھی مخلوق پریشان ہو جاتی۔ دن بھر مخلوق خدا اپنے کام کاج میں مشغول

رہتی ہے اور رات کے وقت آرام کرتی ہے۔ کقولہ تعالیٰ ۔

وَمِنْ رَّحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (اور اس کی مخلوق پر رحمت و مہربانی میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اس نے تمہارے واسطے رات اور دن کو پیدا کیا تاکہ تم رات کو آرام کرو اور دن میں اس کا فضل (پاکیزہ روزی) تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکریہ ادا کرو)

حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز نے میاں محمد یار باغبان سے پوچھا کہ میاں تقی محمد کے بیٹے کا کیا حال ہے؟ نماز روزہ ادا کرتا ہے یا نہیں۔ میاں مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! اس نے نماز روزہ چھوڑ دیا ہے اور کارِ معاش میں مشغول ہے۔ نیز ایک لڑکی کے عشق میں مبتلا ہے۔ یہ بات سننے کے بعد فرمایا کہ سبحان اللہ حق تعالیٰ کی کیسی قدرت ہے کہ کافروں سے پیغمبر پیدا ہوتے ہیں اور پیغمبروں سے کافر؟ اس کے بعد یہ شعر پڑھا ۔

پسرِ نوح با بداں بنشست

خاندانِ نبوتش گم شد

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے قصص کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ قومِ لوط علیہ السلام کا قصہ ہے کہ بعض ذلیل لوگ لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کیا کرتے تھے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی وجہ سے ساری قوم کو ہلاک کر دیا اور آلِ لوط کو امان دی اور حضرت نوح علی نبیاء علیہ السلام کا قصہ ہے کہ انہوں نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو دعوت دی۔ لیکن قوم ہر روز ان کو (اس کی پاداش میں) سنگسار کرتی تھی اور جبرئیل علی انبیاء وعلیہ السلام ان کو پتھروں کے نیچے سے نکالتے تھے جب آپ نے دیکھا کہ میری قوم دعوتِ دین کو قبول نہیں کرتی، بددعا فرمائی، حق وعز وجل نے طوفان نازل فرمایا اور ساری قوم کو غرق

کر دیا۔ اسی طرح حضرت صالح علیٰ نبینا وعلیہ السلام وحضرت ہود علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے اپنی قوم کو بُرے کاموں سے منع کیا لیکن جب ان کی قوم تباہی کے ارتکاب سے باز نہ آئی تو حق جل وعلا نے کافروں کو تو ہلاک کر دیا مگر مومنوں کو اس عذاب سے محفوظ رکھا ہے

ہود گرد موماں خطے کشید
سر دمے شد بادچوں آنجا رسید

یہ سارے قصے قرآن شریف میں اس لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مناہی اور معاصی کے ارتکاب سے دُور رہے اور اوامر کی تعمیل اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ظاہراً و باطناً کوشش کرے اور حق عز وجل کی بارگاہ کی مقبولیت ومحبوبیت حاصل کرے۔ چنانچہ قرآن شریف میں حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ اگر تم خداوند تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اخلاق وآداب وعبادات وعادات میں تاکہ تم کو اللہ تعالیٰ دوست رکھے۔

فرمایا کہ دنیاداروں کی آشنائی پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے کہ ان کی دوستی حادث ہے جس کے لئے بقا وقرار نہیں ہے جیسا کہ کنواں کی کڑی بغیر پاؤں کے ہوتی ہے اس لئے زمین پر قرار نہیں پکڑتی۔ نیز فرمایا کہ اگر کوئی دنیادار فقیر کے پاس نہیں آتا تو اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔ اس کا فقیر کے پاس نہ آنا بال برابر بھی وقعت نہیں رکھتا۔ چنانچہ سعدی علیہ الرحمت

نے اپنی کتاب میں حدیث نقل کی ہے کہ اِذَا رَایت الامیرُ بباب الفقیر فنعم الامیرُ و
اذا رایت الفقیر بباب الامیر فبئس الفقیر یعنی اگر تم امیر کو فقیر کے دروازہ پر دیکھے تو اس بات کو عُمدہ جان !
وہ امیر بہت خوب ہے اور اگر کسی فقیر کو امیر کے دروازہ پر دیکھے تو جان کہ وہ نہایت
بُرا فقیر ہے ۔

نیز فرمایا کہ خیر محمد خان پرجانی نے حضرت قبلہ عالم مہاروی رحؒ کو درویشوں کے
اخراجات کے واسطے جاگیر دی تھی، بعدہ اس جاگیر کو بہادل خان کلاں مرحوم نے ضبط کر لیا،
لیکن حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے اپنی زندگی میں اس کی بالکل کوئی پرواہ نہ کی ـــــ اور
جاگیر کے ضبط ہونے کی وجہ بیان فرمائی کہ مولوی سکندر اور دوسرے علماء کسی شرعی مقدمہ
کے انفصال کے لئے بہادل خان کے پاس گئے۔ خان موصوف نے مقدمہ کے فیصلہ
کرنے میں دیر لگا دی اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ ایک اور
عالم میرے پاس بھیج دیں جو کہ ان علماء کے ساتھ گفتگو کرے ۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ
نے جواب میں لکھا کہ میرے پاس کوئی ایسا عالم نہیں ہے ۔ جو کہ علماء کے ساتھ بات کرے
اور تم پر شریعت کی فرمانبرداری واجب ہے ۔ جو کچھ علماء شرعی حکم دیں اس پر عمل
کیجئے کیونکہ تم اکبر اعظم سے بڑے نہیں ہو کہ اکبر اعظم کو بھی علماء کے حکم سے شریعت کی
پابندی کرنا پڑی اور نہ ہم منصور رحؒ سے زیادہ بزرگ نہیں ہیں کہ انہوں نے بھی حکم شریعت
کو مانا اور سولی پر لٹک گئے، اس لئے حکم شریعت سے ہرگز اعراض نہ کریں ۔ جب یہ
جواب پہنچا تو خان مذکور نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی جاگیر کو بند کر دیا لیکن انہوں نے
اس کی واگزاری کے واسطے ذرّہ بھر بھی کوشش نہ کی ۔

نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت صاحبزادگان

اور حضرت حافظ صاحب محمد جمال ملتانی اور حضرت قاضی صاحب محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہا
نے اس فقیر کو جاگیر مذکور کی واگزاری کے واسطے خان موصوف کے پاس بھیجا، جب
ہم نے خان موصوف سے ملاقات کی تو خان موصوف نے کہا کہ ہم بھی حضرت قبلہ عالمؒ
سے ارادت رکھتے ہیں، ہم نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم کو تمہاری ارادت کی کوئی
علامت اور نشانی نظر نہیں آتی اور یہ مثال بتلائی کہ جس جگہ آگ جلائی جاتی ہے وہاں
سے دھواں اٹھتا ہے۔ اگر تم کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے ارادت ہوتی تو اس
کی علامات بھی ضرور ظاہر ہوتیں۔ اس کے بعد خان موصوف نے جاگیر مذکور کو واگزار
کر دیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب اہل دنیا کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو پیروں
فقیروں کے پاس دوڑتے ہیں اور ان کے سامنے تضرع وزاری کرتے ہیں، ورنہ
نہیں آتے، غرور دنیا کی وجہ سے خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے تعلق اور
بیزار رہتے ہیں بلکہ دل ہی دل میں اپنی الوہیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور کسی کو بھی اپنے
برابر نہیں سمجھتے۔

نیز فرمایا کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ دنیاداروں میں
سے کوئی شخص اپنی الوہیت کا دعویٰ کھلے طور پر نہیں کرتا۔

نیز فرمایا کہ دنیادار سفید چشم اور بے وفا ہوتے ہیں اور اس کے مناسب حکایت
بیان فرمائی کہ میاں محمد یار منشی کا باپ مسو خان کا ملازم تھا اور خان مذکور اس کو اپنا بیٹا
کہا کرتا تھا، جب کسی معاملہ کی انجام دہی کے واسطے اس کو کہیں باہر بھیجتا اور وہ کوئی کام
سرانجام دے کر واپس آتا تو خان مذکور سات روز تک خوشی مناتا کہ میرا بیٹا خیریت

سے واپس آگیا ہے، اس قدر اس پر لطف و کرم کرتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہم نے سُنا کہ خان مذکور نے میاں محمد یار منشی کے والد کو درخت اراک پر لٹکا کر ہلاک کر دیا ہے۔

فرمایا کہ مولانا روم قدس سرہٗ نے اہل دنیا کو خوب طریقہ سے یاد کیا ہے فرماتے ہیں ؎

اہلِ دنیا چہ کہین وچہ مہین
لعنت اللہ علیہم اجمعین
اہلِ دنیا چوں سگِ دیوانہ اند
دور شو زیشاں کہ بس بیگانہ اند
چیست دنیا سر بسر بے سر شدن
در پئے آں کو لگن چوں خر شدن

یعنی دنیا داروں کی مثال گدھے کی ہے جو کہ بوجھ کو پیٹھ پر اٹھاتا رہتا ہے اسی طرح اہل دنیا، دنیا کی طلب میں (جو کہ نجاست اور گندگی کے بوجھ کے سوا اور کچھ نہیں ہے) ہمیشہ حیران و سرگرداں رہتے ہیں، قناعت نہیں کرتے اور دنیا کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ آخر کار دنیا کو چھوڑ کر خالی ہاتھ یہاں سے جاتے ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جس کسی کی قسمت میں کوئی چیز ازل میں لکھی گئی ہے وہ اس کو پہنچ کر رہتی ہے۔ اگر قسمت میں نہ ہو تو نہیں ملتی۔ چنانچہ سلطان سکندر کی قسمت میں آب حیات نہ تھا، کوشش کے باوجود نہ ملا حالانکہ حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو اپنا رہبر بنایا تھا اور انہوں نے بھی سکندر کو پانی پلانے کی پوری کوشش کی تھی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ حکم الٰہی اسی طرح تھا کہ سلطان سکندر آب حیات نہ پیوے اور

اسی طرح تشنہ لب واپس لوٹ آئے، اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؂

تہیدستانِ قسمت راچہ سُود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

"تہیدستانِ قسمت" سے وہ لوگ مراد ہیں کہ اعیانِ ثانیہ میں جن کے حق میں کفر لکھا گیا ہے اور یہ کہ وہ دنیا میں کافر ہی رہیں گے، توحید ایمانی اور توحید علمی سے خالی و محروم ہوں گے اور انبیاء و اولیاء کے دیکھنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے سے بھی ان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا، بلکہ انبیاء اور اولیاء کے ساتھ دشمنی کریں گے جیسا کہ ابوجہل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی اور نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ساتھ اور فرعون بے عون نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ساتھ عداوت رکھی، مگر ایسے لوگ جو انبیاء اور اولیاء کے ساتھ دنیا میں عداوت رکھتے ہیں آخر کار ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کو نہایت حسرت ہو گی کہ انہوں نے دنیا میں انبیاء اور اولیاء کے ساتھ دوستی کیوں نہ کی تاکہ ان کی دوستی ہم کو دوزخ کے عذاب سے نجات دیتی۔

فرمایا کہ اہل دنیا کی نوکری کرنا بہت بُرا ہے اور دنیا داروں کے معاملہ میں دخل دینا اس سے بھی زیادہ بُرا ہے چنانچہ اگر کوئی کسی دنیا دار کی طرف سے مخلوق خدا پر حاکم بنایا جائے اور وہ مخلوق پر اپنا حکم چلائے اور دنیا داروں کی رعایت کرتے ہوئے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پس پشت ڈال دے، اور لوگوں سے ظلم و تعدی سے مال حاصل کرے اور وہ مال اپنے دنیا دار حاکموں کے پاس لے جاوے تاکہ وہ دنیا دار اس سے خوش ہووے اور اس کو اپنا خیر اندیش تبلادے اور بہت

لائق کہے ـــــ اور اسی قسم کے مخلوقِ خدا پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے تو حق تعالیٰ اسی دنیا دار حاکم کو اس پر مسلّط فرما دیں گے کہ وہی اس ظالم کو خوار و برباد کر دے گا، اس پر آپ نے یہ حدیث مبارک بیان فرمائی۔

مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا فقد سَلَّطَہُ اللہ تعالیٰ علیہ

(جس کسی نے ظالم کی اعانت کی اللہ تعالیٰ نے اُسی ظالم کو اس پر مسلّط کر دیا)

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ کی نوکری کرنی چاہیئے یعنی حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی عبادت تمام کاموں سے بہتر ہے کیونکہ اگر کوئی شخص حضرت حق عزّ و جل کی جناب میں متوجہ ہووے اور چل کر جاوے تو حق جل و علا اس کی طرف دوڑ کر آتے ہیں۔ اس پر یہ حدیث قدسی ارشاد فرمائی۔ من اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃً

یعنی حق عزّ و جل فرماتا ہے کہ اگر کوئی میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ غیبت کرنا چوری کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔ کیونکہ چوری کرنے سے تو چور چوری کی ہوئی چیز سے کچھ فائدہ بھی اٹھا لیتا ہے لیکن غیبت میں کوئی ظاہری فائدہ بھی نہیں بلکہ غیبت کرنے والے کے تمام اعمال نیک برباد ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیبت کرنے سے منع فرمایا ہے کہ غیبت کرنے سے تمہارے تمام اعمال حبط ہو جائیں گے اور تم کو معلوم بھی نہ ہوگا کقولہ تعالیٰ وَلَا یَغْتَبْ بعضُکم بعضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکم اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فکَرِھْتُمُوْہُ یعنی چاہیئے کہ تم میں سے بعض لوگ دوسروں کی غیبت نہ کریں۔ (اور غیبت یہ ہوتی ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے

ایسی بات کہی جائے کہ اگر وہی بات اس کے منہ پر کہی جائے تو اس کو سخت غصّہ دلائے۔ پس حق تعالیٰ غیبت کی بُرائی ظاہر کرنے کے واسطے مثال بیان فرماتے ہیں کہ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے درآنحالیکہ وہ مُردہ ہو وے بلکہ تمہارا نفس اس بات کو مکروہ سمجھتا ہے اور تم مُردہ بھائی کا گوشت نہیں کھاتے، پس جس طرح کہ مُردہ کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہو اسی طرح غیبت کرنے سے بھی پرہیز کرو۔ قطعہ :۔

آں کس کہ بہ سوئے غیبت افراختہ است

او از تن مردگاں غذا ساختہ است

واں کس کہ بہ عیب خلق پرداختہ است

زاں است کہ عیب خویش نشناختہ است

نیز فرمایا کہ فقراء کا کام یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے سے اچھا سمجھا جائے اور اس کے واسطے دعا کی جاوے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کام حق تعالیٰ کرتے ہیں اس میں مخلوق کی بہتری ہی ہوتی ہے اور نقصان کی نسبت نفع زیادہ ہوتا ہے (اور جو بظاہر نقصان معلوم ہوتا ہے اس میں بھی حقیقتہً نفع ہی ہوتا ہے) یہ اس لئے کہ اس ذات پاک کا کوئی کام عبث نہیں ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربان ہیں اور ارحم الرحمین ہیں۔

نیز فرمایا کہ قرآن مجید کی قسم نہ کھانی چاہیئے کیونکہ یہ نامردوں اور بے وقوفوں کا کام ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ انسان تو صرف انبیاء اور اولیاء ہی ہیں، دوسرے سب چارپائے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں، اس پر آپ نے یہ آیت مبارک پڑھی

اولیٰئک کالانعام بل ھم اضل ، نیز فرمایا کہ درویش کے واسطے خرچ کرنا بہت آسان ہے کیونکہ اسے دنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی اور دنیا داروں کے واسطے مال کا خرچ کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں اور اگر کوئی دنیا کے ساتھ محبت رکھتا ہو اور باوجود اس کے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں خرچ بھی کرتا ہو وہ بہت بلند ہمت شخص ہے۔ پھر یہ شعر ارشاد فرمایا ۔

تواضع زگردن فرازان نکوست
گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

یعنی خدا کی راہ میں خرچ کرنا اور مخلوق خدا کے ساتھ تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آنا درویش کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ یہ اس کی فطری عادت ہوتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے :۔

السعیدُ سعیدٌ والشقیُّ شقیٌّ فی بطنِ اُمِّہٖ

(نیک بخت اپنی ماں کے پیٹ سے نیک بخت ہوتا ہے اور بدبخت اپنی ماں کے پیٹ سے بدبخت پیدا ہوتا ہے)

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ درویش متوکل کو کوئی حرام چیز نہیں بھجواتے چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے وَمَن یتقِ اللہ یجعل لَّہٗ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبُہٗ ان اللہ بالغ امرہٖ قد جعل اللہ لکلِّ شیءٍ قدراً (جو کوئی بھروسہ کرے اللہ کی ذات پر اللہ نکال دے اس کے لئے کوئی راہ اور اس کو روزی پہنچائے وہاں سے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو کوئی بھروسہ کرے

اللہ پر، اللہ اسے کافی ہو رہے، تحقیق اللہ اپنی بات پوری کرنے والا ہے۔ اور اس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہوا ہے)

چنانچہ شیخ عطارؒ نے فرمایا ہے ؎

بر توکل گر بود فیروز بیت
حق دہد مانند مرغاں روزیت

اسی طرح قرآن مجید میں حضرت زکریا علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا ذکر آیا ہے کہ جب آپ بی بی مریم نبینا وعلیہ السلام کے پاس گئے تو ان کے پاس طعام دیکھا۔ کہنے لگے کہ تمہارے پاس یہ طعام کہاں سے آیا۔ بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے بھیجا ہے۔ قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشآء بغیر حساب ؕ

نیز فرمایا کہ اللہ کا عشق عجب نعمت ہے جس کسی کو نصیب ہوا اس نے دونوں جہانوں سے ہاتھ جھاڑ لیا۔ چنانچہ مولانا رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

عاشقاں را شادمانی و غم اوست ۔ مزد کار و اجرت خدمت ہم اوست
عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت ۔ ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

اس کے بعد آپ نے ہندی کا یہ مصرعہ ارشاد فرمایا ؎

بھٹ کھڑیا ندی تول دہانی مینوں سھڑا نجھے دا بھانا

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے صاحبزادہ خیر محمد صاحبؒ کو دعا دی کہ حق تعالیٰ تم کو علم باعمل نصیب فرمائے کیونکہ عمل کے بغیر علم کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے - مَثَلُ الذین حمّلوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل

الحمار یحمل اسفاراً

اور حدیث شریف میں آیا ہے :-

مَنْ یَّعْمَلْ وبِمَا علم فھو عالمٌ وَمن لم یعمل بما حکم فھُو جاھلٌ

(جس نے اپنے علم پر عمل کیا وہ تو عالم ہے اور جس نے اپنے علم پر عمل نہیں کیا وہ جاہل ہے)

اور حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے ؎

علم ہر چند بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانش مند
چار پائے برو کتابے چند

ایک روز شادی بیاہ کے بارہ میں بات چلی، آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اس کار خیر کا ارادہ کرتا ہے وہ بہت خوش و خرم ہوتا ہے لیکن نکاح کر لینے کے چند روز بعد حیران و پریشان ہو جاتا ہے، ایک شخص آپ کے سامنے بیٹھا تھا جس کا بہت بُرا حال تھا حضرت خواجہ نے اس کی طرف نظر شفقت سے دیکھا اور فرمایا کہ اس شخص کو دو مادیوں نے خوار و پریشان کر دیا ہے یعنی اس نے دو عورتوں کے ساتھ نکاح کیا ہے اس وجہ سے پریشان حال ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

غم فرزند و نان و جامہ و قوت
بازت آرد ز سیرت ملکوت

شب چو عقدِ نماز بر بندم
گوئم چہ خورد بامداد فرزندم

اس لئے سالک کے واسطے مجرد رہنا بہت اچھا اور غنیمت ہے بہ نسبت عیالداری کے کیونکہ خانہ داری (سالک کے واسطے) بہت مشکل کام ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مقولہ ہے بقول حدیث :-

النکاح سرور شہر و غموم دہر و کسر ظہر ولزوم مہر

(یعنی نکاح ایک مہینہ کی خوشی اور عمر بھر کے واسطے غم دینے والی چیز ہے اور پیٹھ کو توڑنے والی اور مہر کو لازم کرنے والی چیز ہے)

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ہم حضرت مولانا صاحب (مولانا فخر الدین) قدس سرہٗ کی زیارت کے بعد دہلی شریف سے واپس ہوئے اور شہر بھٹنیر میں پہنچے تو رمضان شریف کا چاند نمودار ہوا، ہاڑ کا موسم تھا اور ایک بوڑھا آدمی ہمارے ہمراہ تھا۔ ہم نے رمضان شریف کے روزے رکھنے شروع کئے۔ سارا دن ہم منزل قطع کرتے اور افطار کے وقت اس بوڑھے کو میں آدھی روٹی دیتا جس پر وہ قناعت کرتا۔

نیز فرمایا کہ میاں فتح محمد بہٹہ جو کہ حضرت میاں صاحب نارووالہ قدس سرہٗ کے مریدین میں سے تھا۔ ہاڑ کے موسم میں سارا دن ہل چلاتا اور اس کے ساتھ رمضان مبارک کا روزہ بھی رکھتا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کسی پر حق تعالیٰ فضل کرتے ہیں اس سے نیک کام ہی صادر ہوتا ہے اور جس کسی پر اس کا قہر نازل ہوتا ہے اس سے بُرے افعال کا ظہور ہوتا ہے چنانچہ ہمارا ایک پیر بھائی تھا اس سے جو کوئی پوچھتا کہ تم کس کے مرید ہو تو وہ جواب دیتا

کہ میں نصرت خان ہوت کا مرید ہوں، لوگ کہتے کہ تم تو حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے مُرید تھے نصرت خان کے مرید کیسے بن گئے۔ وہ جواب دیتا کہ جب نصرت خان کو قید کر کے خراسان لایا گیا۔ اور اس کو اور اس کے اہل خانہ کو سپاہیوں کے حوالہ کیا گیا تو سپاہی اس کے اہل خانہ کی بے عزّتی اور بے حُرمتی کرتے، ہم سرکاری اونٹوں کے داروغہ تھے، بالاخانہ سے یہ سب کچھ دیکھتے۔ بعدہٗ ہم نے دنیاوی کاموں اور نوکری وغیرہ سے توبہ کر لی ـــــ اس واسطے میری ہدایت کا سبب دراصل نصرت خان ہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے آپ کو نصرت خان کا مرید کہتا ہوں ـــــ پھر جب میں نے نوکری سے توبہ کر لی اور فقیرانہ لباس پہن کر خراسان سے نکل کھڑا ہوا۔ اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کی بیعت کی نعمت حاصل ہوئی الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نیز فرمایا کہ کوئی بادشاہ ہندوستان سے لاہور آیا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی درویش بھی ہے کہ جس سے ہم ملاقات کریں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ یہاں ایک درویش ہے لیکن وہ جنگل میں رہتا ہے اور شہر میں نہیں آتا، بادشاہ جنگل میں گیا اور ایک بالاخانہ تعمیر کروایا، اس پر بیٹھ گیا اور لوگوں سے کہا کہ اس کو تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ، لوگ درویش کو ڈھونڈ کر لے آئے اور اسے ایک ہنگھوڑے میں بٹھا کر رسیوں کے ذریعہ بالاخانہ پر کھینچ لیا۔ بادشاہ نے اس سے ملاقات کی اور کہنے لگا کہ تم نے خدا کو کس طرح ڈھونڈا، درویش نے جواب دیا کہ جس طرح تم نے مجھے ڈھونڈا (یعنی طلب صادق ہو خدا بھی مل جاتا ہے)

نیز فرمایا کہ دو ابدال ہوا میں اڑتے ہوئے حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ

کے روضۂ مطہرہ کے پاس سے گزرے، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں روضہ شریف کے ادب کی وجہ سے دوسری طرف کو پرواز کرتا ہوا نکل جاؤں گا۔ لیکن دوسرے نے روضۂ مطہرہ کے اُوپر سے ہو کر گزرنا شروع کیا۔ جب روضہ شریف کے اوپر سے گزرا، بے ادبی کی وجہ سے روضۂ مبارک کے صحن میں گر پڑا۔

نیز فرمایا کہ ایک ابدال کا ایک بڑے سمندر پر سے گزرنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاق سے اسی وقت بارش برسنا شروع ہو گئی، درویش نے خیال کیا کہ اگر یہ بارش کسی خشک جگہ پر برستی تو بہتر ہوتا، جونہی کہ اس نے یہ خیال کیا، ہوا میں سے بغداد شریف کے بازار میں آکر گر پڑا اور تین روز تک بازار میں پڑا رہا۔ تین روز کے بعد ایک صاحب نسبت شخص آیا۔ اسے دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ تو ابدال ہے اس سے پوچھا کہ تم اس جگہ کس گناہ کی پاداش میں آگرے، اس نے جواب دیا کہ ایک روز میرا سمندر کے ایک حصے پر سے گزرنا ہوا اتنے میں بارش برسنے لگی، میں نے خیال کیا کہ اگر یہ کسی خشک جگہ پر برستی تو اچھا ہوتا۔ یہ خیال کرنے سے میں فوراً اس جگہ آگرا۔ اب تم میرے پاؤں میں رسی ڈال کر مجھے گھسیٹو تاکہ میرا گناہ معاف کیا جاوے اس نے جب اس کے دونوں پاؤں میں رسی ڈالی تو غیب سے آواز آئی کہ ہم نے اس کا گناہ معاف کیا۔ اور ابدال زمین سے اُٹھ کر ہوا میں اڑنے لگا۔

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ ابتدائی عمر میں راہزنی کیا کرتے تھے۔ ایک روز ان کے قافلہ میں ایک قاری یہ آیت

پڑھ رہا تھا۔

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللّٰہ (کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جائیں)

اس آواز نے ان پر اتنا اثر کیا۔ رہزنی سے توبہ کی اور شیخ عبدالواحدؒ کی خدمت میں پہنچ کر بیعت کی اور حق تعالےٰ کے فضل و کرم سے کاملین کے درجہ تک پہنچے۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کا جو گناہ بھی دیکھتے ہیں اس سے درگزر کرتے ہیں لیکن اگر بندہ کسی میں کوئی گناہ دیکھتا ہے تو اُسی وقت وہ اس کو اس کی پاداش میں ذلیل و خوار کرتا ہے لیکن حق سبحانہ و تعالےٰ اپنے فضل سے ستاری کرتے ہیں اور معاف فرما دیتے ہیں (معافی چاہنے والوں کو)

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کافروں کے ملک سے ہجرت کرنا پہلے زمانہ میں سنت تھی لیکن اس زمانہ میں کفار کے ملک سے ہجرت کرنا فرض ہو گیا ہے۔ چاہیئے کہ جہاں اسلام کا غلبہ ہو، کافروں کے ملک کو چھوڑ کر وہاں ہجرت کی جائے کیونکہ کافروں کے ملک میں دین و دنیا کا نقصان ہوتا ہے اس وجہ سے کہ نماز روزہ اور دیگر عبادات کے چھوڑ دینے سے لوگ سیاہ دل اور سخت دل ہو جاتے ہیں، اس لحاظ سے دین کا نقصان ہوتا ہے اور دنیا کا نقصان اس طرح کہ بے دینوں کی وجہ سے بے برکتی ہوتی ہے اور ہر چیز کم

ہو جاتی ہے۔ حسب حال آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ ہم ایک دفعہ احسان پور میں تھے، ہمیں تخم خیارین کی ضرورت پڑی لیکن نہ ملے، ہمارے پاس ایک ہندو بیٹھا تھا، ہم نے اسے کہا کہ ہم کو تخم خیارین کی ضرورت تھی کیا یہاں پیدا نہیں ہوتے ہندو نے جواب دیا کہ جب سے کافروں کی حکومت آئی ہے تب سے ہر چیز کم ہو گئی ہے۔ نیز یہ حکایت بیان فرمائی کہ شہر لیّہ کے پاس اسلامی حکومت کے دور میں ایک ہندو کنوئیں پر زراعت کیا کرتا تھا اور کافی فصل اٹھاتا تھا۔ جب کافروں (انگریزوں) کی حکومت آئی، وہ ہندو اگرچہ بہت کچھ بوتا مگر اسے کچھ حاصل نہ ہوتا۔ اس خیال سے ہر وقت حیران و پریشان رہتا۔ ایک روز اس کے دل میں خیال آیا کہ فصل کے پیدا نہ ہونے کا سبب کافروں کا تسلط ہے اور جس وقت کہ اسلام کی حکومت تھی اور اذان، نماز اور روزہ لوگوں کا شعار تھا اس وقت بہت زیادہ فصل ہوتی تھی۔ اسی وقت اس نے ایک عالم کو کنوئیں پر بٹھایا اور اسے کہا کہ یہاں اذان کہو اور نماز پڑھو، اور جو کوئی تم کو منع کرے گا میں اس کا جواب دوں گا اور تمہاری حفاظت کروں گا۔ جب اس عالم نے وہاں پر نماز پڑھنا اپنا دستور بنا لیا تو اسی کنوئیں سے اس کی بہت زیادہ فصل ہونے لگی جس قدر کہ پہلے غلبۂ اسلام کے وقت پیدا ہوتی تھی۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اسلام کی مثال نور کی اور کفر کی مثال اندھیرے کی ہے۔ نیز فرمایا کہ انسان کے اندر ناشکری کی خصلت جبلّی ہے لیکن اگر کوئی انسان شاکر و صابر ہو وے تو اس کی نعمت اور اجر بھی زیادہ ہوتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں لئن شکرتم لأزیدنّکم و انّ اللہ مع الصابرین۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ کیمیا گری دراصل خلق خدا کے ساتھ دھوکہ کرنے کا نام ہے کیونکہ اگر تانبے کو چاندی یا سونے میں تبدیل کردیں یا پارے اور قلعی کو چاندی یا چاندی کو سونا بنادیں تو سو سال کے بعد وہی تبدیل شدہ چیز اپنی اصلی حالت پر لوٹ جاوے گی ـــ اور اس کام کے کرنے والے سے خداوند تعالیٰ ایمان چھین لیتا ہے۔ اور اس کو عذاب دیتا ہے اور دوزخ میں ڈالتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الحرفۃ

نیز فرمایا کہ ہر شخص اپنی جگہ اپنے کاروبار اور اپنے مذہب میں خوش ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت پڑھی کل حزب بما لدیہم فرحون ہر ایک گروہ اپنے حال میں خوش ہے۔

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ سے پوچھا کہ سماع حلال ہے یا حرام۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا ے

مردہ نفس زندہ دلاں را روا ست
ہر کہ جز ایں است مر او را خطاست

پھر اس کے مطابق ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز میں نے اپنے خسر سے یہ بیان سنا کہ جب نادر شاہ کی فوج ایک قلعہ کو فتح نہ کرسکی تو ایک رات نادر شاہ نے کہا کہ صبح سویرے ہم اس قلعہ پر حملہ کریں گے۔ جب صبح صادق ہوئی اس نے ایک لشکر تیار کیا اور لشکر کے سامنے سماع اور سرود عراقی شروع کیا گیا۔ بعدہٗ قلعہ کے اردگرد گھیرا ڈال لیا گیا درآنحالیکہ تمام لشکری آدازہ خوش سے مست تھے۔

چنانچہ اندرونِ قلعہ سے جو تیر اور گولے لشکریوں پر آکر پڑتے تھے ان سے کسی سپاہی کا ہاتھ کٹ جاتا اور کسی کا پاؤں۔ لیکن سماع کے ذوق اور مستی کی وجہ سے سارے لشکر کو اپنے اعضاء کے کٹ جانے کا کوئی احساس نہ ہوا آخر جب قلعہ فتح ہو گیا تو منادی کرائی گئی کہ کوئی شخص اب گانے نہ پائے جب قوالوں نے قوالی بند کر دی تو وہ سب لشکری جو زخمی ہو چکے تھے یک لخت زمین پر گر پڑے۔

نیز فرمایا کہ میرے خسر نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک قلعہ بہت مضبوط تھا اور فتح نہیں ہو رہا تھا۔ نادر شاہ نے حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کیا جائے۔ کچھ سپاہیوں کے پاس ہتھیار نہیں تھے وہ لشکر کے آگے آگے جا رہے تھے جب قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ کے اندر باہر کو نکلی ہوئی بڑی بڑی نوکدار میخیں ہیں۔ ان خالی سپاہیوں نے اپنی پیٹھوں کو ننگا کیا اور میخوں پر دے مارا۔ اس کے بعد ہاتھیوں نے اس دروازہ کو توڑ دیا اور اس طرح قلعہ فتح ہو گیا۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ سپاہی جنہوں نے اپنی جان کو قربان کر دیا اس کا سبب کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ ان کو جاگیر بخشی گئی ہے، اب اگرچہ وہ مُردہ ہیں لیکن ان کی جو اولاد زندہ ہے وہ اس جاگیر پر قابض اور متصرف ہے علہ

علہ ان حکایات سے حضرت خواجہؒ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سماع کے اثرات سے اگر ایک انسان دنیاوی کاموں میں اور دنیاوی حکام کے احکام کی تعمیل میں ایسی سرگرمی اور جوش و خروش دکھا سکتا ہے تو وہ سماع جس کو شرائط کے ساتھ بعض ائمہ فقہا اور مشائخ چشت رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے جائز رکھا ہے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل میں بدرجہ اولیٰ چست و چالاک بنا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
احقر مترجم

اس کے بعد فرمایا کہ میرا خسر یہ بھی کہتا تھا کہ ایک روز ایک درویش ایک گھوڑے پر سوار ہو کر نادر شاہ کے لشکر میں منادی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے کتّو! یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ایک درویش نے اس سے پوچھا کہ اے درویش یہ کیا کہہ رہے ہو۔ درویش نے جواب دیا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ نادر شاہ کے سر سے دستار اتار لی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نادر شاہ کے ایک اہلکار نے ایک بوڑھے شخص پر جرمانہ کیا اور وہ بڈھا (بوجہ مفلسی) اپنی بیٹی کو فروخت کرنے کے واسطے بازار میں لے گیا۔ ایک خریدار آیا اور اس نے اس لڑکی کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ مجھے یہ لڑکی پسند ہے۔ لڑکی کے باپ نے جب یہ بات سنی تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگا! اے خداوند کیا تجھے بھی یہ پسند ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے تین روز بعد نادر شاہ کے قریبی لوگوں میں سے کسی نے آدھی رات کے وقت نادر شاہ کو قتل کر دیا۔ اور نادر شاہ کے قتل ہو جانے کے بعد شاہ مذکور کے لشکر میں ایسی افراتفری مچی کہ لشکری آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ پڑے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے یہ دو شعر پڑھے ؎

بہ یک گردش چرخ نیلوفری	نہ نادر بجا ماند نے نادری
شبانگہ سرِ قتل و تاراج داشت	سحر گہ نہ تن سر نہ سر تاج داشت

اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اصل نعمت حق تعالیٰ کو یاد کرنا ہے باقی سب کام فضول ہیں اور یہ شعر ارشاد فرماتے ؎

چہ خوش ملکے ست درویشی و درویشان حقّانی
کہ ایشانرا نظر ناید دو صد ملکِ سلیمانی

پس از سی سال این معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از مُلکِ سلیمانی

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ چیونٹی ایک سال میں گندم کا ایک دانہ کھاتی ہے لیکن حرص کے سبب رات دن سرگرداں رہتی ہے اور آرام نہیں کرتی۔ سالک کو چاہیئے کہ قانع اور شاکر ہووے۔ اور چیونٹی کی طرح حریص نہ ہو چنانچہ شیخ عطار قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں ؎

تا بکے چوں مور باشی دانہ کش　　　گر تو مردی فاقہ را مردانہ کش

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سب لوگ حرام و حلال اور گناہ ثواب کے کاموں کو جانتے ہیں، لیکن جس کو حق تعالیٰ ہدایت فرماویں وہی حرام اور گناہ کے کاموں سے دور رہتا ہے اور اللہ کی پناہ! اگر کسی کو ہدایت نصیب نہ ہو تو وہ حرام اور گناہ کے کاموں سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔ بلکہ غیر مشروط کاموں کے کرنے پر مُصر ہوتا ہے اور ہدایت خداوندی کے بغیر کوئی مرد کامل بھی نہیں ہو سکتا۔

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہر چیز کی قدر و قیمت الگ الگ بنائی ہے چنانچہ ایک تلوار ایسی ہوتی ہے جو پانچ روپیہ میں بکتی ہے۔ اور ایک تلوار ہزار روپیہ میں فروخت ہوتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ لعل بھی پتھر ہی ہوتا ہے اس کی بہت قیمت ہوتی ہے لیکن دوسرے پتھروں کی قیمت ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح بنی آدم کے درجات میں فرق ہے ــــ اور ارشاد فرمایا کہ میاں محمد یار پسر طالب خوجہ بہت اچھا آدمی ہے کیونکہ اس کے رشتہ دار اور دوسرے غریب لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حکایت بیان

فرمائی کہ ایک روز میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی کہ آپ کا موڑی آئیڑ مل مرگیا ہے۔ اس پر قبلہ عالم قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ آئیڑ مل کی مثال کون شخص پیش کر سکے گا۔

نیز فرمایا کہ آئیڑ مل کے مرنے کے بعد حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کو اطلاع کی گئی کہ میرن شاہ نے آئیڑ مل سے مبلغ ستائیس روپیہ بطور قرض لیا تھا۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے اس کے مرنے کے بعد میرن شاہ کا قرضہ اپنے پاس سے ادا کر دیا۔۔۔ جس وقت یہ قصّہ بیان کیا گیا حضرت قبلہ قدس سرہٗ کا موڑی جس کا نام بھی آئیڑ مل ہی تھا حضرت قبلہ کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ غریب نواز! آپ نے بھی یہی معاملہ کیا کہ علی محمد کے مرنے کے بعد۔۔۔ جو کہ آپ کے معتقدین میں سے تھا۔ آپ نے بیس روپے مجھے دیئے اور فرمایا کہ جاؤ یہ روپے میاں علی محمد کے قرضداروں کو دے دو۔ چنانچہ میں نے مبلغات مذکور علی محمد مرحوم کے قرضداروں کو دے دیئے۔ یہ سن کر حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ آئیڑ مل کی مثال کون پیش کر سکے گا۔ اسی اثناء میں میاں صدیق ملا نے جو کہ حضرت کے مریدین میں سے تھا، عرض کیا کہ اے غریب نواز مکڑی بہت آئی ہوئی ہے اور زراعت کو کھا رہی ہے۔ جواب میں فرمایا کہ مکڑی اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے اور اس کے حکم کی پابند۔۔۔ بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک سال کوہ وڑک میں جو کہ ہمارا وطن ہے لوگوں کی زراعت میں چوہے بہت پیدا ہو گئے اور ساری فصل کو کھا گئے اور ایک سال بٹیر پیدا ہوئے کہ گندم کا جو بیج بویا جاتا اس کو

زمین سے چن چن کر کھا جاتے ـــــ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ کی رحمت بھی بہت بڑی ہے اور اس کی رحمت بھی بڑی ہے۔ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیئے اس پر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

ولا تیئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔

(اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا سوائے کافروں کے) ـــــ اس کے بعد فرمایا کہ نمرود مردود خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں خداوند تعالیٰ کے ساتھ جنگ کروں گا۔ اور جو تیر آسمان کی طرف پھینکتا وہ خداوند تعالیٰ کے حکم سے خون آلود ہو کر واپس آتا۔ اس پر وہ کہتا کہ میں نے خدا کو قتل کر دیا ہے نعوذ باللہ من ذالک حق تعالیٰ نے مچھر کو حکم دیا جس نے نمرود اور اس کے گھر والوں اور لشکر کو دو گھڑی میں اور بقول بعض ایک گھڑی میں خراب و تباہ کر دیا۔ بعدہٗ آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

سوئے او خصمے کہ تیر انداختہ ... پشۂ کارش کفایت ساختہ

ایضاً ؎ چو بر داری از رہگذر دود را
خورد پشۂ مغز نمرود را

اس کے بعد فرمایا کہ شاہ نجاشی نے لشکر بھیجا اور حکم دیا کہ کعبۃ اللہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کو ڈھا دیا جائے نعوذ باللہ من ذالک۔ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ابابیلوں کو بھیجا اور حکم دیا کہ تمام لشکر کو تباہ کر دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک شخص لشکر سے بچ رہا۔ وہ بادشاہ کے پاس بھاگ گیا اور تمام قصہ بیان کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ پرندے کس قسم کے تھے۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ

کی اور کہنے لگا کہ اس قسم کے پرندے تھے جنہوں نے تمام لشکر کو تباہ برباد کر دیا۔ اسی وقت ایک ابابیل نے ایک پتھر جو کہ چنے کے دانہ کے برابر ہوگا۔ اس شخص پر پھینکا، وہ اسی وقت بادشاہ کے سامنے ہی مرگیا۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

چو در لشکر دشمن آری رحیل بمرغان کشی فیل و اصحاب فیل

حضرت قبلہ نے بعد ازاں فرمایا کہ بخت نصر بھی خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ ایک مجنونہ تھی، کسی نے اس کے ساتھ بدفعلی کی۔ نو ماہ کے بعد اس سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ (یہی بخت نصر تھا) وہ مجنونہ تو مرگئی اور بخت نصر نے ایک پلے کے ساتھ کتیا کا دودھ پینا شروع کیا۔ جب جوان ہوا لوگوں کے بچھڑے چرانے لگا۔ بعدہٗ حق تعالیٰ نے وقت کے پیغمبر کو اطلاع دی کہ میں تمام ملک کی بادشاہی بخت نصر کو دوں گا۔ اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور لوگوں کو بے گناہ قتل کرے گا لہٰذا تم اس سے ایک خطِ امان لکھوا کر اپنے پاس رکھ لو۔ اس کے بعد وہ پیغمبرؑ بخت نصر کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ جب حق تعالیٰ تم کو تمام ملک کی بادشاہی عنایت فرمادیں تو مجھ کو قتل سے امان دینا، جب پیغمبرِ خدا سے اس نے یہ بات سنی تو ہنسا اور مسکرا کر کہنے لگا کہ کیا اس کام کے واسطے کوئی اور موجود نہیں ہوگا۔ پھر دستاویز لکھ کر پیغمبر علیہ السلام کو دے دی۔ چند دنوں کے بعد بخت نصر تمام ملک کا بادشاہ بن گیا اور خدائی کا دعویٰ کر دیا اور لوگوں کو بے گناہ قتل کرنا شروع کیا۔ جب اس پیغمبر کی باری آئی تو انہوں نے وہی دستاویز بخت نصر کو دے دی۔ اس نے کہا کہ میں تم کو امان دیتا ہوں۔ اس کے بعد انہیں پیغمبر کی طرف حق تعالیٰ نے وحی بھیجی

کہ حق تعالیٰ کے حکم سے نصر بے بصر کو آگاہ کر دیا جاوے کہ تم کو فلاں رات ہلاک
کر دیا جائے گا۔ جب ان پیغمبر علیہ السلام نے اس کو اطلاع دی تو اس نے ایک مضبوط
قلعہ بنوایا۔ جب مقررہ رات آپہنچی تو بخت نصر نے تمام لشکر کو دروازہ پر بٹھایا اور حکم
دیا کہ جو کوئی آدھی رات کے بعد اندر آئے اسے قتل کر دیا جائے۔ اور خود قلعہ کے
اندر چلا گیا۔ جب آدھی رات گزر گئی اس کے دل میں خیال آیا کہ میں لشکر کو دیکھتا ہوں
کہ آیا سویا ہوا ہے یا بیدار ہے۔ جب قلعہ کے دروازہ کے پاس پہنچا اس کی صورت
تبدیل ہو گئی۔ سپاہیوں نے اس کو پکڑ لیا۔ ہر چند اس نے کہا کہ مجھے قتل نہ کرو میں ہی
بخت نصر ہوں اور بہتیری کوشش کی لیکن اس کو نہ چھوڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

بعد ازاں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ شدّاد بن عاد نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا
تھا۔ تین سو سال تک بہشت تیار کرواتا رہا۔ آخر جب اس نے بہشت کے
دیکھنے کا ارادہ کیا تو تمام گھر والوں اور لشکر کو لے کر بہشت کے دیکھنے کے واسطے
گیا۔ ایک قدم بہشت کے اندر رکھا تھا اور دوسرا باہر ہی تھا کہ حق تعالیٰ کے حکم
سے اسی وقت اس کی جان قبض کر لی گئی اور تمام لشکر اور اس کے اہل و عیال کو
ابدی نیند سلا دیا گیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اس کے اس طرح مرنے کا سبب یہ تھا کہ کچھ لوگوں نے
شدّاد کو بتایا تھا کہ ایک اَن پڑھ لڑکے کے پاس ایک انگوٹھی ہے اور وہ کسی کو
نہیں دیتا۔ شدّاد نے اس لڑکے سے انگشتری چھین لی۔ لڑکے نے رونا شروع
کیا اور لوگوں سے پوچھنے لگا کہ "وہ خدا کہاں ہے جو میری دعا قبول کرے"۔ لوگوں
نے کہا وہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ لڑکے نے سر سجدہ میں رکھا اور عاجزی کے ساتھ

کہنے لگا کہ اے خداوندا! یہ انگوٹھی مجھے بہت عزیز تھی۔ جو کہ شدّاد نے مجھ سے
چھین لی۔ اس کو سزا دے، حق تعالیٰ نے لڑکے کی یہ دعا قبول کی اور شدّاد کو مع
اہل و عیال کے اور لشکر کے تباہ و برباد کر دیا۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب فرعون بے عون مصر کا بادشاہ بنا اور
خدائی کا دعویٰ کیا، منجموں نے اسے کہا کہ بنی اسرائیل کی اولاد سے ایک لڑکا فلاں
سال میں پیدا ہو گا جو تجھے ہلاک اور خراب کرے گا۔ جب فرعون نے یہ خبر سنی تو
تدبیر عقلی میں لگ گیا اور اس سال بنی اسرائیل کے ہزاروں بچوں کو قتل کروایا۔ جب
حق تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو پیدا کرے تو آدھی رات
کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یہ ڈالا کہ وہ اپنے شوہر
کے پاس جائے، چنانچہ وہ اپنے خاوند کے پاس آئیں جس کا نام عمران تھا اور
فرعون کے پلنگ کا محافظ تھا، وہ ابھی فرعون کے سرہانے کھڑا ہی تھا کہ موسیٰ علیہ
السلام کی والدہ پہنچیں اور اس سے قربت کر کے اسی وقت واپس آگئیں اور کسی
کو معلوم تک نہ ہوا۔

جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو (حق تعالیٰ کی قدرت سے) فرعون ہی
کے گھر پرورش پائی۔ ایک روز موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی کو قتل کر دیا اور مدین
کی طرف بھاگ گئے۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر نو سال تک رہ کر مویشی
چراتے رہے اور حضرت شعیب علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب
علیہ السلام سے رخصت ہو کر اپنے اہل و عیال کو لے کر وادیٔ ایمن میں پہنچے تو گھر

والوں کو وہاں چھوڑ کر آگ کی تلاش میں نکلے۔ دیکھا کہ ایک درخت پر آگ ہے جب اس درخت کے نزدیک پہنچے تو اس میں سے آواز آئی :-

اِنّی اَنَا اللہ رب العالمین

حق تعالیٰ نے اس جگہ ان کو نبوت عطا فرمائی، اور ان کو معہ اپنے بھائی ہارونؑ کے فرعون کے پاس بھیجا تاکہ اس کو دعوت ایمان دیں۔ لیکن فرعون نے قبول نہ کیا اور حق تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ — اس کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ

التقدیر یضحک علی التدبر

(تقدیر تدبیر پر ہنستی ہے)

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک پٹھان میرے پاس آیا اور اظہار کیا کہ میرا بارہ ہزار روپیہ گم ہو گیا ہے، دعا فرماویں کہ مجھے واپس مل جاوے میں نے اسے کہا کہ اگر پانچ سو روپیہ حضرت قبلہ عالم کی روح مبارک کے ایصالِ ثواب کے لئے خیرات کرنے کی نذر مقرر کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ گم شدہ مال مل جاوے گا۔ پٹھان مذکور نے اقرار کیا اور کہنے لگا کہ جب مال مل جاوے گا تو ضرور نذر ادا کروں گا۔ اتفاق سے ان کا مال مل گیا، اس نے حضرت قبلہ عالم کے ایصالِ ثواب کے لئے جو نذر معین کی تھی، ادا نہ کی اور اپنے وطن کو روانہ ہو گیا۔ اس کو راستہ میں چوروں نے قتل کر دیا اور تمام مال و اسباب لے کر چلتے بنے۔

نیز فرمایا کہ ملتان میں ایک قوم ہے باہین نام کی، ان کا بہت سا مال ایک دفعہ گم ہو گیا۔ انہوں نے نذر مقرر کی کہ اگر ہمارا مال مل گیا تو پانچ سو روپیہ قبلۂ عالم

بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ کے ایصال ثواب کے لئے خیرات کریں گے۔ جب مال مل گیا
نذر ادا نہ کی، چنانچہ دوبارہ ان کا تمام مال و اسباب تباہ ہو گیا۔

اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص محمد معروف نامی حضرت
بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے تھا اور ایک کامل آدمی تھا،
ہمارے وطن کوہ درگ میں رہتا تھا اس کی عادت تھی کہ روزانہ شام کے وقت بھیڑوں
کا دودھ دوہ کر ایک برتن میں ڈال کر حضرت مخدوم صاحب قدس سرہٗ کی خدمت
میں لے جاتا اور پھر اسی وقت ملتان سے واپس لوٹ آتا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ میاں حسن علی ٹب والے جو کہ میاں
حسن علی اور مرید احمد اور رعمر کے جد اعلیٰ ہیں فرماتے ہیں ؎

ہندی = گزرے پیر فقیر حسن بہل خواست نہ کہیں ولائے

اس کے بعد یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

کارہا برخواہش خود ساختن کار خدا است
بندۂ باشی و خدا کردی تو اے نادان چرا

اس کے بعد فرمایا کہ یہ بیت حضرت قاضی صاحب میلسی والا کا کہا ہوا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا ملتان میں ایک طالب علم تھا جو کہ ایک بڑے
عالم کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک بزرگ کی خدمت
میں حاضر ہو کر ان کا مرید ہوا۔ لیکن اس کے بعد اس کو اپنے گھر میں آرام نہ آتا۔ ایک روز
اس کے استاد نے پوچھا کہ تم کو اپنے گھر میں آرام کیوں نہیں آتا۔ کہنے لگا مجھے میرے
شیخ نے اسم ذات کا ورد تلقین کیا ہے اس وجہ سے مجھے اب گھر میں آرام نہیں

ملنا، استاد نے کہا کہ میں نے تجھے ہزار مرتبہ اسم ذات کی تعلیم دی ہے۔ (لیکن تمہیں کچھ اثر نہ ہوا) اس نے جواب دیا کہ شیخ کا اسم ذات سکھانا کچھ اور ہی تاثیر رکھتا ہے۔ استاد نے کہا چلو میں بھی تمہارے ساتھ ان کی خدمت میں جاتا ہوں چنانچہ استاد اپنے شاگرد کے ہمراہ اس بزرگ کی خدمت میں پہنچا۔ جب ان کو دیکھا ان کے دل میں رقت اور تاثیر پیدا ہوئی۔ سب اسباب ترک کر کے اللہ کی یاد میں لگ گئے ـــــ اسی دوران میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ پیران اولیا قادری میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے صاحب ولایت، بے شمار مریدین رکھتے تھے، جب اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب آیا تو مریدوں نے عرض کیا کہ غریب نواز امر ناحق ہے کل نفس ذائقۃ الموت نص صریح ہے، آپ کسی کو مقرر کریں جو آپ کی وفات کے بعد آپ کے مصلیٰ پر بیٹھے اور آپ کے کام کو جاری رکھے۔ تین دفعہ عرض کیا گیا، تیسری دفعہ شیخ نے جواب دیا کہ میرے مصلیٰ پر دلشاد گبر بیٹھے گا۔ مریدین یہ سن کر حیران رہ گئے۔ شیخ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ تیسرے روز مریدین نے قل خوانی کی اور سب مریدین اس فکر میں بیٹھے کہ کس کو شیخ کے مصلیٰ پر بٹھایا جاوے۔ اتنے میں شہر میں ایک طرف شور و غوغا بلند ہوا، یہ بھی مسجد سے باہر نکلے، دیکھا کہ دلشاد گبر چلا آ رہا ہے اور اس کے پیچھے پیچھے بہت سے کافر تلواریں اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ جب مسجد میں آیا کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر منبر پر بیٹھ گیا اور جس طرح شیخ کی عادت تھی اسی طرح قرآن شریف، حدیث مبارک اور اقوال مجتہدین کے مطابق وعظ کرنے لگا، اثناء وعظ میں تین شخصوں پر نظر ڈالی، نظر ڈالتے ہی تینوں کو مرتبہ قطبیت تک پہنچا دیا

تینوں شخص ہرکس و ناکس کی زیارت گاہ بن گئے، لوگ ان کے پاس جاتے اور اپنی حاجتیں پوری کرتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہر شے کی اپنے وقت پر قدر ہوتی ہے۔ چنانچہ پانی کی قدر گرمیوں میں معلوم ہوتی ہے، گرمیوں میں اگر ایک دو وقت روٹی نہ ملے تو آدمی صبر کر سکتا ہے لیکن اگر پانی نہ ملے تو جان لبوں تک آ پہنچتی ہے اور پیاس پر صبر نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ سب چیزوں سے زیادہ پانی کی احتیاج بہت ہوتی ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اس کو عام کر دیا ہے۔ اگر پانی کی بھی قیمت ہوتی تو غریب لوگ مارے پیاس کے مر جاتے اسی طرح آگ کی قدر سردیوں میں معلوم ہوتی ہے۔ غریب لوگ آگ کے بغیر سردیوں میں گزارا نہیں کر سکتے، پھر آپ نے یہ قول ارشاد فرمایا۔

النار فی الشتاء خیر من الله و رسوله

نیز فرمایا کہ ایک سال مکڑی بہت آئی ہم نے سرفراز خان کو کہا کہ مکڑی کو میری طرف سے پیغام پہنچا دو کہ اس ملک سے نکل جاؤ ورنہ ہم اُسے سزا دیں گے، سرفراز خان نے پیغام پہنچا دیا کہ میرے پیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ تمہیں قید کر دیں گے، مکڑی نے جب یہ پیغام سُنا اسی وقت علاقہ سنگھڑ سے نکل کر دوسری طرف کو چل دی۔

دوسرے سال پھر مکڑی علاقہ سنگھڑ میں آئی اور لوگوں کی زراعت کو خراب کرنے لگی۔ لوگوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں دعا کے واسطے بہت عاجزی و زاری کی فرمایا کہ ایک آثار طعام میری طرف سے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے ایصال ثواب کے واسطے خیرات کیا جائے۔ حق تعالیٰ اس بلا سے نجات دیں گے، جن لوگوں نے

نذر مقرر کر لی ان کی زراعت کو مکڑی نے کوئی نقصان نہ پہنچایا، لیکن جنہوں نے نذر مقرر نہ کی ان کی کھیتی کو مکڑی نے تباہ کر دیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کا دستور تھا کہ اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آتی تو اسے فرماتے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے ایصال ثواب کے واسطے ایک گائے ذبح کر کے خیرات کرو، اور اگر گائے موجود نہ ہوتی تو اسے فرماتے کہ گائے کی قیمت پانچ چھ روپیہ ادا کرو تاکہ کہیں سے خرید کر حضرت قبلہ عالم کی خانقاہ شریف میں ذبح کی جاوے (اور خانقاہ کے فقراء و مساکین میں گوشت بطور خیرات تقسیم کیا جاوے) اس طرح جس کو کوئی مشکل پیش آتی (بحکم خدا اور بوسیلہ مشائخ عظام) پوری ہوتی، چنانچہ ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مولوی علی محمد صاحب سوکڑی کی لڑکی آئی اور بڑی عاجزی وزاری کے بعد عرض کیا کہ میرے والد قریب المرگ ہیں اور زندگی کی تھوڑی سی رمق ان میں باقی ہے دعا فرماویں کہ حق تعالیٰ انہیں صحت اور حیاتی بخشیں، آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ ایک گائے حضرت قبلۂ عالم کے ایصال ثواب کے لئے خیرات کی جاوے۔ حق تعالیٰ مولوی علی محمد صاحب سوکڑی کو شفا نصیب فرمائیں گے۔ جب مولوی صاحب مذکور کو حق تعالیٰ کے حکم سے شفا نصیب ہوئی تو بسبب اس کے کہ حضرت قبلہ کو علماء کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ آپ نے خیرات کے واسطے اپنے پاس سے گائے دی۔ اور مولوی صاحب مذکور نے اقرار کیا کہ اس روز میرے بدن میں صرف ناف سے لے کر پاؤں تک جان باقی تھی۔ بعد ازاں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب میاں حاجی خاں کا تب بیمار ہوا۔ اس کے علاج کے واسطے ایک حکیم صاحب اور میاں واصل آئے اور علاج معالجہ کرتے رہے، چند روز

کے بعد میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حاجی خان کا اب آخری وقت ہے اور جان کندنی کی حالت میں ہے کسی کو بھیجیں تاکہ اس کی میت کو سنبھالے۔ اب اس کی طبیعت دوا کو قبول نہیں کر رہی۔ لیکن حق تعالیٰ نے حاجی خان کو شفا نصیب فرمائی اور اب تک زندہ ہے اور وہ دونوں حکیم فوت ہو چکے ہیں، اسی واسطے حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

طبیب اندر آں شب شنیدم بمرد　　　چہل سال بگذشت وزندست گرد

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! جبکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَ الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا کہ خداوند تعالیٰ کو دیکھا۔ ہمارا کیا حال ہو گا ہم بیچارے کس طرح پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھے دیکھ لو۔

ایک دفعہ ایک جنس کی دوسری جنس کے ساتھ مخالفت کی بات چلی، آپ نے فرمایا کہ مخزن اسرار میں یہ حکایت درج ہے کہ ایک گڈریا تھا جس کی بھیڑوں کے گلہ میں دو بھیڑیئے آیا کرتے اور بھیڑوں کو ہلاک کیا کرتے، ایک روز گڈریا اپنے باپ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ دو بھیڑیئے آتے ہیں اور بھیڑوں کو ہلاک کر دیتے ہیں، ایک تو اپنی اصلی شکل پر ہے اور دوسرے کی شکل بھیڑوں کی طرح ہے اگر میں ان پر قابو پاؤں تو پہلے کون سے بھیڑیئے کو ہلاک کروں، باپ نے کہا کہ اس کو پہلے مارنا جس کی شکل و صورت بھیڑوں کی مانند ہے، اس لئے کہ وہ زیادہ سخت دشمن ہے کیونکہ وہ بھیڑوں کے مشابہ ہے اور بھیڑیں اس کے دھوکہ میں آجاتی ہیں ۔ صاحبزادہ غلام فرید صاحب نبیرہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ حاضر تھے، انہوں نے یہ شعر پڑھا ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی بہت کم ہیں، اکثر لوگوں کی صورتیں تو انسانوں جیسی ہیں، لیکن انسانوں کی سی عادات وخصائل سے عاری ہیں۔ آدمیت اور انسانیت تو عمدہ اخلاق اور اچھے اعمال کا نام ہے ے

مرتد نہ شوی قلندری کارِ تو نیست
کافر نہ شوی عشق خریدارِ تو نیست

اور اچھے اخلاق اور پسندیدہ افعال رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے اور متابعت رسول دو چیزوں کا نام ہے، اوّل یہ کہ جن امور سے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ان کو نہ کیا جائے اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو پورا کیا جائے۔

ایک دفعہ تاثیر صحبت کے بارہ میں بات چلی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک کافر بادشاہ قید ہو کر بارگاہ خلافت میں آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام اختیار کرو، کہنے لگا میں ہرگز اسلام میں داخل نہ ہوں گا، امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بہتیری کوشش کی لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ بعدہٗ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو فلاں صحابی کی صحبت میں رکھا جائے۔ جب وہ بادشاہ چند روز تک اس صحابی کی خدمت میں رہا تو (اس پر صحبت کا ایسا اثر ہوا) کہ خود ہی حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لے آیا۔ ان صحابی کی صحبت کی برکت سے اس کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی

۔اس کے بعد فرمایا کہ دو بزرگوں نے سفر کی نیت کی جب گھر سے باہر نکلے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ میرے آگے آگے چلیں، کہنے لگا آگے آگے کیوں چلیں، کہا اس لئے کہ تم نے شیخ جنید قدس سرہٗ کو دیکھا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب تک سالک کے دل میں دنیا کی محبت رہتی ہے وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔۔۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب تمام موجودات کو حق تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور پوچھا کہ کیا میں تمہارا خدا ہوں، ساری مخلوق نے کہا کہ ہاں تو ہمارا خدا ہے مگر دنیا نے کہا کہ انا انا و انت انت (میں میں ہوں اور تو تو ہے) اور اس طرح حق تعالیٰ کا مقابلہ کیا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تین چیزیں عورتوں کے واسطے جائز نہیں ہیں ایک نبوت، دوسرے مشیخت، تیسرے قضاء، کیونکہ یہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہیں، پھر آپ نے یہ حدیث مبارک ارشاد فرمائی کہ ۔۔۔ ھُنّ ناقصات العقل والدّین بعد ازاں حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ہم ملتان شریف میں داخل ہوئے تو ایک خادمہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے حضرت بہاؤ الدین زکریا قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ایک بی بی نے آپ کی خدمت میں ایک خواب کی تعبیر پوچھنے کے واسطے بھیجا ہے۔ بی بی کہتی ہے کہ میں شیعہ مذہب رکھتی ہوں، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک روشن چراغ ہے جو کہ تھوڑے وقت کے بعد بجھ گیا ہے، اس کی تعبیر کیا ہے فرمایا کہ میں نے دوبارہ عذر کیا اور خواب کی تعبیر نہ بتلائی، تیسری بار پھر خادمہ آئی اور خواب کی تعبیر بتانے کے واسطے اصرار کیا، میں نے اسے کہا کہ اُن بی بی صاحبہ سے کہو! کہ تم خود اپنی زبان سے اقرار کرتی ہو کہ میں شیعہ ہوں پس اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ روشن

چراغ تو تمہارا ایمان تھا جو کہ شیعہ مذہب اختیار کرنے سے مسلوب ہو گیا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ پھر یہ حدیث شریف ارشاد فرمائی اَلْاُمُوْرُ مُعْتَبَرَۃٌ بِاَلْخَوَاتِیْم ۔ ہر چیز کا اعتبار اس کے خاتمے پر ہے ــــ نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس اللہ سرہ العزیز کے ہاتھ مبارک میں عجیب تاثیر تھی۔ جو کوئی آپ کا ہاتھ پکڑتا اس کو ضرور اثر ہوتا ــــ اس کے بعد فرمایا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ تین چار عورتوں کے ہمراہ راستے میں جا رہی تھیں، سامنے سے میاں احمد صاحب قدس سرہٗ دودی والے آئے اور مائی صاحبہ کو غور سے دیکھا، عورتوں نے کہا کہ اے فقیر! کیا دیکھتے ہو، میاں صاحبؒ نے کہا کہ اس لڑکی کی طرف دیکھتا ہوں کہ ایک نور کا شعلہ اس کے شکم سے بلند ہو کر عرش معلیٰ تک جا رہا ہے ــــ بعد ازاں فرمایا کہ قبلہ عالم قدس سرہٗ کو دنیا داروں کی صحبت سے بہت نفرت تھی، پھر اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک سال میں ایک سفر میں حضرت قبلہ عالمؒ کے ہمراہ تھا، جب ہم بہاولپور میں پہنچے تو آدھی رات کے وقت بہادل خان کلاں، میاں محمد بخش کے پاس اکیلا آیا اور میاں صاحب مذکور سے کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آج رات حضرت قبلہ عالمؒ مجلس آرائی کریں گے۔ اس وقت مجھے بھی اطلاع دینا تاکہ میں بھی شریک مجلس ہو سکوں۔ یہ بات کہہ کر واپس چلا گیا۔ میاں محمد بخش حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں آئے درآنحالیکہ قبلہ عالم چارپائی پر لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے، میاں محمد بخش نے عرض کیا کہ غریب نواز ابھی ابھی بہادل خان میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ جب مجلس سماع منعقد ہو مجھے ضرور اطلاع دینا ــــ حضرت قبلہ عالمؒ نے میاں محمد بخش سے فرمایا کہ تم بچے ہو۔ میں تمہیں ایک حکایت سناتا ہوں جو اسی حال کے

مطابق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب مُلّا شاہ صاحبؒ حاجی ہانس کے علاقہ میں تشریف لائے جو کہ آپ کے مریدین میں سے تھا، تو حاجی مذکور کہنے لگا کہ آج رات آپ مجلس سماع منعقد کریں جس میں آپ کے درویش کافیاں پڑھیں، میں بھی شریکِ مجلس ہوں گا، حضرت مُلا شاہ صاحب نے مجلس تیار کی، حاجی مذکور بھی مجلس میں آیا، اہلِ ذوق درویشوں پر حالت طاری ہوئی اور رقص و وجد کرنے لگے، جب صبح ہوئی تو حاجی ہانس نے نقالوں کو بلایا اور کہنے لگا کہ درویشوں کی نقل اتارو جیسا کچھ کہ رات کو درویشوں نے وجد کی حالت میں کیا ہے، یہ سب کچھ ہوا، بعدہٗ ملا شاہ صاحب کو اطلاع دی گئی کہ آپ کی مجلس کی نقل حاجی ہانس نے نقالوں سے کرائی ہے، مُلا شاہ صاحبؒ کو اس بات سے بہت دکھ ہوا، چنانچہ جتنے لوگ حاجی ہانس سے متعلق تھے سب تباہ و برباد ہوگئے ــــ اس کے بعد قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آج رات کوئی فقیر مولود شریف نہ پڑھے، چنانچہ سب نے تعمیل حکم کی، جب تک بہاولپور کی حدود میں رہے کسی نے سماع نہ کیا۔

حضرت صاحبزادہ غلام فرید صاحب کے سامنے اُن کے باپ صاحبزادہ نور احمد صاحبؒ کا یہ قول حضرت قبلہ نے نقل کیا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ میاں عبدالخالق اور ملا شاہ صاحبؒ کو یہ مسئلہ وحدت الوجود کے سمجھنے میں مشکل پیش آگئی تھی، اسی وجہ سے مسئلہ وحدت الوجود کے بارہ میں انہوں نے بہت کچھ کہا ہے، اگر حضرت مولانا صاحب (مولانا فخرالدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت میں جاتے تو ان کی مشکل حل ہو جاتی ــــ نیز صاحب زادہ صاحب نے نقل فرمایا

کہ میاں الیاس جو کہ صاحبزادہ نور احمد صاحب کے خسر تھے۔ محمد فاضل صاحب بار والہ کی خدمت میں گئے، انہوں نے میاں الیاس کو دو تین دفعہ توجہ دی۔ بعدہٗ میاں محمد فاضل صاحب نے فرمایا کہ توجہ کا تم میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اپنا ہاتھ قبلہ شاہ صاحبؒ کے ہاتھ میں دیا ہے —

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ فراغت اور عیش و آرام تو درویش کے ملک میں ہی ہوتا ہے، جو کوئی دنیا کے پیچھے پڑا ہے وہ رات دن دنیاوی خیالات میں مستغرق ہے اور ذلیل و خوار ہو رہا ہے، لیکن عیش تو درویش کو ہی حاصل ہے بلکہ دونوں جہانوں سے درویش بے نیاز اور آزاد ہوتا ہے، اس پر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

گدایاں از بادشاہی نفور — بامید او در گدائی صبور

اور میاں محمد یار منشی نے اسی وقت یہ شعر پڑھا ے

مقام سلطنت درویش دارد — ز صد سلطاں فراغت بیش دارد

اور مولوی محمد نے اسی وقت یہ شعر پڑھا ے

فراواں خزینہ فراواں غم است — کم اندوہ آں را کہ دنیا کم است

ایک اور صاحب نے یہ شعر پڑھا ے

نگہبانیٔ ملک و دولت بلا ست — گدا بادشاہ است و نامش گدا ست

انسان کے کمال حاصل کرنے کے بارہ میں کچھ بات چلی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ کہا ہے، پھر یہ ارشاد فرمایا کہ انسان جس طرف

بھی توجہ کرتا ہے اور جس کام میں منہمک ہوتا ہے خود وہی کچھ ہو جاتا ہے اور ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اپنے وجود کو اسی کے وجود میں مضمحل کر دیتا ہے، اور انسان جس شکل میں چاہے اپنے آپ کو ظاہر کر سکتا ہے، پھر اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ہندوستان میں ایک قوم ہے جسے بھروپیہ قوم کہتے ہیں، ایک روز ایک بھروپی نے وزیر کی شکل بنائی اور وزیر کے گھر چلا گیا وہاں وزیر کی بیگم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور چلتا بنا، جب وزیر گھر آیا اور کھانا طلب کیا تو بیگم کہنے لگی کہ تم پہلے ایک دفعہ میرے ساتھ کھانا کھا چکے ہو وزیر اس بات سے حیران ہوا اور گھر سے باہر آ کر اس معاملہ کی تحقیق کرنے لگا، اسے معلوم ہوا کہ ایک بھروپی نے میری شکل بنا کر میری بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا ہے۔ وزیر نے یہ معاملہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ مجھے اجازت دو تاکہ میں اسے مار دوں۔ بھروپیہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ وہاں سے بھاگ گیا، کچھ عرصہ کے بعد اسی بھروپیہ نے اس وزیر کے پیر کی شکل بنائی اور اس وزیر کے پیر میراں صاحب سید بھیک تھے ان کی سی شکل بنا کر اور درویشوں کو ساتھ لے کر وزیر کے ملک میں آیا۔ جب وزیر کو معلوم ہوا کہ میرے پیر صاحب آئے ہوئے ہیں، ان کے استقبال کے واسطے نکلا اور نذرانہ پیش کیا، اس نے قبول نہ کیا، وزیر نے بہت عاجزی و زاری کی اور عرض کرنے لگا کہ قبلۂ من! مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے کہ آپ میرا نذرانہ قبول نہیں فرماتے، اس نے جواب دیا کہ تم نے فلاں بھروپیہ کو ملک بدر کر دیا ہے۔ اگر اس کا گناہ معاف کر دو تو میں تمہارا نذرانہ قبول کرتا ہوں ورنہ نہیں، وزیر نے کہا کہ میں جناب کے واسطے اس کا گناہ معاف کرتا ہوں، جب وزیر گناہ معاف کر چکا تو تو بھروپیہ کہنے لگا کہ میں

وہی پھر وہیر ہوں، یہ سن کر وزیر نے کہا کہ چونکہ تم نے میرے پیر کی شکل بنائی ہے اس لئے تمہارا گناہ معاف کرتا ہوں اگرچہ تم لائق درگزر نہیں ہو ـــــ اس کے بعد آپ نے میر سید بھیک کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا، اور فرمایا کہ ایک روز میر سید مذکور کے حجرہ کے پاس کسی عورت کی آواز آئی، سید بھیک نے فرمایا کہ میری عمر ایک سو چالیس سال ہو گئی ہے۔ لیکن ابھی تک میں نفس اور شیطان کے فتنہ سے خداوند تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر درویشوں کو بلا کر فرمایا کہ اے سالکان حق! اپنے کوزے توڑ دو اور اپنے مصلے پھینک دو، کیونکہ آج یہاں ایک غیر محرم عورت آئی ہے ـــ پھر فرمایا کہ اے درویشو! عورتوں کی صحبت سے ہمیشہ دور رہو، کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے راستے میں رکاوٹ ہیں، جو کوئی بھی عورت کی صحبت میں پڑ گیا وہ حق تعالیٰ کے وصال سے محروم رہ گیا نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ومن شیاطین الجن والانس یہاں شیاطین الانس سے مراد عورتیں ہیں جو کہ مردوں کو گناہوں میں مبتلا کرتی ہیں۔ چنانچہ بلعم باعور کا قصہ قرآن شریف میں اس طرح مذکور ہے کہ بلعم باعور ایک عورت کے فریب میں آ گیا اور خوار و ذلیل ہوا۔ بقوله تعالیٰ مَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ؕ نعوذ باللہ من ذالک الفعل ؞

بعد ازاں حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک عورت تھی اس نے چار خاوند کئے چاروں کو یکے بعد دیگرے قتل کر دیا اور چلتی بنی، حق تعالیٰ عورتوں کے فتنہ اور نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے، کیونکہ نفس اور شیطان دونوں انسان کے سخت ترین دشمن ہیں جو کہ انسان کو گمراہی اور فسق و فجور کے گڑھے میں اوندھا کر کے ڈالتے ہیں ؎

نفس و شیطاں مے بُرند از راہ ترا ۔۔۔ تا بلند از ند اندر چاہ ترا
نفس و شیطان زد کریا راہ من ۔۔۔ رحمتت باشد شفاعت خواہ من

نیز فرمایا کہ انسان کا نفس اس کے تمام دشمنوں سے زیادہ سخت دشمن ہے کیونکہ جس دشمن کے ساتھ بھی مہربانی کی جاوے وہ فرمانبردار ہو جاتا ہے بخلاف نفس کے کہ جس قدر اس کے ساتھ مہربانی کرو گے زیادہ دشمنی کرے گا جیسا کہ سعدی فرماتے ہیں ؎

مراد ہر کہ بر آری مطیع امر شود ۔۔۔ خلاف نفس کہ فرماں دہد چو یافت مراد

ایضاً

عناں باز پیچاں نفس از حرام ۔۔۔ بہ مردی ز رستم گزشتند و سام
تو خود را چو کودک ادب کن بہ چوب ۔۔۔ بگرز گراں مغز دشمن بکوب

اور مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں :- مثنوی

اے شہاں کشتیم ما خصم برون ۔۔۔ ماند خصمے زو بتر در اندروں
کشتن ایں کار عقل و ہوش نیست ۔۔۔ شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست
خصم بیروں قصد جان ما کند ۔۔۔ نفس قصد بُردن ایمان کند

اور شیخ عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں :- مثنوی

تا توانی بر میا در کام نفس ۔۔۔ تا نیفتی اے پسر در دام نفس
زیر پا آور ہوائے نفس را ۔۔۔ کم بدہ رہ ہائے نفس را
مرد تا نہ نہد بہ فرق نفس پا ۔۔۔ راہ کجا یابد بہ درگاہ خدا

نفس با ترک ہوا مسکین شود — گوشمال نفس ناداں ایں بود

در ریاضت نفس را گوشمال — تا نیندازد ترا اندر ضلال

چوں شترمرغ شمار ایں نفس را — نے کشد بار و نہ پرّد در ہوا

چوں بطاعت خوانیش سستی کند — لیک اندر معصیت چستی کند

تاکہ سازی رام اندر طاغتش — نیست درمانش بجز جوع و عطش

کارِ نفس بد ہمہ شور و شر است — جنگ با نفسک جہاد اکبر است

ہر کہ او را نفس توسن رام شد — از خردمندان نیکونام شد

چونکہ خود نفس ہوا را کشتۂ — وانگہ از اہل سعادت گشتۂ

حدیث مبارک :۔

اَعْدَا عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِی بَیْنَ جَنْبَیْكَ

(تیرے تمام دشمنوں سے زیادہ سخت دشمن تیرا اپنا نفس ہے جو کہ تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے)

حدیث دیگر :۔

رَجَعْنَا مِنَ الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر دَعْ نفسَكَ و تعال

ہم چھوٹے جہاد (میدان جنگ) سے بڑے جہاد (جہاد زندگی) کی طرف لوٹے ہیں، اپنے نفس کو چھوڑ اور آجا!

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ صوفیاء کرام کی کتابوں میں یہ جو لکھا ہوا ملتا ہے کہ فلاں صوفی نے اس قدر ریاضت کی اور فلاں نے اس قدر، ان سب کو

حق تعالیٰ نے ہی توفیق عطا فرمائی تھی، کیونکہ نیک اعمال بغیر توفیق حق تعالیٰ کے نہیں کئے جا سکتے، اگر حق تعالیٰ توفیق نہ دیں تو کسی سے کوئی بھی نیک عمل نہ ہو سکے ے

گر از حق نہ توفیق خیرے شدے　　　کے از بندہ خیرے بہ غیرے رسد

حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَمَا توفیقی الا باللہ یعنی کہہ دیجئے یا رسول اللہ کہ نیک اعمال کی توفیق مجھے حق تعالیٰ نے ہی عطا فرمائی ہے،

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء اور اولیاء کو نبوّت اور ولائت بغیر کسب کے دی ہے، بعدازاں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب ماں کے پیٹ سے باہر آئے تو کہنے لگے کہ مجھے توریت یاد ہے، حق تعالیٰ نے مجھے حکم کیا ہے کہ میں نماز پڑھوں، زکوٰۃ ادا کروں اور اپنی والدہ کا فرمانبردار رہوں،——

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور میاں غلام حیدرؒ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی زیارت کے واسطے اپنے وطن سے روانہ ہوئے، ایک مقام پر میں نے میاں غلام حیدر مرحوم کو کہا کہ شہر سے جا کر آٹا لے آؤ تا کہ کھانا پکائیں، میاں مذکور چلا گیا لیکن خالی ہاتھ واپس لوٹا اور کہنے لگا کہ یہاں آٹا اچھا نہیں ہے، میں آج کھانا نہیں کھاؤں گا تا کہ میرا نفس مر جائے، اس وجہ سے بھی میں نے آٹا نہیں خریدا — فرمایا کہ میں خود بازار گیا اور آٹا خرید کر لایا اور دو روٹیاں پکائیں، غلام حیدر کے سامنے رکھیں اور کہا کہ کھاؤ، میاں مذکور کہنے لگا کہ میں تو آج کھانا نہیں کھاؤں گا کیونکہ آج میں اپنے نفس کو مار رہا ہوں، پھر میں نے ایک روٹی تو خود کھالی اور دوسری ایک اور شخص کو جو راستے میں ہم سے ملا تھا دے دی اور روانہ ہو گئے، جب ظہر کا وقت ہوا تو غلام حیدر مرحوم ہم سے پیچھے رہ گیا، میں نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ چلا آ رہا ہے، میں

نے کہا اے غلام حیدر! جلدی چلو ورنہ تم کو اس لاٹھی سے ماروں گا جو میرے ہاتھ میں ہے ــــ ہمارے سامان سفر بھی میاں مذکور کے پاس تھا، (تھوڑی دیر بعد) میں وضو کرنے کے واسطے ایک کنوئیں پر چلا گیا، جب واپس آیا تو دیکھا کہ غلام حیدر مرحوم تھیلے کا منہ کھول کر مصری کھا رہا ہے، میں نے خوش طبعی کے طور پر کہا کہ "تم اپنے نفس کو اس طرح مار رہے ہو کہ ہماری مصری کھاتے ہو" ــــ شام کے وقت ہم ایک شہر میں پہنچے، رات وہاں گزاری لیکن کوئی چیز نہ کھائی، جب صبح ہوئی تو ایک شخص بغیر خمیر کے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی لایا، غلام حیدر مرحوم نے کہا کہ ایک دن بھی گزر گیا اور ایک رات بھی، اب تک روٹی نہیں کھائی اس لئے بہت عاجز و ماندہ ہو گیا ہوں اور اپنی سزا بھگت رہا ہوں ــــ اب اگر کھانا نہ کھایا تو زندہ نہیں رہ سکوں گا اور چلنے سے عاجز آ جاؤں گا، اس وقت اگرچہ یہ طعام طعام فطیر[1] ہے تاہم کھاتا ہوں

ایک روز مولوی علی محمد جراح نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز مجھے ڈیرہ اسماعیل خان کا قاضی مقرر کیا گیا ہے اور میری تنخواہ بھی مقرر کی گئی ہے لیکن میں اس قضاء کے کام سے بہت ڈرتا ہوں، حضرت قبلہ نے اس کے جواب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے قصیدہ غوثیہ کا یہ مصرع پڑھا ؏

مُرِیدِی لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ

بعد ازاں حکایت بیان فرمائی کہ پہلے زمانہ میں ایک قاضی صاحب تھے جو کہ بڑے عالم زاہد، متقی، خدا ترس اور خدا پرست آدمی تھے، ایک دفعہ آپ کے

---

[1] طعام فطیر۔ بغیر خمیر کے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی۔

پاس ایک بقال آیا اور کہنے لگا کہ اے نائب رسول اللہ اتم قاضی ہو، میرے پاس ایک گائے تھی اسے شیر کھا گیا ہے، آپ اس معاملہ میں انصاف فرما دیں، قاضی صاحب نے یہ سن کر تبسّم کیا اور کہنے لگے کہ شیر تو جنگل میں ہے، میں کس طرح اس معاملہ کا فیصلہ کروں ـــــ ابھی یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک شیر قاضی صاحب کے سامنے آیا۔ سجدہ کیا اور چلا گیا اور بقال راضی ہو گیا ـــــ اس کے بعد فرمایا کہ پہلے زمانہ میں قاضی صاحب نسبت ہوا کرتے تھے اور اگر کوئی قاضی رشوت خور ہو تو اللہ کی پناہ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر کسی شخص کو باری کا بخار آتا ہو تو اس کے کان میں کہا جاتا ہے کہ اے تپ! اس شخص سے دور ہو ورنہ تجھے رشوت خور قاضی کی قبر میں ڈالوں گا تپ اس بات کے سنتے ہی دور ہو جاتا ہے (عملیات کے ماہر اس عمل کو کیا کرتے ہیں)

نیز فرمایا کہ قاضی محمد عاقل صاحبؒ جو کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔ مقدمات کا فیصلہ حق کے مطابق کیا کرتے تھے، ایک روز دو پیرزادے اوچ سے ایک مقدمہ کے فیصلے کے واسطے آپ کے پاس آئے، انہوں نے حق کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ ایک پیرزادہ ناراض ہو گیا اور اوچ سے کوچ کر کے بلوٹ میں جاگزین ہو گیا اور اس نے یہ دستور بنا لیا کہ ہر روز صبح سویرے قاضی صاحبؒ کے واسطے بددعا کرتا ـــــ فرمایا قاضی بننا اگرچہ جائز ہے لیکن اس کام میں لوگوں کے دل رنجیدہ ہوتے ہیں اس لئے اس کا چھوڑنا بہتر ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ قلوب المومنین عرش اللّٰہ تعالیٰ۔ بیت:۔

خاطرِ کس را مرنجاں اے پسر
ورنہ خوردی زخم بر جاں اے پسر

ایضاً

دل بدست آور کہ حج اکبر است — از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

نیز فرمایا کہ ہم نے قاضی احمد علی اور میاں عبدالرزاق کی مُہر کو توڑوا کر کنوئیں میں ڈلوا دیا، اور فرمایا کہ میرے استاد میاں حسن علی صاحبؒ کے دادا قاضی تھے، ان کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی، انہوں نے قضاء سے توبہ کی اور صاحب نسبت ہو گئے — نیز فرمایا کہ ایک ہندو کی ہمارے ساتھ دوستی تھی ہر روز ہمارے پاس آتا اور جاتے ہوئے کہتا کہ اللہ کے بندوں کی دوستی کام آتی ہے، جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو مسلمان ہو گیا اور مر گیا، اس کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ کمر باندھے ہوئے مغرب کی طرف سے آ رہا ہے میں نے اسے کہا کہ اے دین محمد! کہاں سے آ رہے ہو کہنے لگا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے واپس آ رہا ہوں۔

نیز فرمایا کہ ہم نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں قدم قرآن شریف پر پڑے ہیں، جب بیدار ہوئے تو مولوی محمد عابد صاحب سوکڑی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور خواب کی تعبیر پوچھی، مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ بہتر جانتے ہیں لیکن اس خواب کی تعبیر میرے ذہن میں اس طرح آتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو رسول خدا علیہ اکمل الصلوٰۃ وافضل التحیات کی ظاہری و باطنی متابعت بدرجۂ کمال عطا فرمائی ہے جس میں بال برابر فرق نہیں ہے۔ اللہم ارزقنا متابعۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم متابعۃ الشیخ قدس سرہٗ بفضلک یا ارحم الراحمین۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں سالکوں کی استعداد بہت ہوا

کرتی تھی، اکثر صائم الدہر ہوتے تھے، لیکن اس زمانہ میں ضروری ہے کہ سالک بقدر ضرورت کھانا کھائے اور رات دن مجاہدہ میں لگا رہے۔ حتیٰ کہ اسے مشاہدہ الٰہی کا درجہ نصیب ہو اور روزہ رکھنے پر مواظبت نہ کرے کیونکہ اس سے خشکی پیدا ہوتی ہے، بعدۂ سودا پیدا ہو جاتا ہے اور آدمی نماز روزہ اور دوسرے احکام شریعت کی بجا آوری سے بھی رہ جاتا ہے کیونکہ دماغ کی خشکی کی وجہ سے عقل جاتی رہتی ہے، پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش بہت خدا یاد آدمی تھا، اس نے ہم سے پوچھے بغیر ہمیشہ کا روزہ رکھنا شروع کیا، چند دنوں کے بعد اس کے اندر سودا پیدا ہو گیا، حکیموں سے علاج معالجہ کروایا گیا لیکن اچھا نہ ہوا، بعدۂ اسے قید رکھا گیا لیکن اس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا اور نماز روزہ اور شریعت کے دوسرے احکام کی بجا آوری سے بالکل رہ گیا ۔۔۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں استعداد میں بہت کم ہیں ہمت کے مطابق ہی کام کرنا چاہیئے ۔۔۔ بعد ازاں فرمایا کہ حضرت بابا گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اپنی آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں نے کم کھانے میں مبالغہ نہ کیا ہوتا تو بہت اچھا ہوتا کیونکہ بہت زیادہ کم کھانا کھانے کی وجہ سے مجھے ضعف لاحق ہو گیا ہے، عبادت کے واسطے کھڑا ہونے کی طاقت بھی نہیں رہی

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سید نہ ہو اور کہے کہ میں سید ہوں تو مسلمانوں پر اس کا ادب کرنا بھی واجب ہے۔ بیت :-

ادب تاجے است از لطف الٰہی

بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

پھر اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص سید مشہور تھا لیکن ایک اور سید اسے کہا کرتا تھا کہ تم سید نہیں ہو' ایک دفعہ ایک بزرگ جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل تھی اس جعلی سید کے ایک سفر میں ہمراہ ہوئے' اور اس سے کہنے لگے کہ تم سید نہیں ہو' اس کے بعد ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محرومی ہو گئی' وہ بزرگ بہت حیران ہوئے اور پریشانی اور بیقراری سے گریہ زاری کرنے لگے' بعدہٗ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بزرگ سے فرمایا کہ اگرچہ وہ سید نہیں تھا پھر بھی تم پر ادب کرنا واجب تھا کیونکہ آخر اس نے میرا نام تمہارے سامنے لیا تھا۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے الحقُّ مُرٌّ یعنی حق بات کڑوی ہوتی ہے' اس لئے سوائے معتقد کے کسی سے نہ کہنا چاہیئے' بلکہ معتقد کو بھی جو بات کہنا ہو کنایۃً کہنی چاہیئے نہ کہ صراحتاً' اور علم کے طور پر تو بالکل کوئی بات نہ کہنا چاہیئے کیونکہ اگر مخاطب اس سے انکار کر دے گا تو گنہگار ہوگا' اسی لئے کنایہ صراحت کی نسبت زیادہ بلیغ ہے۔

ایک روز ایک فقیر نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ فقر و فاقہ کی وجہ سے بہت سے فقیر یہاں سے جا رہے ہیں' حضرت نے فرمایا کہ اگر فقیر جا رہے ہیں تو مجھے کوئی غم نہیں' اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے پیران کرام نے فرمایا ہے کہ درویش کے واسطے فاقہ کی رات نعمت ہے اسے غنیمت جاننا چاہیئے کیونکہ لَیلَۃُ الفَاقَۃِ لِلفَقِیرِ لیلۃ المعراج اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

اللہ والوں کی وفاداری اور دنیاداروں کی بے وفائی کے بارہ میں کچھ بات چلی

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی دوستی دونوں جہانوں میں کام آتی ہے، لیکن دنیاداروں کی دوستی کا کوئی اعتبار نہیں ہے، بعدہٗ اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ لیّہ میں ایک بزرگ تھے محمد نامی، قوم کے لوہار تھے، ان کے تین چار لڑکے تھے، ان کے وصال کے بعد ان کے ایک لڑکے نے حسن خان جسکانی سے دوستی پیدا کی اور اس کا معتمد ہو گیا لیکن چند دنوں کے بعد حسن خان مذکور نے اس بزرگ زادہ کو قتل کرا دیا۔ اور ایک نالہ میں پھینک دیا جو کہ لیّہ کے قریب تھا۔

نیز فرمایا کہ بہاول خان ثانی نے اپنی گردن میں کپڑا ڈال کر مجھ سے درخواست کی کہ دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ محمد یعقوب کو بیٹا عطا فرما دیں۔ بعد ازاں اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ اس کی قبر تک کا نشان نہیں چھوڑا ۔ نیز فرمایا کہ اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا کوئی عیب دیکھتا ہے تو اس کو خراب کرتا ہے، حق تعالیٰ اپنے بندوں کے ہزاروں گناہ اور تقصیریں دیکھتے ہیں، لیکن توبہ کرنے پر معاف فرما دیتے ہیں، چنانچہ کفر جو کہ اکبر الکبائر ہے اگر کوئی کافر ایک بار کہے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اس ایک کلمہ کی برکت سے حق تعالیٰ اس کے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف فرما دیں، شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

بحمد اللہ آں کس مسلماں شُند
اگرچہ گدا بود سلطان شُد

نیز فرمایا کہ دنیاداروں کی صحبت سے دور رہنے میں سلامتی ہے اور ان کی نزدیکی میں جان کی ہلاکت کا خطرہ ہے، اس پر یہ مصرع پڑھا ؎

قرب سلطان آتش سوزاں بود

نیز فرمایا ہندی ۔ جتیں حاکم آوے ہمدا ورساہ نہ کریں تل دا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہندی ۔ سستی چینے نہ چڑھی جے چڑھی مڑدل نہ مڑی یعنی خدا کی راہ میں مردانہ وار قدم رکھنا چاہیئے اور تابع فرمان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا استقامت سے پابند رہنا چاہیئے اور نفس اور شیطان کے حکموں کو ہرگز نہ ماننا چاہیئے کیونکہ یہ دونوں سخت دشمن ہیں اگرچہ بظاہر دوستی سے پیش آتے ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک کامل بزرگ تھے، ان کو اطلاع دی گئی کہ آپ کے مریدین میں سے ایک شخص فتنہ میں پڑ گیا ہے اور مرتکب مناہی ہوا ہے، جب وہ شیخ کی زیارت کے لئے آیا تو شیخ نے اسے کہا کہ جو کچھ کرنا ہو ہمارے حجرہ میں کر لیا کرو کیونکہ درویش پر صفت ستاری اور پردہ پوشی کا غلبہ ہوتا ہے، پھر انہوں نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ہمارے لئے دعا کرو کیونکہ خود ہمارے اندر عیب اور کمی ہے جس کی وجہ سے ہمارا یہ ساتھی فتنہ میں مبتلا ہو گیا ہے — نیز فرمایا کہ ایک عالم مدرس تھے جب ان کا کوئی شاگرد سبق ناغہ کرتا تو اسے کہتے کہ ہم سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے کہ تم نے سبق کا ناغہ کیا ہے۔ بیت ؎

اخر کم از انکہ گاہ گاہے ۔ آئی در بہ ما کنی نگاہے

نیز فرمایا کہ ایک شخص موضع سیتپور کے پاس رہا کرتا تھا، اس نے اپنی گائے پر ظلم کیا گائے نے نہایت فصاحت سے اسے کہا کہ حق تعالیٰ نے تجھے مجھ پر ظلم کرنے کے واسطے پیدا نہیں فرمایا بلکہ اپنی بندگی کے واسطے پیدا فرمایا ہے،

جب اس شخص نے گائے سے یہ بات سُنی، اپنا مال و اسباب چھوڑ کر اللہ کی یاد میں لگ گیا۔ نیز فرمایا کہ جو کوئی مال مویشی رکھتا ہو، اسے چاہیئے کہ ان کو گھاس چارہ اور پانی وغیرہ دینے میں غفلت نہ کرے، کیونکہ قیامت کے روز اس سے ان کے بارہ میں پوچھا جائے گا پھر آپ نے یہ حدیث پڑھی کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہٖ یعنی تم میں سے ہر ایک اپنے اہل وعیال اور مویشی کا نگہبان ہے، قیامت کے روز ان کے نان ونفقہ اور چارہ وغیرہ کے متعلق پوچھا جائیگا۔

نیز فرمایا کہ اوچ شریف میں ایک حاکم تھا اس نے ایک شخص کو کچھ رقم دے کر حضرت باباصاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں روانہ کیا، وہ شخص جب باباصاحب کے پاس پہنچا، اس نے ان روپوں کو تقسیم کیا، آدھے اپنے پاس رکھے اور آدھے باباصاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کئے باباصاحب نے اسے دیکھ کر تبسّم کیا اور فرمایا کہ تم نے خوب برادرانہ تقسیم کی ہے، وہ شخص شرمندہ ہوا اور باقی روپے لاکر باباصاحب کی خدمت میں پیش کردئے، اور توبہ کرکے مرید ہوا اور مجاہدہ کرنا شروع کیا، جب باباصاحب قدس سرہٗ نے اس کا عقیدہ صاف پایا اسے خلافت دے کر سیستان کی طرف روانہ کردیا الحمدللہ علیٰ ذالک

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت اورنگ آبادی قدس سرہٗ کی خانقاہ مبارک کے دس دروازے تھے، ہر دروازہ پر دو منشی بیٹھے رہتے، جو حاجت مند آتا اس کی حاجت کو لکھ کر اسے دیتے۔ نیز فرمایا کہ حضرت اورنگ آبادی قدس سرہٗ کی دو مہریں تھیں ایک مُہر کا سجع مبارک یہ تھا۔ "ذکر مولیٰ از ہمہ اولیٰ" اور دوسری مہر کا سجع مبارک یہ تھا:۔

اے نظام در رہ عائشہ دہاکوش　　دین را بہ دنیا مفروش

فرمایا کہ محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مجھے واقعہ میں یہ شعر دیا گیا ہے

مے کوش کہ راحتے بجانے برسد
یا دست شکستہ بنانے برسد

بیت　　دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے مریدین عجب تارک الدنیا لوگ تھے کہ دنیا داروں کی صحبت سے سخت نفرت رکھتے تھے، اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے مریدین میں سے ایک شخص احمد پور کے پاس رہا کرتے تھے، بڑے عالم اور مدرس تھے، عیال دار بھی تھے مگر بڑی تنگی سے گذر بسر کیا کرتے تھے، ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ ان کے گھر تشریف لے آئے، ان سے فرمایا کہ میں بہادل خان سے تمہارا وظیفہ مقرر کرا دیتا ہوں، انہوں نے جواب دیا کہ اے قبلۂ من! میرا وظیفہ آپ حق تعالیٰ سے مقرر کروا دیں کیونکہ فقیر کے واسطے دنیا دار کے دروازہ پر جانا ذلت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اذا رایت الامیر بباب الفقیر فنعم الامیر واذا رایت الفقیر بباب الامیر فبئس الفقیر اللھم ارزقنا غناء القلب بحرمۃ الشیخ یعنی اگر تو کسی امیر کو فقیر کے دروازہ پر دیکھے تو سمجھ کہ وہ نہایت ہی اچھا امیر ہے، اور اگر کسی فقیر کو امیر کے دروازہ پر دیکھے تو جان کہ بہت برا فقیر ہے، اے اللہ ہم کو ہمارے شیخ کی حرمت سے غناء

قلب عطا فرماوے۔

حضرت قبلہ عالم و عالمیاں فرمایا کرتے تھے کہ دنیادار بھوکے ہیں، ہرگز سیر نہیں ہوتے، اس کے مناسب حکایت فرمائی کہ سلطان ٹیپو نے ایک تالاب مال و دولت سے بھرا ہوا پایا، چالیس روز تک اس خزانہ کو اونٹوں اور بیلوں پہ لاد کر نکالتے رہے، کسی نے سلطان مذکور سے کہا کہ اب تو آپ کو بہت خزانہ مل گیا، ٹیپو سلطان نے جواب دیا کہ یہ خزانہ تو تھوڑا ہے، سلطان کی یہ بات حرص پر دلالت کرتی ہے نہ کہ قناعت پر، چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمت فرماتے ہیں ؎

گدا را کند یکدرم سیم سیر　　فریدوں بہ ملک عجم نیم سیر

بیت:۔　گفت چشم تنگ دنیادار
یا قناعت پر کند یا خاک گور

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سیر تو صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ "اللہ بس ما سوی اللہ ہوس" اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

ہر یک ز کف زمانہ اسفی　　دلشاں زدہ کف کہ حسبنا اللہ کفیٰ

والحمد للہ رب العالمین۔

کچھ مسجد کی خدمت کے بارے میں بات چلی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک شخص نہایت پریشان حال، بیقرار اور مفلس تھا، ہر روز مسجد کے گھڑے بھر کر منادی کرتا، کچھ مدت کے بعد حق تعالیٰ نے اس کی روزی فراخ کردی

اور بہت سے مال و جائداد کا مالک بن گیا۔ نیز فرمایا کہ ایک بوڑھا بڑھئی تھا اس کی بیوی بھی بوڑھی تھی وہ ہر روز دو گھڑے بھر کر مسجد میں رکھ دیتی اس نیت سے کہ حق تعالیٰ اسے اولاد عطا کریں گے، کچھ مدت کے بعد حق تعالیٰ نے اسے دو لڑکے دیئے، ایک کا نام عیسیٰ اور دوسرے کا نام موسیٰ تھا۔

نیز فرمایا کہ ایک ہندو عورت ہر روز علی الصبح مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی اس نیت سے کہ حق تعالیٰ اس کی لڑکی کو شفا دیں گے جو کہ کوڑھی تھی، چند روز کے بعد حق تعالیٰ نے اس کی لڑکی کو شفا دی، اور وہ صاحب اولاد بھی ہو گئی۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تمام اعمال کا دار و مدار نیک نیتی پر ہے اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک ہندو نے ایک مسلمان سے اپنا قرضہ طلب کیا، مسلمان نے انکار کر دیا، ہندو نے کہا کہ میری "تقویم" پر اپنے ہاتھ سے لکیر کھینچ دو، مسلمان مرد نے اپنے ہاتھ سے اس "تقویم" پر خط کھینچ دیا،

یہ معاملہ ظہر کے وقت ہوا ـــــ جبکہ میں تونسہ شریف کی مسجد سفید میں اپنے استاد میاں حسن علی صاحب سے قرآن پڑھا کرتا تھا ـــ ہم نے یہ معاملہ خود دیکھا جب شام کا وقت ہوا، اس مسلمان شخص کے لڑکے کو گائے نے پیٹ میں سینگ مارا وہ اس کا ایک ہی لڑکا تھا، اسی وقت مر گیا۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک ہندو نے ایک مسلمان سے نو روپے لینے تھے لیکن اس نے اٹھارہ روپیہ دھوکے اور فریب سے لے لئے، چند روز کے بعد اس ہندو کی نو گائیں چوری ہو گئیں، کہتے ہیں کہ ہر ایک گائے کی قیمت بیس روپیہ تھی، سب برباد گئیں اور اس ہندو نے اقرار کیا کہ یہ سب ان روپوں

کی شامت ہے جو کہ میں نے دغابازی سے زیادہ لئے ہیں۔

حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستانی سب بہشتی ہوتے اگر ان میں فریب اور کفر نہ ہوتا اور افغان سب بہشتی ہوتے اگر ان میں ضد نہ ہوتی۔

ایک روز مغرب کے وقت بعض لوگوں نے کچھ ناشائستہ باتیں کیں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ کچھ لوگ لایعنی باتیں کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ بے فائدہ سر کھپاتے ہیں کیونکہ خدا اور رسول کے ذکر کے بغیر سب سردردی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرۡھُم فی خوضہم یلعبون

چنانچہ حضرت ابوسعید کا قصہ ہے کہ آپ نے جب آیت مذکورہ پڑھی تو ان کو جذب ہوا۔ ان کے استاد نے ان سے کہا کہ اس کلمہ سے باہر آکر ان کلمات میں مشغول ہو اس کلمہ سے مراد اسم اللہ ہے اور ان کلمات سے مراد علم تفسیر وحدیث اور دوسرے علوم ظاہری ہیں۔ نیز فرمایا۔ ہندی :۔

موڑ نہ سکدیاں موڑ لکھیا لوح قلم دا

نیز یہ بیت پڑھا ہے

دائم نظارہ کردی چو جرمی ربی کریمی و آمرزگاری

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دنیادار لوگ ماہ رمضان المبارک میں روزہ نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ ہم کو خشکی ہو جاتی ہے، فرمایا کہ یہ بات نفس اور شیطان کی گمراہی کے سبب کہتے ہیں، ورنہ دنیاداروں کے پاس سب کچھ موجود ہوتا ہے، اگر گرما کو سرما اور سرما کو گرما میں تبدیل کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں ـــ بعدہٗ میاں

عثمان فقیر نے خدمتِ عالیہ میں عرض کیا کہ غریب نواز! بندہ ڈیرا دل سے چل کر تونسہ شریف تک پہنچا ہے اس درمیان میں کسی کو نہیں دیکھا جس نے رمضان شریف کا روزہ رکھا ہو یا نمازِ تراویح ادا کی ہو، سوائے اس جگہ کے کہ جناب کی برکت سے درویش روزہ رکھتے ہیں اور تراویح ادا کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا کہ جب مسلمانوں نے اچھے اعمال کو چھوڑ رکھا ہے تو حق تعالیٰ نے ان پر کافروں کو مسلّط فرما دیا ہے۔ نیز عثمان مذکور نے عرض کیا کہ غریب نوازا! بندہ جب کشتی میں سوار ہوا تو کشتی میں سو یا اس سے بھی زیادہ آدمی تھے، لیکن ان میں سے کسی کا بھی روزہ نہیں تھا سوائے ایک طالبِ علم کے جس کا روزہ تھا، نیز احمد پور میں بہت لوگ روزہ رکھتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال بھی کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس جگہ اسلام کی برکت ہے۔ اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اَلصَّوْمُ سَیْفُ النَّفْس یعنی روزہ رکھنا تیز تلوار کی مانند ہے جو کہ نفس کو قتل کر دیتی ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں لوگ ایک دوسرے کے گوشت پوست کو نوچنے میں لگے ہوئے ہیں (یعنی ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں) اور ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی صحبت سے الگ رہنا چاہیئے کیونکہ ایسے لوگوں کی صحبت میں نفع کے بجائے نقصان ہوتا ہے ــــ نیز فرمایا کہ "قطاع الطریق" وہ لوگ ہیں جو خدا تک پہنچنے نہیں دیتے اور ہوا و ہوس اور شہوت و حرص کے گڑھے میں ڈالتے ہیں اور اس طرح تیرے دین کی راہ مارتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اَبْصَرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ جب اللہ تعالیٰ

کسی بندہ کو دوست رکھتے ہیں تو اس کے عیب اس پر کھول دیتے ہیں۔

حدیث دیگر: اِیّاکم وصحبۃ الاغنیاء اغنیا کی صحبت سے بچو

حدیث دیگر: فِرّوا من ھم کما تفرّون من الاسد - ایسے لوگوں (یعنی بُرے لوگوں) سے اس طرح بھاگو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو)

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بدبخت وہ شخص ہوتا ہے جو کہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ نیک بخت سمجھے اور بہترین آدمی وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ بدکار اور گنہگار سمجھے، اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت بزید بسطامیؒ کے زمانہ میں ایک دفعہ بارش نہ ہوئی، لوگ نماز استقاد کے لئے صحرا میں گئے اور نماز ادا کی لیکن پھر بارش نہ ہوئی۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ بُرے لوگوں کی شامت اعمال کی وجہ سے بارش نہیں ہوئی۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ نے کہا کہ سب لوگوں سے زیادہ بُرا تو میں ہی ہوں اس جگہ سے چلا جاتا ہوں، لوگ آپ کے پاؤں پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ آپ کے بغیر ہم کس طرح گزارا کریں گے ــــ نیز فرمایا کہ جو کوئی اپنے آپ کو سب لوگوں سے کمتر سمجھتا ہے وہ حق تعالیٰ کا محبوب و مقبول ہوتا ہے ؎

خود ستائی پیشۂ شیطان بود ہر کہ خود را کم زند مرد آں بود

اس بارہ میں بات چلی کہ ہر کسی کو جو کچھ ملنا تھا ازل میں مل چکا ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں تین روز کے بعد مر جاؤں گی مجھے کچھ مویز منقیٰ عطا فرمائیے کہ میں مرتے وقت اسے کھا لوں اس

کے بعد اس کا حال دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جس طرح اس نے کہا تھا اسی طرح ہوا۔
نیز فرمایا کہ نور محمد کہائی کا والد میاں ابراہیم بُزدار میرے پاس آیا اور بوقت رخصت
بار بار میرے پاس آتا اور مجھے رخصت کرتا، میں نے اسے کہا کہ اے ابراہیم!
آج تمہیں کیا ہوا ہے کہ بار بار میرے پاس آتے ہو اور مجھے رخصت کرتے ہو،
کہنے لگا میں نہیں جانتا کہ مجھے دوبارہ آپ کی زیارت نصیب ہوگی یا نہ، چنانچہ اسی
طرح ہوا، اپنے گھر پہنچتے ہی مر گیا — نیز فرمایا کہ میاں ابراہیم کا تو یہ حال تھا اور اس
کے لڑکے نور محمد کا یہ حال ہے کہ رہزنی کرتا ہے اور لوگوں کا مال لوٹ کر کھاتا ہے
نیز فرمایا کہ بُزدار قوم کا ایک اور شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آج مر جاؤں
گا، مجھے کچھ دعائیں تلقین فرمایئے جن کو میں مرتے وقت پڑھوں، میں نے اسے
کلمۂ شہادت تلقین کیا، وہ اُسی روز مر گیا اور قصبہ مندرانی میں جو کہ پہاڑ کے پاس ہے، گھر
پہنچتے ہی جان جان آفریں کے حوالہ کر دی۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت مبارک پڑھی

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ

کچھ دنیا کے متعلق بات چلی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دنیا سخت
دشمن ہے اس سے دُور رہنا چاہیئے اور فرمایا کہ کسی مفلس نے آج تک خدائی کا
دعویٰ نہیں کیا، جس کسی نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا ہے غرورِ دنیا کے سبب کیا ہے
جیسا کہ شداد، بخت نصر اور فرعون وغیرہ ان سب نے غرورِ دنیا کی وجہ سے خدائی
کا دعویٰ کیا اور حق تعالیٰ نے ان کو خراب کیا جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے —
نیز فرمایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد کوئی

شخص خدائی کا دعویٰ نہیں کرے گا' لیکن اس زمانہ میں بعض لوگ خدائی کا دعویٰ رکھتے ہیں تاہم علانیہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کوئی بندہ کسی سے کوئی چیز مانگے' یہ بات صوفیاء کرام کے مذہب میں حرام ہے' اتنے میں صاحبزادہ میاں خیر محمد زیدحیا نہ بالعلم والعمل الصالح نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز! میری گھوڑی پر سواری فرمائیں' فرمایا کہ میں اس گھوڑی پر سواری نہیں کرتا' کیونکہ جو چیز سوال کر کے حاصل ہوئی ہو میرے نزدیک حرام ہے۔

اچھے اور بُرے لوگوں کے بارہ میں کچھ بات چلی' حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ بعض لوگ مظہر خیر ہوتے ہیں ان سے ہمیشہ اچھائی ظاہر ہوتی ہے اور بعض لوگ مظہر شرّ ہوتے ہیں' ان سے ہمیشہ برائی ہی ظہور میں آتی ہے' پھر اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ پہاڑ میں ایک سیّد رہتا تھا اس کا نام رحیم شاہ تھا اور مظہر خیر تھا۔ جب کبھی لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوتا اور سیّد مذکور کو اطلاع ہوتی' فوراً درمیان میں پڑ کر صلح کرا دیتا ـــــ نیز فرمایا کہ سیّد مذکور کا بیٹا مظہر شرّ تھا' جو کہ لوگوں کے درمیان جنگ و جدال پیدا کرتا تھا' اور جہاں جاتا اس سے بجائے خیر کے شرّ ظاہر ہوتا اور فرمایا کہ اسی طرح فتح خان ٹوانہ مظہر شرّ ہے اور یہ بیت ارشاد فرمایا ؎

ناسزائے را چو بینی بختیار   عاقلاں تسلیم کردند اختیار

فرمایا کہ پہلے مصرع میں لفظ تسلیم محذوف ہے مطلب یہ ہے کہ جب کسی نالائق کو صاحب اختیار پائے تو رضا و تسلیم اختیار کر کیونکہ عاقل لوگ رضا و تسلیم ہی

اختیار کیا کرتے ہیں۔

کچھ بات چلی کہ جب کوئی دنیا کے معاملہ میں پڑتا ہے کسی کا حیا نہیں کرتا حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک شخص ڈیرہ غازی خاں کے پاس رہتا تھا جو کہ بہت منصف مزاج تھا، ایک دفعہ اس نے اپنے خویش واقربا کو اپنے پاس بلایا اور کہنے لگا کہ مجھ سے رخصت ہو جاؤ، کیونکہ میں کل صبح اندھا ہو جاؤں گا اور کسی کو پہچان نہیں سکوں گا، اس کے اقرباء نے کہا کہ کیا بات ہے جواب دیا کہ کل حکومت کا کام میرے سپرد کیا جائے گا جب میں حاکم بن گیا تو پھر کسی کا لحاظ نہیں کروں گا۔ نیز فرمایا کہ ڈیرہ غازی خاں کے پاس ایک اور شخص منصف مزاج رہا کرتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ جب دنیا دار لوگ غرور دنیا سے مست ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ کی داڑھی اور مونچھ نہیں چھوڑتے (یعنی حق تعالیٰ کی جناب میں بھی سخت گستاخیاں کرتے ہیں) نعوذ باللہ من ذالک۔ نیز شخص مذکور یہ بھی کہا کرتا تھا کہ جب حق تعالیٰ اپنی خدائی کے اظہار پر آتے ہیں تو ایسے لوگوں کو اس طرح تباہ و برباد کرتے ہیں کہ ان کا نشان تک باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ مولانا روم قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

نقش با نقاش پنجہ مے زند   سبلتان وریش خود بر میکند

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز اب مجھے میرے اہل و عیال گالیاں دیتے ہیں اور میری خدمت نہیں کرتے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا بھروسہ ہی کام آتا ہے غیر کا تکیہ کام نہیں آتا، اور

اگر کوئی اپنے اہل وعیال پر یہ بھروسہ کرتا ہے کہ وہ میری خدمت کریں گے، اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا، اور اس کے مناسب حکایت فرمائی کہ کوہ ورک میں جعفر قوم کا ایک شخص تھا، اس کے تین بیٹے تھے، ہر بیٹے کو اس نے سات ہزار روپیہ نقد اور دوسرے مال واسباب دیئے اس امید پر کہ یہ میری خدمت کریں گے۔ بعدہٗ ہم نے اسے دیکھا کہ نہایت خستہ حال اور لاغر ہوا ہوا ہے اور لباس بھی بوسیدہ ہے، پاجامہ پر بے شمار پیوند لگے ہوئے اور ایک پشمینہ کا کرتہ پہنے ہوئے جسے ہندی میں گھُتی کہتے ہیں جب اس کے لباس کا یہ حال تھا تو ہم نے اس کی خوراک کے متعلق دریافت کیا، اس نے کہا کہ جوار کی روٹی اور ایک برتن پانی سے بھرا ہوا میرے سامنے رکھ دیتے ہیں میں روٹی کو پانی میں بھگو کر کھا لیتا ہوں ـــــ اس کے بعد فرمایا کہ مستو خان مرحوم علاقہ سنگھڑ کا حاکم تھا اس نے مرتے وقت اپنے اہل وعیال سے ایک سو روپیہ طلب کیا، انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے جو تم کو دیں حالانکہ مستو خاں حکمران رہ چکا تھا اور بعض لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ علی اکبر خان مرحوم ولد مستو خان کی قبر پر سوا روپیہ نقد لے گئے تھے مگر اسے بھی واپس لے آئے اور خیرات میں خرچ نہ کیا، شیخ سعدی علیہ الرحمت فرماتے ہیں ؎

برگ عیشے بگور خویش فرست　　　کس نیارد زپس تو پیش فرست

نیز فرمایا کہ جب شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کا وقت وصال قریب آیا، ان کے ایک لڑکے نے لانگری سے توشہ خانہ کی چابی طلب کی اور توشہ خانہ کا دروازہ کھولا، توشہ خانہ میں سوائے پانچ روپیہ کے اور کوئی چیز موجود نہیں تھی، وہ پانچ روپیہ تجہیز وتکفین پر خرچ کیا گیا ـــ بعد ازاں فرمایا کہ

جس لڑکے نے توشہ خانہ کی چابی مانگی تھی اس کی اولاد تنگی میں رہتی ہے اور جس نے کنجی طلب نہیں کی تھی اس کی اولاد خوشحال ہے۔

کچھ بات چلی کہ جس جگہ بدعت اور کھیل کود کا کام ہوتا ہے بہت لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور جہاں کوئی نیکی کا کام ہو وہاں کم لوگ جاتے ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نیکی کے کام میں نفس اور شیطان مخالفت کرتے ہیں اس وجہ سے لوگ نیکی کے کاموں میں کم جمع ہوتے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اصحاب کم تھے اور کافر بہت زیادہ تھے اور بدعت کے کاموں میں نفس اور شیطان بھی موافقت کرتے ہیں اس وجہ سے بدعت اور کھیل کود کے کاموں میں بہت لوگ جمع ہوتے ہیں چنانچہ مسلیمہ کذاب جس نے ایک بدعت کا اور ناحق کام کا بیڑا اٹھایا تھا اس کے پاس تھوڑی مدت میں چند لاکھ آدمی جمع ہو گئے اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا لعدہٗ اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہہ نے قتل کروا دیا اور نجد کے ملک کو خراب کیا' کیونکہ نجد کا ملک مبدٔ فساد ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے - النجد فی قرن من قرون الشیطن +

نیز فرمایا کہ مذہب وہابیہ بھی نجد کی پیداوار ہے —— اور فرمایا کہ خراسان کے علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ جو کوئی وہابی مذہب اختیار کرے گا کافر ہو جائے گا نعوذ باللہ من ذالک۔ لہٰذا ان لوگوں کی صحبت سے دُور رہنا چاہیئے (یعنی عبدالوہاب نجدی کے مقلّدین سے) حدیث میں آیا ہے الصّحبۃُ مؤثرۃٌ صحبت کا ضرور اثر ہوتا ہے ے

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

قطعہ

پسرِ نوح بابداں بنشست | خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحابِ کہف روزے چند | پئے نیکاں گرفت، مردم شد

ایک روز بندہ (مولف ملفوظات) نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا فرمائیں حق تعالیٰ اپنی محبت نصیب فرمائیں، فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ اسی طرح ہوگا، بندہ نے یہ حدیث شریف پڑھی الکریم اذا وَعَدَ وَفا حضرت خواجہ یہ شعر زبان مبارک پر لائے ؎

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

کچھ بات چلی کہ داڑھی کو خضاب لگانے سے کچھ فائدہ نہیں ہے حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ہم دہلی شریف داخل ہوئے تو ہم نے ایک مسجد کے دروازہ پر یہ ہندی بیت لکھا ہوا دیکھا :-

ہندی:- دیکھ آنکھیں اس ڈھگے کوں | کیس نہ لادیں بگے کوں
اول آخر مرنا | منہ کالا کہاں کرنا

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مولوی محمد عمر صاحب ملتانی صحیح بخاری شریف کا ایک نسخہ لے آئے، حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حدیث کا صحیح فہم بغیر مجتہد کے اور کسی کو نہیں ہے، ہمارا عمل مجتہد کے قول پر ہے نہ کہ حدیث پر، کیونکہ حدیث کی جانچ اور پھر بعض متعارض احادیث کی ایک دوسرے سے

یا قرآنی آیات سے مطابقت کرنا اور استنباط و استخراج مسائل مجتہد ہی کا کام ہے)

کچھ بات چلی کہ دنیا دار ہر وقت لڑائی جھگڑے میں ہی پڑے رہتے ہیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ دنیا ایک مُردار کی مانند ہے' جس طرح مُردار پر کتے اور گیدڑ جھگڑا کرتے ہیں اسی طرح طالبانِ دنیا' دنیا کے واسطے جھگڑا کرتے ہیں' ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور آخر کار سارے ہی اس دنیا کو چھوڑ کر آگے چلے جاتے ہیں ـــ پھر اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ جب سلطان سکندر کا وقت وفات قریب پہنچا' اس نے اپنے عزیز و اقارب اور امراء و وزراء کو بلایا اور وصیت کی کہ میرے ہاتھ پاؤں کفن سے باہر رکھنا' حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہاتھ پاؤں کا ننگا رکھنے سے یہ مطلب تھا کہ سلطان سکندر تمام جہان کا بادشاہ تھا لیکن کوئی چیز دنیا سے اپنے ساتھ نہ لے گیا۔ اور ننگے پاؤں سفرِ آخرت اختیار کیا' جب سلطان سکندر مر گیا اس کی وصیت پوری کی گئی۔ یہیں سے رسم نکلی ہے کہ اکثر بادشاہوں کے ہاتھ پاؤں کفن سے باہر رکھتے ہیں۔

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نماز روزہ تو ہر شخص ادا کر سکتا ہے لیکن شہوات کو چھوڑنا اور لذات کا ترک کرنا دوسرا کام ہے' ان سے باز رہنا مشکل کام ہے۔

رباعی

ترا شہوت وکین و حرص و حسد | چو خوں در رگ اند جاں در جسد
رضا در ورع نیک ناماں وحر | ہوائے ہوس رہزناں کیسہ بُر

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مولوی محمد احسن پسر مولوی

امان اللہ ساکن دائرہ دین پناہ نے عرض کیا کہ غریب نواز! بعض لوگ صحابۂ کرامؓ کے حق میں بُرے الفاظ کہتے ہیں اور ہم لوگوں کی بھی مخالفت کرتے ہیں، فرمایا کہ یہ وقت صبر و سکوت کا ہے کیونکہ ہر طرف کفر کا حکم جاری ہے ـــــ ایک اور شخص نے عرض کیا کہ دعا فرمائیں حق تعالیٰ بد مذہبوں کو غرق کریں، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نہیں حق تعالیٰ ان کو ہدایت دیں۔

نیز فرمایا کہ فاعل حقیقی ہر کام کا حق تعالیٰ ہے، لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ نیک کام کو تو حق تعالیٰ سے منسوب کیا جائے اور بُرے کام کو نفس اور شیطان سے نہ کہ حق تعالیٰ سے اور یہ آیت مبارک پڑھی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین،

(اے ہمارے رب! ہم نے گناہ کرکے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہم کو معاف نہیں کرے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے)

اور مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں مثنوی :-

از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
از ادب معصوم و پاک آمد ملک	از ادب پر نور گشتہ ایں فلک

کچھ بات چلی کہ ہر کوئی اپنے وطن اور ٹھکانے کو دوست رکھتا ہے، حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ "حب الایمان من الایمان" فرمایا کہ وطن دو ہیں، فرعی و اصلی

فرعی وہ ہے جہاں آدمی پیدا ہوا ہو اور وطن اصلی سے مراد یہ ہے کہ تمام دنیاوی تعلقات کو ترک کر کے ذاتِ حق میں محو ہو جائے ے

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش   باز جوید روزگار وصل خویش

نیز فرمایا کہ خشکی کے رہنے والے اگر پانی میں جا پڑیں تو مر جائیں، اسی طرح پانی میں رہنے والے حیوانات خشکی پر آ جائیں تو ہلاک ہو جائیں بیت:۔

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگ ہاست   ماہیاں را با یبوست جنگہاست

نیز فرمایا کہ اگر دیہاتوں کے رہنے والے شہر میں آ جائیں تو حیران ہو جائیں، اور اگر شہری دیہاتوں میں چلے جادیں تو پریشان ہو جائیں۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

یوسف کہ بہ مصر بادشاہی مے کرد   مے گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

ایک روز ایک شخص اجمیر شریف سے آیا اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کی کہ غریب نواز! بندہ نے سات روز تک اپنی درخواست حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کی ہے، ساتویں روز کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ تیری حاجت سنگھڑ شریف میں پوری ہو گی، خواجہ محمد سلیمانؒ کے پاس جا!۔۔۔ میری حاجت یہ ہے کہ میرا قرض ادا ہو جائے نیز مجھے بیعت فرمائیے، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اسے بیعت فرمایا اور کہا کہ تین بار سورہ مزمل نماز عشاء کے بعد پڑھ لیا کرو، حق تعالیٰ تمہارے قرض کی ادائیگی کی صورت پیدا فرما دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور اب اپنے گھر چلے جاؤ۔

ایک روز میاں علی محمد سپاہی حضرت قبلہ کی خدمت میں آیا' آپ نے اس سے فرمایا کہ تم بزداروں کے لشکر سے کیونکر بچے' میاں مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! جب بزداروں کے لشکر نے مجھ پر تلواریں اٹھائیں تو میں نے جناب کی صورت کا تصور کیا! جناب کا ہاتھ مبارک ظاہر ہوا اور مجھے امان دی' حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ مرید کو اسی طرح کرنا چاہیئے کہ ہر حالت میں پیر کا تصور رکھے اور (اس کے وسیلہ سے) مدد طلب کرے۔ پھر یہ اشعار پڑھے ؎

رباعی

ناصیۂ پیر نہ تنہا ضیاء ست — بلکہ یکے از صفت کبریاست
ہر کہ بدل دامن پیراں گرفت — گنج بقا زین دہ ویراں گرفت

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو رنج و غم آدمیوں کو لاحق ہوتا ہے' یہ ان کے بُرے اعمال کی شامت ہوتی ہے جن کو وہ کرتے ہیں' ورنہ حق تعالیٰ معاذ اللہ ظالم نہیں ہیں۔ اگر کوئی حق تعالیٰ کو ظالم کہے تو کافر ہو جائے اور ظالم وہ ہوتا ہے جو دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرے اور حق تعالیٰ تو تمام چیزوں کے تنہا مالک ہیں' جو چاہتے ہیں کرتے ہیں ——— نیز فرمایا کہ

لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ — ایک ذرہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہلتا

کچھ بات چلی کہ جس کسی کا فرزند فوت ہو جائے اس پر بڑی مشکل پڑ جائے' اس کے مناسب حکایت فرمائی کہ ایک دفعہ کفار کے ساتھ ایک لڑائی میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے' ایک صحابی کی میت دستیاب نہ ہوئی۔ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ لاشوں کے پیٹ پھاڑ کر جگر کو دیکھو، جس لاش کے جگر میں دو سوراخ ہوں اس کو لے آؤ، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسی طرح کیا اور ایک لاش کو اس کے مطابق پایا۔ اور اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابی کے جگر میں دو سوراخ کس وجہ سے ہو گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ان کے دو بیٹے فوت ہو چکے ہیں، ان کو غم کی وجہ سے ان کے جگر میں دو سوراخ ہو گئے ہیں۔

نیز فرمایا کہ بچھو کے ڈنگ کے درد کی اسے خبر ہوتی ہے جس کو اس نے کاٹا ہو، اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کی وفات پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ الفاظ زبان مبارک سے فرماتے تھے :- اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْرِقُ فِیْ فِرَاقِكَ یَا اِبْرَاھِیْم

اے ابراہیم! تیری جدائی میں آنکھ آنسو بہاتی ہے، اور دل جلتا ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ آپ نے ہم کو تو اس سے منع فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نوحہ سے منع کیا ہے نہ کہ گریہ سے، کیونکہ یہ تو اللہ کی رحمت ہے جس دل میں وہ چاہے ڈال دے۔

نیز فرمایا کہ ایک صحابی کا مرتبہ ستر ولیوں سے زیادہ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ۔ میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے ان میں سے جس کسی کی بھی اقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔

کچھ بات چلی کہ جس کسی کو کوئی مصیبت پہنچے' چاہیئے کہ وہ صبر کرے اور جزع و فزع نہ کرے' ورنہ تقدیر حق تعالیٰ کہتی ہے کہ تجھے ایک اور بلا میں مبتلا کروں گی جس سے تجھے پہلی مصیبت بھول جائے گی ۔۔۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت تھی وہ اپنے بیٹے کے فوت ہو جانے پر ہر روز جزع و فزع اور نوحہ و ماتم کرتی ۔ ہم نے اسے منع کیا کہ ہر روز نوحہ اور آہ و زاری نہ کیا کرو بلکہ صبر کرو۔ اس نے جواب دیا کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ خدا نے لے لیا اب اور کیا کرے گا ۔۔۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئی جس سے اس کو اپنے بیٹے کا مرنا یاد تک نہ رہا ۔۔۔ نیز فرمایا کہ جوڑ ہو ان میں ایک عورت تھی جس کا لڑکا فوت ہو گیا' وہ ہر روز نوحہ کرتی اور ہرگز صبر نہ کرتی چند روز کے بعد ایک اور مصیبت میں مبتلا ہو گئی کہ اس کا بھائی فوت ہو گیا ۔۔۔

نیز فرمایا کہ جو کوئی صبر نہ کرے اس کو مصیبت پر مصیبت پیش آتی ہے' اور جو کوئی صبر کرتا ہے وہ اس مصیبت سے بھی نجات پا لیتا ہے اور حق تعالیٰ اسے اجرِ عظیم بھی عطا فرماتے ہیں ۔ جیسا کہ فرمایا ہے : ۔ ان اللہ مع الصابرین اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔

کچھ بات چلی کہ حق جل و علا نے انسان کامل میں عجیب طور پر اپنا "سر" پوشیدہ رکھا ہے' حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے ۔

الانسان سرّی وانا سرّہٗ

آدمی میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں

اور فرمایا کہ لولاک لما خلقت الافلاک

اس کے بعد یہ بیت ارشاد فرمایا :۔

گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود آب و گِل را کے ملک کردے سجود

نیز فرمایا کہ فی قراۃ القرآن برکۃٌ و فی الحرکۃ برکۃ و فی الخیرات برکۃ و فی الحلال برکۃ

نیز فرمایا کہ جو کوئی حرام کھاتا ہے اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اور وہ عاجز آجاتا ہے، چنانچہ چور ہمیشہ خوار ہی رہتے ہیں ———

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تم نے کس قدر علم پڑھا ہے، اس نے جواب دیا کہ میں نے علم طِب پڑھا ہے۔ حضرت قبلہ نے یہ بیت پڑھا ے

طب ز نبی جوئی کہ طب النبی

سازدت از جملہ علل اجنبی

کچھ بات چلی کہ بہت سے درویش ایسے ہیں جو کہ لباس میں چھپے ہوئے ہیں ــ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جوگیوں کا لباس رکھتا ہو، اس سے انکار نہ کرنا چاہیئے، کیونکہ بہت سے صاحبان دل ہیں جنہوں نے اپنے

آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا ہے بلکہ ہر ایک شخص کی خدمت اور تعظیم کرنی چاہیئے
کیونکہ حدیث میں آیا ہے :۔
من خدم خدم ۔ جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔
حضرت قبلہ نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ایک بات یہ بھی ہے
کہ بیٹا باپ کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرے گا، جس جگہ کوئی لڑکا اپنے باپ کا فرمانبردار
ہوگا اسے مبارک بادی دی جایا کرے گی کہ تمہارے اندر مخالفت نہیں ہے پھر آپ
نے یہ شعر پڑھا ؎

دختراں را ہمہ جنگ است وجدل با مادر
پسراں را ہمہ بدخواہ پدر می بینم

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو کوئی حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اس
کی نعمت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ خود فرمایا ہے ولئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کرو
گے تو ہم تم کو اور زیادہ دیں گے ۔ اور اگر کوئی ناشکری کرتا ہے تو اس کا تمام مال و
اسباب خراب و تباہ ہو جاتا ہے ـــ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ
کوہ درک میں چند سادات تھے ان کے پاس بہت سا مال و اسباب تھا لیکن زکوٰۃ
نہیں دیتے تھے، ایک سال چور آئے، ان کو شہید کر دیا اور ان کے مال و اسباب کو
خراب کر کے اپنے ساتھ لے گئے، چنانچہ نوسو تو صرف گدھیاں ہی لے گئے اور
بے شمار گائے بیل لے گئے چنانچہ ہر ایک چور کو ایک سو بیس گائیں حصہ میں ملیں،
اور ایک ایک گدھی اٹھارہ انیس روپیہ میں فروخت کی گئی،
اور فرمایا کہ انہی سیدوں میں سے ایک سید نے اپنے لڑکے کو ایک معلم کے

پاس بھیجا کہ اسے قرآن شریف پڑھادو، جب معلم نے سیّد مذکور کے لڑکے کو قرآن شریف ختم کرادیا تو استاد کو ایک بکری دی گئی اور وہ بھی اتنی لاغر کہ راستے میں ہی مرگئی اور استاد کے گھر تک نہ پہنچ سکی۔

کچھ بات چلی کہ اولیاء اللہ کو اللہ کی طرف سے اتنی توفیق ملی ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ سے مانگیں، انہیں مل جائے ــــ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اس کے مناسب حکایت فرمائی کہ ایک سال کوہستان میں بارش کی بندش ہوگئی، مخلوقِ خدا ایک صاحبِ دل کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ہمارے مال مویشی بھوک اور قحط سالی کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ ولی نے جواب دیا کہ تمہارا مطلب بارش سے ہے یا گھاس سے ہے، کہنے لگے ہمارا مقصود سبز گھاس ہے، ولی اللہ نے دعا کی اور کہا کہ حق تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ بغیر بارش کے سبز گھاس اُگا دیں، صبح سویرے جب لوگ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ تمام صحرا اور پہاڑ میں سبز گھاس اُگی ہوئی ہے، اس وجہ سے اس ولی اللہ کا لقب "غرشین" رکھا گیا اور پٹھانوں کی زبان میں "غر" پہاڑ کو کہتے ہیں اور "شین" سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ اب تک اس ولی اللہ کی اولاد اس لقب سے مشہور رہی ہے، ــــ نیز فرمایا کہ اہل اللہ جو کچھ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں وہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ جیسا کہ حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہ السلام نے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کے حکم سے کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجودیکہ مرتبہ نبوت پر فائز تھے، اس سے بے خبر تھے چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ مثنوی:۔

آں پسر را کش خضر ببرید حلق | سِرِّ آں را در نیابد عامِ خلق
آنکہ از حق یافتہ وحی و خطاب | ہرچہ فرماید بود عینِ صواب
آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست | نائب است و دستِ او دستِ خداست
ہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر | شد ازاں محجوب تو بے پر مپر

بندہ کا جامعِ ملفوظ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں مثنوی شریف پڑھ رہا تھا، جب یہودی بادشاہ اور اس کے وزیر کا نصاریٰ کے ساتھ دھوکا کرنے کا نقشہ شروع ہوا تو فرمایا کہ نفسِ انسان کا سخت دشمن ہے کہ وزیر نے فریبِ نفس کی وجہ سے اپنے آپ کو بھی خراب کیا اور قومِ نصاریٰ بھی اس کے فریب سے خراب ہوئی بلکہ ابھی تک ان میں خرابی باقی ہے۔ اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

نفس را سرکوب و دائم خوار دار
تا توانی دور ش از مردار دار

بعد ازاں فرمایا کہ وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ میرے ہاتھ اور کان کاٹ ڈال اور میری ناک کو پھاڑ دے بادشاہ یہود نے اسی طرح کیا، اس کے بعد وزیر کو قومِ نصاریٰ میں بھیجا اور اس نے نفس اور شیطان کے مکر سے ساری قومِ نصاریٰ کو خراب کر دیا نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ وزیر نے نفس اور شیطان کے مکر سے اپنے ہاتھ اور کان کٹوائے اور مر گیا، اسی طرح ایک شخص نے ناظمِ ملتان دیوان ساون مل کو خنجر مار کر اسے ہلاک کر دیا، لیکن اسے بھی مار دیا گیا ——— نیز فرمایا کہ اسی طرح

(نفس و شیطان کے مکر سے) ایک شخص نے غلام مصطفیٰ خان ملتانی کو تلوار ماری اُسے تو حق تعالیٰ نے بچا لیا لیکن تلوار چلانے والے کو مار دیا گیا۔ نیز فرمایا کہ ہر شخص اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے لیکن جب نفس غالب آ گیا تو اس کے دھوکہ میں آ کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا، جیسا کہ میاں علی محمد احمدانی جو کہ عالم تھا اس نے اپنے پیٹ میں چھُری ماری اور مر گیا۔ نیز فرمایا کہ بہت سی عورتیں کنوئیں میں گر کر یا اپنے گلے میں رسّہ ڈال کر مر جاتی ہیں :۔

مثنوی

نفس و شیطان زد کریما راہِ من	رحمتت باشد شفاعت خواہِ من
نفس و شیطان مے بُرند از راہ ترا	تا ببیند از ند اندر چاہ ترا
استعیذ اللہ من شیطانہ	قد اھلکناہ من طغیانہ
اے خدائے پاک بے انبار و یار	دستگیر و جرم ما را در گذار
یاد دہ ما را سخنہائے دقیق	کہ ترا رحم آورد آں اے رفیق
ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو	ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن	مصلحی تو اے تو سلطانِ سخن
کیمیا داری کہ تو بند کُشش کُنی	گرچہ جوئے خون تو نیلش کنی
ایں چنیں میناگری ہا کار تست	ایں چنیں اکسیر ہا اسرار تست
آب را ہم خاک را بر ہم زدی	ز آب و گل نقشِ تن آدم زدی
نسبتش دادی بہ جفت و خال و عم	با ہزار اندیشہ شادی و غم
باز بعضی را رہائی دادۂ	زیں غم و شادی جدائی دادۂ

بردۂ از خویش پیوند و سرشت | کردۂ در چشم او ہر خوب و زشت
ہر چہ محبوب است او ردے کند | وآنچہ ناپیداست مسند مے کند

کچھ بات چلی کہ بقاء تو صرف حق تعالیٰ کے واسطے ہے، باقی سب چیزوں کے لئے فنا ہے، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کتنے حاکم ہماری زندگی میں دنیا سے چلے گئے، جیسا کہ میاں سرائے کہ اُسے شاہ ثانی کہا جاتا تھا اور مستو خان مرحوم اور حسن خان جسکانی اور حیات خان جسکانی اسی طرح اور بہت سے لوگ چلے گئے ہیں۔ اس پر آپ نے یہ آیت پڑھی کلُّ شیئٍ ھالكٌ الا وجہہ

نیز فرمایا کہ ہمارا کام بدوں کے ساتھ بھی نیکی کرنا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ

اَحْسِنْ اِلیٰ مَنْ اَسَاءَ
بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کر

بیت :- بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردمی احسن الی من اساد

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی مُہر مبارک کا سجع یہ ہے :-

سجع :- "سلیمان سرفراز ز نور محمد است"

اور دُعا جو حضرت قبلہ ہر فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ پڑھا کرتے، یہ ہے :-

اللّٰھم افتح لَنا بالخیر واختم لنا بالخیر وجعل عواقب اُمورنا بالخیر

یہ پڑھ کر ہاتھ مبارک تینوں مرتبہ منہ پر پھیرا کرتے۔ لیکن الحمد شریف اور سورہ اخلاص پڑھنے کے بعد دعاء مذکور پڑھا کرتے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اگر "شرع" میں "عین" نہ ہو تو "شر" باقی رہ جاتا ہے۔

نیز فرمایا کہ قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیئٍ قدیر۔

نیز فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حق تعالیٰ پر تکیہ کیا اس لئے ان پر آگ باغ بن گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے غیر پر بھروسہ کیا اس لئے چند سال زندان میں رہے۔ اور حضرت سلطان المشائخ رح نے فرمایا ہے کہ شیخ شیوخ العالم حضرت فریدالحق والدین قدس سرہٗ کو ایک مرض لاحق ہوا۔ آپ نے اس دوران میں چند قدم چلنا چاہا، اس لئے عصا ہاتھ میں پکڑا اور چلنے لگے چند قدم چلے ہوں گے کہ عصا آپ نے پھینک دیا اور غم کا اثر آپ کی پیشانی مبارک پر ظاہر ہوا، لوگوں نے پوچھا کہ حضرت خواجہ نے کس لئے عصا کو ہاتھ سے پھینک دیا ہے، فرمایا کہ مجھ پر عتاب ہوا ہے کہ تو نے ہمارے غیر پر کیوں تکیہ کیا۔

حسنات الابرار سیئات المقربین

حضرت قبلہ رح نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ رزاق مطلق ہیں، چنانچہ سیمرغ کو روزانہ کوہ قاف میں چالیس ہاتھی کھانے کو دیتے ہیں، جیسا کہ شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے :-

؎ چناں پہن خوان کرم گسترد   کہ سیمرغ در قاف روزی خورد

اور فرمایا کہ ولقد کرمنا بنی آدم تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے۔
نیز فرمایا کہ ایک شخص نے ابلیس کو دیکھا اور کہا کہ تو لوگوں کو خراب کرتا ہے، ابلیس نے جواب دیا میں لوگوں کو خراب نہیں کرتا بلکہ ان کو تو عورتیں خراب کرتی ہیں جن سے یہ پیار کرتے ہیں، اور بدگمانیوں کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں، بھلا میں کہا ہوتا ہوں۔

بیت

اگر نیک بودے ہمہ فعل زن　　　زناں را مزن نام بودے نہ زن

نیز یہ شعر پڑھا ؎

در رفع حجاب کوشش نہ در جمع کتب
از جمع کتب مے نہ شود در رفع حجب

میاں غلام رسول نبیرہ میاں صاحب نور محمد نارووالہ قدس سرہٗ نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا حجابات پیر دور کرتا ہے؟ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا حجابات کو حق تعالیٰ ہی دور فرماتے ہیں بواسطۂ پیر۔ پھر یہ شعر زبان مبارک پر لائے ؎

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر از شمس دیں　　　طعنہ زند بر دہ سخرہ کند بر چلہ

نیز فرمایا کہ حضرت امیر خسروؒ نے فرمایا ہے ؎

چوں مدد پیر مرا گشت یار　　　نیست مرا حاجت پروردگار

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ (بوجہ فنائیت در حق، گویا) عین ذات

حق ہیں، ہدایت اُن کے دامن سے وابستہ ہے اور ان کی توجہ گویا عین حق تعالیٰ کی توجہ ہے ــــ نیز فرمایا کہ اللہ اللہ ہر کوئی کہتا ہے لیکن اولیاء اللہ کا اللہ اللہ کہنا کوئی اور ہی تاثیر رکھتا ہے ۔ بیت :۔

عام مے گوئیند ہر دم نام پاک
ایں اثر نکند چو نبود عشق پاک

نیز فرمایا کہ حضرت حاتم اصم قدس سرہٗ کچھ پڑھے ہوئے نہیں تھے، لیکن وہ اپنے مریدوں کو ان دو باتوں کی تلقین کرتے تھے :۔ الطاعۃ للہ والیاس عن خلق اللہ یعنی اطاعت اللہ کی کرنی چاہیئے اور لوگوں سے نا امید رہنا چاہیئے ـــ
نیز فرمایا کہ اولیاء ہی بالکل ٹھیک راستے پر ہیں قطعہ

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیاء کنند ، سگ را دلی کنند و مگس را ہما کنند
آنانکہ چشم را بہ دو صد حیلہ وا کنند ، آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند

نیز فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے :۔

یجیئ زمان یقرؤن القرآن ویصلون الصلوٰۃ ولیس فی قلوبہم ایمان

(ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں لوگ قرآن پڑھیں گے اور نمازیں پڑھیں گے لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہوگا)

اس وقت اگر کوئی لوگوں سے الگ ہو کر گوشہ گیر ہو جائے گا تو سلامت رہے گا، چنانچہ پہلے زمانہ میں نیک لوگ، مخلوق سے بھاگ کر غاروں میں گوشہ نشین ہو جایا کرتے تھے ــــــــــ

نیز فرمایا کہ اس وقت اگر کسی کے گھر آگ لگ جائے تو اس کے بجھانے

کے واسطے بھی نہ جانا چاہیئے۔ اس لئے کہ بدگمانی کی وجہ سے صاحب خانہ دعویٰ کر دے گا کہ اسی شخص نے میرے گھر کو آگ لگائی ہے۔

نیز فرمایا کہ نفحات الانس کی فہرست میں چھ سو مردوں اور بارہ عورتوں کے نام درج ہیں۔ اور یہ سب کامل مکمل لوگ تھے، لیکن ایک شخص کا نام اس دیوان فقر میں نہیں لکھا گیا کیونکہ وہ تابک محمد کے ساتھ دوستی رکھتا تھا ۔ اور فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب قدس سرہٗ (مولانا فخر الدین دہلوی) کے مریدوں میں سے ایک شخص امراء کے ساتھ دوستی رکھتا تھا۔ ایک روز حضرت مولانا صاحبؒ کی زیارت کے واسطے آیا، مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ کون شخص ہے۔ خادم نے بتلایا کہ جناب کا فلاں مرید ہے، مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ قبل ازیں تو یہ آدمی تھا اب بغیر آدمیت کے معلوم ہوتا ہے۔ بعد ازاں حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے یہ شعر پڑھا ؎

ہرچہ دریں عالم است از اثر صحبت است

ورنہ کجا یافت بید بہائے نبات

فرمایا کہ خاصان خدا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام مخلوق سے زیادہ گنہگار سمجھتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ نیک آدمی وہی ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ گنہگار سمجھے اور بُرا آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھے۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے بندہ (مولف ملفوظات) کو خلوت میں اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تجھے چاہیئے کہ صبر سے کام لے اور ہمیشہ حق تعالیٰ کی طاعت و عبادت میں مشغول رہے۔

بعدازاں یہ آیت شریف زبان مبارک پر لائے ۔ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلاً اور اجازتِ خاص سے مشرف فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

قول مؤلف : فوائد شریف میں حسن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مجھے حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تجھے چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی طاعت و عبادت میں مشغول رہے اور اوراد و ادعیہ اور مطالعہ کتب میں مصروف رہے ، کبھی بیکار نہ بیٹھے ، بعدازاں اجازتِ خاص سے مشرف فرمایا اور کلاہ اور قمیص اور خلعت عطا فرمائی الحمد للہ رب العالمین ۔۔۔ نیز حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ نے یہ بیت پڑھا :۔

با عاشقاں نشیں وہمہ عاشقی گزیں
باہر کہ نیست عاشق کم شو بآں قریں

اور میرے حضرت قبلہ یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے ؎

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ ابتداء میں ایک پھوس کے چھپر میں عبادت کیا کرتے تھے ۔ آپ کا اور کوئی مکان نہ تھا ۔۔۔ چنانچہ سیرالاولیاء میں آیا ہے کہ مولانا حسام الدین ملتانی خلیفہ حضرت سلطان المشائخ صرف ایک پرانا سا اور مختصر سا چھپر رکھتے تھے ۔ چنانچہ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ نظم :۔

داشت لقماں سے گز پیچی تنگ
چوں گلو گاہ نائی سینۂ تنگ
بوالفضولے سوال کرد از وے
چیست ایں خانہ شش بدست و سے
بادل سرد و چشم گریاں پیر
گفت ہذا لمن یموت کثیر

نیز فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی عمر میں پھوس کی ایک چلمن، سورج کی گرمی سے بچنے کے واسطے رکھ لیتے تھے۔ چنانچہ کیمیائے سعادت میں مذکور ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا صرف ایک پھوس کا بنا ہوا گھر تھا، کسی شخص نے حضرت نوحؑ سے کہا کہ آپ کوئی اور گھر بنالیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ جس کسی نے مرنا ہے اس کے واسطے اتنا ہی کافی ہے۔

نیز فرمایا کہ علم سے مقصود عمل و ہدایت اور محبت باری تعالیٰ کا حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ سیر الاولیاء میں آیا ہے کہ ایک دفعہ "یاران اودھ" نے اتفاق کرکے حضرت سلطان المشائخؒ سے "تعلّم و بحث" کی اجازت لینا چاہی اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا، حضرت سلطان المشائخؒ نے فرمایا کہ میں کیا کروں، میں تو ان سے کچھ اور چاہتا تھا لیکن یہ لوگ پیاز کی طرح محض "پوست در پوست" ہیں۔ مؤلف ملفوظات حضرت سلیمان المشائخ کے اس جواب سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ "یہ لوگ مغز نہیں رکھتے" جو کام انہوں نے شروع کر رکھا ہے اس کے لئے جس قدر علم کی ضرورت ہے انہوں نے حاصل کیا ہے، اور اس علم سے بھی مطلوب عمل ہے

اور محبت باری تعالیٰ جو کہ بمنزلۂ مغز ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے وہ بمنزلۂ پوست ہے، کار مذکور سے مراد عمل اور محبت باری تعالیٰ ہے چنانچہ مولانا جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

رباعی

اے دل طلب کمال در مدرسہ چند
تکمیل اصول و حکمت و ہندسہ چند
ہر فکر بجز ذکر خدا وسوسہ است
شرمے ز خدا بدار ایں وسوسہ چند

بیت :- عمر تو شد صرف اصول و فروع
ہیچ نیفتاد بہ اصلت رجوع

ایک روز بندہ (جامع ملفوظات) نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں قرآن شریف یاد کروں یا نہ، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے قرآن مجید یاد کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ پیر مریدوں کو تمام وظائف سے منع کرتے ہیں، سوائے ایک وظیفہ کے اور کچھ نہیں بتلاتے چنانچہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے بندہ کو خواب اور بیداری میں بارہا کہا ہے کہ ذکر جانی بہت کرو کیونکہ یہ سریع الاثر ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ نے مولانا شمس الدین کو فرمایا تھا کہ "لب بہ بندی و در بہ بندی" کہ منہ بھی بند رکھو اور دروازہ بھی بند رکھو۔

فرمایا کہ القضات یفتون علی الکذب (اکثر قاضی جھوٹا فتویٰ دیتے ہیں)۔

نیز فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ مومن سب بھائی بھائی ہیں۔

پھر "استعداد" اور "توکل" کے بارے میں بات چلی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ لاہور میں سعد اللہ نامی ایک طالب علم، ایک عالم کے پاس پڑھا کرتا تھا، چند روز کے بعد وہی سعد اللہ بادشاہ کا وزیر بن گیا۔ ایک روز سعد اللہ مذکور اپنے استاد کی زیارت کے واسطے آیا اور کچھ روپے بطور نذر کے پیش کیے، استاد نے کہا کہ تم کون ہو۔ کہنے لگا میں جناب کا شاگرد سعد اللہ ہوں، فرمایا کہ روپے جو تم لائے ہو ان کو اٹھا لو کہ یہ حرام ہے ـــــ بعد ازاں فرمایا کہ پہلے زمانہ کے لوگوں کی کیا ہی عمدہ استعداد تھی کہ سوائے اعتمادِ حق تعالیٰ کے اور کسی کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں قیلولہ کے وقت میاں احمد قوال نے جوگ میں یہ کافی پڑھنا شروع کی۔ ہندی:-

کریں سیالیں دو پھیر دے :: رنجھیٹا دے

سک نا لگی ہے دکھ ڈھیر دے :: رنجھیٹا دے

جو کچھ کیتا انہاں اکھیاں دے :: رنجھیٹا دے

کریں سیالیں دو پھیر دے :: رنجھیٹا دے

حضرت قبلہ نے زبان مبارک سے یہ بند ارشاد فرمایا:-

نا کوئی آدے نہ کوئی جادے :: رانجھے کیتی دیر

رنجھیٹا دے :: کریں سیالیں دو پھیر۔ الخ

اور قیلولہ کے وقت راگنی جوگ سننا آپ کو بہت پسند تھا۔ نیز یہ ابیات مطلع الانوار آپ بہت پڑھا کرتے تھے :۔

گر ہمہ عالم بہم آئند تنگ ۔۔۔ بہ نشود پائے یکے مورِ لنگ

جملہ جہاں عاجز یک پائے مور ۔۔۔ وائے کہ بر قادرِ عالم چہ زور

خیز و اماں در امر امنیت خیز ۔۔۔ سوئے فقیہان خدائے گریز

نیز یہ مصرع :۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کی خدمت میں یہ شعر پڑھا ؎

کمالِ صنعتِ مشاطہ شائد
کہ روئے زشت را زیبا نمائد

اس پر قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مجھ سے بھی ایک شعر سنو۔ فرمایا ؎

مگو کہ پیر شدی تاب عاشقیت نماند
شراب کہنہ ما مستیٔ دگر دارد

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت بابا صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں دو شخصوں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز! ہمارے درمیان ایک جھگڑا ہے، آپ اس کا فیصلہ فرمائیں، حضرت بابا صاحب (بابا فرید الدین گنج شکرؒ) نے خواجہ

بدرالدین اسحاقؒ اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو فرمایا کہ تم دونوں جاکر ان کے مقدمہ کا فیصلہ کرو، حضرت بدرالدین اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ جب ان دونوں نے آپس میں گفتگو شروع کی تو ان کی شیریں کلامی اور لطافت تقریر سے ہم پر گریہ طاری ہو گیا، حضرت بابا صاحب کی خدمت میں ہم نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز! انہوں نے تو کچھ اس قسم کی آپس میں گفتگو کی ہے کہ ہم پر گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت گنج شکرؒ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو کہ تمہاری تعلیم کے واسطے آئے تھے"۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بلہ شاہ علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ہندی :-

ہابیل قابیل آدم کے جائے، آدم کس کا جایا

نیز فرمایا بیت :-

نفس را سرکوب و دائم خوار دار
تا توانی دور ش از مردار دار

نیز فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخؒ نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے اپنے نفس کو اپنی صورت پر اپنے گھر میں اپنے مصلیٰ پر بیٹھے ہوئے دیکھا، حیران ہوا کہ میری شکل و صورت کا کون آدمی میرے گھر میں میرے ہی مصلیٰ پر بیٹھا ہے، اس سے پوچھا کہ تم کون ہو، کہنے لگا میں تمہارا نفس ہوں پھر پوچھا کہ یہاں کیا کر رہے ہو، کہنے لگا میں بڑی تکلیف میں ہوں۔ اس نے کہا میں تجھے ماروں گا، کہنے لگا مجھے مارنا اس طرح نہیں ہے، مجھے مارنا تو میری مخالفت کرنا ہے۔ یہ کہا اور غائب ہو گیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سلامتی تو "ملکِ درویش" ہی میں ہے، باقی دنیا کی ملکیت میں زوال اور خرابی ہی ہے۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دولتے راکہ نباشد غم از آسیبِ زوال
دولتے ہست کہ در صحبتِ درویشاں است

نیز فرمایا کہ جب کوئی بزرگوں کی اولاد سے ملاقات کے لئے آئے تو ضروری ہے کہ اس کی بہت تعظیم کی جائے، اس کے سامنے کھڑا ہو جائے اور اس کی بہت تواضع و تعظیم کی جائے کیونکہ اس کے آباء و اجداد اپنی قبر سے کمر تک باہر آکر دیکھتے ہیں۔ اگر کوئی ان کی تعظیم کرے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں ـــــ اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے حضرت باباصاحب (فریدالدینؒ) کے سجادہ نشین کی سواری کے قدم کو بوسہ دیا۔ کسی نے انہیں کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا، انہوں نے جواب دیا کہ تمام بزرگ اپنی اولاد کے پشت پناہ ہوتے ہیں، اس لئے مجھے ان کی تعظیم کرنا ضروری تھا،

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے حضرت صاحبزادہ خواجہ محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ایمان اور دین و دنیا اور دونوں جہانوں میں میرا تکیہ (وسیلہ) حضرت قبلہ عالمؒ اور آپ ہیں دعاءِ خیر فرمائیں کہ حق تعالیٰ اس غلام کو شفائے کاملہ نصیب فرمائیں۔ نیز حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں (مزار مبارک پر حاضر ہو کر) میرے لئے دعا طلبی کریں (اور عرض کریں) کہ میرے اعمال پر نظر نہ کریں بلکہ اپنے فضل و کرم پر نظر کریں۔ کیونکہ اس غلام کا دونوں جہانوں میں تکیہ (وسیلہ) جناب کی ذات ہی ہے نہ کہ کوئی اور۔

بعدہٗ یہ بیت زبان مبارک سے فرمایا ؎

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم ہر سمت کجکلاہے

نیز فرمایا کہ اگر اس غلام کو "عارضۂ پیری" لاحق نہ ہوتا تو پرندوں کی طرح اُڑ کر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی اور آپ لوگوں کی زیارت کرتا، کیا کروں کہ بدن میں طاقت نہیں رہی اور نہایت ضعف ہے پھر یہ شعر پڑھے ؎

جوانی شد و زندگانی نماند — جہاں گو مماں چوں جوانی نماند
جوانی بود خوبیٔ آدمی — چو خوبی رود کے بود خرمی

حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا — ذکر ہندی :-

ہیٹھوں توہیں اُتوں توہیں ظاہر توہیں باطن توہیں

فی السماءِ الٰہ و فی الارض الٰہ — چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے —

ھو الاول و الآخر و الظاھر و الباطن

نیز مولانا جامیؒ قدس سرہٗ نے فرمایا ہے :-

ہمہ فوقی ہمہ تحتی

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے زبان مبارک سے یہ بیت پڑھا ؎

بندۂ پیر خرا باتم کہ لطفش دائم است
زانکہ لطفِ شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست

ایک روز حضرت قبلہؒ کی مجلس میں پیر بخش قوال نے جو کہ صاحبِ دردوسوز تھا، یہ کافی پڑھنا شروع کی۔

کریں سیالیں دو دھیر رنجھیا ماہیا
نہ کوئی نہ کوئی جاوے میرے رانجھن لائی دیر
عشق رانجھن دی گھائل کیتی میاں تنگ گئے دکھ ڈھیر

حضرت قبلہ قدس سرہٗ پر اس قدر گریہ غالب ہوا کہ "مروارید اشک" چشم مبارک سے نکل کر مژگان میں "عقدِ گہر" باندھنے لگے اور شبنم کی طرح "گلِ رخسار" پر ڈھلکنے لگے۔ حضرت قبلہ نے آنسوؤں کو رومال سے پونچھا اور جو دوسرے صاحبِ درد درویش خدمت میں حاضر تھے۔ سب پر گریہ طاری تھا، — حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ نیک افعال حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور بُرے افعال نفس و شیطان کراتے ہیں؛

ایک روز بندہ (مؤلف ملفوظات) حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی مجلس میں حاضر تھا، مولوی سرفراز ڈیرہ شمالی والا کا بھیجا ہوا ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ دو شخصوں نے مولوی موصوف کے پاس امانت رکھی ہوئی تھی، اب مدعیان مولوی مذکور سے مواخذہ کرتے ہیں، دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ مولوی صاحب کو ان کے شر سے محفوظ رکھیں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ حضرت بابا صاحب (گنج شکر) قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی امانت اپنے پاس رکھے گا وہ ہمارے مریدین میں سے نہیں ہے۔ امانت کو اپنے پاس نہ رکھنا چاہیئے اس لئے کہ امانت میں خیانت یا تلف ہو جانے کا خوف ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ خدا تو ایک ہی ہے، اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے اگر دوسرا خدا ہوتا تو بھی لوگ اس پر یقین نہ رکھتے، لیکن دوسرا تو کوئی ہے ہی نہیں بجز خدائے مطلق عزّوجل کے۔ امید ہے کہ اپنے بندوں پر رحمت کرے گا کیونکہ ارحم الراحمین و اکرم الاکرمین ہے بلکہ ماں اور باپ سے بھی زیادہ شفیق ہے۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی مجلس میں ایک شخص نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حق تعالیٰ جناب کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے واسطہ سے شفاعت کا ملہ نصیب فرمائیں، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہمارا تکیہ (یعنی وسیلہ) تو دونوں جہانوں میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی ذات ہی ہے۔ اس پر یہ بیت زبان مبارک سے ادا فرمایا ؎

ہر آں کہ استعانت بہ درویش بُرد   اگر بر فریدوں زد او پیش بُرد

ایک روز حضرت قبلہ کی مجلس میں پیر بخش قوال نے یہ شعر پڑھا ؎

در چشم مجنوں بودہٗ لیلیٰ شدہ بنمودہٗ

لیلیٰ کجا مجنوں کجا خود بودہٗ خود بودہٗ

نیز قوال مذکور نے یہ غزل پڑھی:۔

غزل

دل داغ ترا بہ جاں گرفتہ   ::   آں دردِ تو جاوداں گرفتہ

حالِ دلِ ناتواں چہ پرسی   ::   حیرت زدہ راز باں گرفتہ

برتن چہ زنی گلاب و کافور   ::   کیں شعلہ در استخواں گرفتہ

ایک روز جمعہ کی مجلس میں حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے حضور میں میاں حسین اور

برخوردار خان نے یہ نعت پڑھی :-

نعت

مرحبا سید مکی مدنی العربی ⁂ دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم ⁂ اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت ⁂ بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

لاف عشقش چہ زنم من حبشی او قرشی ⁂ فہم رازش چہ کنم من عجمی او عربی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را ⁂ زانکہ از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم ⁂ زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام ⁂ زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

سیدا انت حبیبی و طبیب قلبی ⁂ آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی مجلس میں ایک روز نصیر خان بزدار آیا اور قدم بوسی کرکے بیٹھ گیا بعض حاضرین مجلس نے اس کی تعریف کرنا شروع کی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہر گروہ عوام میں ایک خاص ہوتا ہے۔ بعدہٗ نصیر نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں چور آئے تھے، لیکن جناب کی دعا و توجہ سے اندھے ہوکر واپس لوٹ گئے۔

حضرت نے فرمایا کہ نیک اور بہتر آدمی وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سب سے برا سمجھے، اور سب کو اپنے آپ سے بہتر سمجھے ـــــ نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے دست مبارک میں عجیب تاثیر تھی اور یہ شعر پڑھا۔

گرفتم ساغرے از دست مستے ⁂ تعالی اللہ چہ دستے دہ چہ مستے

نیز حضرت قبلہ نے یہ شعر پڑھا ؎

مصلحت آموخت نشاید ترا :: دار بدانگونہ کہ شاید ترا

نیز فرمایا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

اگر دنیا نہ باشد دردمندیم :: وگر باشد بہ مہرش پائے بندیم

اور فرمایا کہ دنیا کے موجود ہونے میں ہزاروں آفتیں ہیں اور اس کے نہ ہونے میں دونوں جہانوں کی عافیت ہے — نیز فرمایا کہ اگر دنیا کوئی اچھی چیز ہوتی تو اس کو انبیاء اور اولیاء ضرور قبول کرتے، لیکن صورت حال یہ ہے کہ کسی نبی اور ولی نے اسے قبول نہیں کیا، بلکہ اسے طلاق دی ہے جیسا کہ شیخ عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں :- بیت

مقبل آں مردے کہ شد زیں جفت طاق
پشت بروے کرد و دادش سہ طلاق

نیز فرمایا کہ اگر کوئی فرشتہ بھی ہو تو معاملۂ حکومت میں پڑ کر شیطان ہو جاتا ہے — اور حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ جو بلا جانوروں پر نازل ہوتی ہے، انسانوں کے گناہوں کی شامت سے نازل ہوتی ہے، کیونکہ جانور تو غیر مکلف ہیں، جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

شنیدم کہ بر مرغ و مور و دواں
شود تنگ روزی ز فعل بداں

نیز فرمایا کہ کافروں کے ملک سے ہجرت کر جانے (کے حکم) کی علت

یہ ہے کہ (کافروں کے ملک میں رہنے سے) دل سیاہ ہو جاتا ہے' اس لئے کہ جب بادشاہ کافر ہو تو دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

الناس علیٰ دین ملوکھم ۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔

ایک روز حضرت قبلہ کے حضور میں ابراہیم خان نے سماع کیا اور کہا:۔

هندی

جگ سارے کو روشن کیتا ہک کھرل سنہارے
اتیں آسمان دے نور محمد کہن ملائک سارے
نائیں منگ کھڑیاندی نائیں ہیر سیال دی بیٹی
ذات صفات اسے دل رہی ہیں چاک دی نال چکیٹی

سکراں ڈنڈیدے پیراں نوں سرنیدے گھر آیا محرم یار
گھڑیالی دیؤ نکال نی اج پی گھر آیا
اُچے پیپل پینگھاں پیاں' سیاں رل مل جھوٹن گیاں
جھوٹے ہیر سیال نی اج پی گھر آیا

هندی

باغ بہاراں تے گلزاراں ڈسن وانگوں خاراں :: باجوں یاراں
جس گھر دے وچ یار نہ وسّے اگ لگے گھر باراں :: نال بزاراں

غزل

بے حجابانہ درآ از درِ کاشانۂ ما :: کہ کسی نیست بجز درد درِ خانۂ ما

شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست :: آفریں باد بریں ہمتِ مردانۂ ما

گر نکیر آید و منکر کہ خداوندِ تو کیست :: گویم آں کس کہ ربودہ دلِ دیوانۂ ما

نیلز مجلس مبارک میں یہ نعت شریف پڑھی اور فقیر (مولف ملفوظات) بھی موجود تھا:۔

نعت

عرش است کمیں پایہ زایوانِ محمدؐ :: جبریل امیں خادم و دربانِ محمدؐ

یوسفؑ کہ خرید است زلیخا بہ تمنا :: بوداست غلامے زغلامانِ محمدؐ

از بہرِ شفاعت چہ اولوالعزم چہ مرسل :: در حشر زنند است بہ دامانِ محمدؐ

توریت کہ بر موسیٰ و انجیل بہ عیسیٰ :: شد محو بہ یک نقطۂ فرقانِ محمدؐ

آں ذاتِ خداوند کہ مخفی است بہ عالم :: پیدا و عیاں است بہ چشمانِ محمدؐ

یک جاں چہ کند سعدیؔ مسکیں کہ دو صد جاں
سازیم ندائی سگِ دربانِ محمدؐ

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ملک یونان میں وحی جبریل نازل ہوئے اور ایک حکیم کے لڑکے سے ملے۔ اس لڑکے سے پوچھنے لگے کہ بتاؤ اس وقت جبریلؑ کہاں ہیں؟ لڑکے نے کچھ دیر سوچا اور کہنے لگا کہ جبریلؑ (اس وقت) نہ آسمان پر ہیں نہ زمین پر ہیں۔ یا تم جبریل ہو یا میں، اور یہ بھی یقینی ہے کہ میں جبریل نہیں ہوں

پس بلاشبہ تم ہی جبریل ہو، پھر لڑکے نے سوال کیا کہ یہاں آپ کس کام کے واسطے آئے ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس شہر کو غرق کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ لڑکے نے کہا ذرا ٹھہر و تاکہ میں اپنے استاد کو مطلع کر لوں، چنانچہ لڑکے نے اپنے استاد کو بتلایا کہ وحی جبریلؑ اس ملک کو غرق کرنے کے واسطے آئے ہیں، استاد نے تدبیر عقلی سے شہر کے ارد گرد شیشے کے تختے لگوا دیئے۔ حق تعالیٰ نے اولے برسائے اور تمام ملک یونان غرق ہو گیا ——— بعد ازاں فرمایا کہ حکماء کو اس قدر دل کی صفائی حاصل تھی کہ شاگرد مشرق میں ہوتا تھا اور استاد مغرب میں بیٹھ کر اسے تعلیم دیتا تھا اور (اس کام میں) اتنی مسافت حارج نہیں ہوتی تھی ——— لیکن چونکہ وہ (حکماء) پیغمبروں پر ایمان نہیں لائے تھے اس لئے اس صفائی دل نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا، جو صفائی بغیر اتباعِ شریعت کے حاصل ہو وہ استدراج ہے جو کہ کافروں کو بھی حاصل ہوتی ہے۔ بندہ کا کمال تو اس میں ہے کہ شریعت (کے احکام کی ادائیگی) میں محکم ہو اور غیر مشروع کاموں سے دُور رہے کیونکہ صرف ایک کام جو خلافِ شریعت ہو بندہ کو مرتبۂ ولایت سے نیچے گرا دیتا ہے۔ چنانچہ برصیصا نام ایک کامل بزرگ تھا، اس سے صرف ایک غیر مشروع کام صادر ہوا، اور وہ مرتبۂ ولایت سے نیچے گر پڑا آخر کار اس کا ایمان بھی سلب ہو گیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ "خارق عادت" کی چار قسمیں ہیں معجزہ[۱] و کرامت[۲] و معونت[۳] و استدراج[۴]۔

معجزہ انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ان کا علم و عمل کامل ہوتا ہے۔

حضرات اکمل ہیں جو کچھ ان سے (خلافِ عادت) ظاہر ہو، اسے معجزہ کہتے ہیں۔

کرامت وہ ہے جو اولیاء سے (کوئی کام خلافِ عادت) ظاہر ہو۔ ان کا بھی علم و عمل کامل ہوتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہ لوگ مغلوب ہوتے ہیں ان سے جو کچھ ظہور میں آئے اسے کرامت کہتے ہیں۔

معونت یہ ہے کہ کوئی بات (خلافِ عادت) مجانین سے ظاہر ہو، ان لوگوں کا نہ علم ہوتا ہے نہ عمل۔ اس پر ان سے جو بات خارق عادت کی دیکھی جائے اسے معونت کہتے ہیں۔

استدراج۔ یہ اس گروہ سے ظاہر ہوتا ہے جس میں ایمان بالکل نہیں ہوتا۔ جیسے ساحر لوگ جو چیز ایسے لوگوں سے ظہور پذیر ہوا سے استدراج کہتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! میری آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی ہے، خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ درود شریف پڑھا کرو، درود شریف کی برکت سے حق تعالیٰ تم کو بینائی دے دیں گے۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ قبول نام اس فقیر کے آشناؤں میں سے ایک شخص تھا، اس کی آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی۔ میاں قبول نے درود شریف پڑھنا شروع کیا، نو لاکھ مرتبہ پڑھا، حق تعالیٰ نے اس کی آنکھوں کی روشنائی لوٹا دی۔

نیز فرمایا کہ صاحبزادہ میاں نور احمد صاحب کے اقرباء میں سے ایک شخص (آنکھوں سے) معذور ہو گئے ان کو بھی درود شریف پڑھنے کی برکت سے بینائی مل گئی۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ روح جب کمال حاصل کرتی ہے تو جس صورت میں ظاہر ہونا چاہے ہو سکتی ہے اور روح کی کمالیت متابعت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور "مناہی" سے اجتناب اور "اوامر" کے امتثال پر حتیٰ کہ قلب و روح کو نفس کی ظلمت سے صفائی حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد "روح" جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتی ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کے مریدین میں سے ایک شخص نے بادشاہ کی نوکری اختیار کی، اس کو داروغۂ مکان مقرر کیا گیا، ایک روز بادشاہ نے ایک کُتّا اس کے حوالہ کیا، وہ کتا حضرت محمد پارساؒ کے شہر کا تھا۔ اس شخص نے اسے رہا کر دیا اور اپنے پیر کے شہر میں پہنچا دیا۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ اس شخص کو چار میخوں سے زمین میں گاڑ کر مارا جائے۔ جو کوئی مارنے کے واسطے اس پر ہاتھ اٹھاتا، اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا، حتیٰ کہ خود بادشاہ اس کے مارنے کے واسطے آیا جب ہاتھ اٹھایا، وہیں اس کا ہاتھ سوکھ کر رہ گیا، بعدہٗ بادشاہ نے توبہ کی اور اس کا مرید ہو گیا، حق تعالیٰ نے حضرت محمد پارساؒ کے مرید کو جس نے ان کے کوچہ کے کُتے کا ادب کیا، تمام مراتب ولایت نصیب فرما دیئے۔

مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے :- مثنوی :-

از خدا خواہیم توفیق ادب ٭ بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ٭ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

از ادب معصوم و پاک آمد ملک ٭ از ادب پُر نور گشتہ است ایں فلک

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نفس اور شیطان دونوں سخت دشمن ہیں حق تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے یہی لوگوں کو خراب کرتے ہیں۔ چنانچہ میاں شریف الدین رہتہ کی لڑکی قرآن شریف کی حافظ تھی، نہایت اچھا قرآن پڑھتی تھی، ایک روز ہم نے اسے دیکھا کہ فاقہ کشی سے نہایت لاغر ہوئی ہوئی ہے اور اس کے بدن کی رگیں دکھائی دے رہی ہیں، ہم نے بہادل خان سے اس کے لئے ایک آٹا اور ایک ٹکہ یومیہ مقرر کرا دیا، چند روز کے بعد اس کا خاوند گم ہو گیا، اس نے دوسرا خاوند کیا، ابھی دنوں مر گئی ــ نیز فرمایا کہ ایک نابینا عورت کو قرآن شریف کے پندرہ پارے حفظ تھے۔ نفس و شیطان نے اسے گمراہ کیا اور اس نے ایک نابینا مرد سے نکاح کر لیا، چند دنوں کے بعد ہم نے اسے دیکھا کہ ایک لڑکا بغل میں لئے ہوئے ہے اور گداگری کر رہی ہے ــ ہم نے کہا سبحان اللہ، نفس امارہ نے اس کو بھی خراب کیا۔

نیز فرمایا کہ جو کوئی اچھے اعمال کرتا ہے اس پر حق تعالیٰ کی رحمت اور جمال کا ظہور ہوتا ہے اور جو کوئی برے افعال کرتا ہے اس پر حق تعالیٰ کا قہر و جلال نازل ہوتا ہے۔

نیز فرمایا کہ محمد بخش ہمارا پیر بھائی تھا، بہت فاقہ کشی کیا کرتا، ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے مولوی سلطان محمود کوریجہ کی سفارش سے محمد بخش کو ورد بتلایا کہ اسے پڑھو، چند روز کے بعد محمد بخش مذکور، عبداللہ خان کا نوکر ہو گیا اور بھنگ اور شراب پینا شروع کیا، ایک روز مستی کی حالت میں ایک شخص کو بے گناہ قتل کر دیا۔ اور قصاص میں محمد بخش کو قتل کر دیا گیا ــ نیز فرمایا کہ سیری، لوگوں کو خراب کرتی ہے

کیونکہ "سیری" میں نفس و شیطان کا (انسان پر) غلبہ ہوتا ہے جیسا کہ شیخ عطار قدس سرہٗ نے کہا ہے :۔

مثنوی

نفس بد را ہر کہ سیری مے کند ؞ بر گناہ کردن دلیرش مے کند
نفس را سرکوب و دائم خوار دار ؞ تا توانی دورش از مردار دار

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ (کسی کو) مخلوق کا محتاج نہ بنادے کیونکہ مخلوق کی احتیاج میں ذلت ہے، بندہ کو صرف حق تعالیٰ کی نوکری کرنا چاہیئے نہ کہ لوگوں کی، کیونکہ لوگوں کی نوکری خواری ہے، اس میں کچھ بھی فائدہ نہیں ہے چنانچہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :۔

"بامید نان در خطر جان افتادن کار خردمنداں نیست"

(یعنی روٹی کی امید میں جان کو خطرہ ڈالنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے)

اور حق تعالےٰ کی نوکری میں ہزاروں دینی و دنیاوی فائدے ہیں۔ حق تعالیٰ کی نوکری یہی عبادت ہے اوامر کا بجالانا اور مناہی سے دور رہنا اور ہمیشہ طاعت و بندگی میں مشغول رہنا — جب حق تعالیٰ اپنے بندہ کی عبادت قبول فرماتے ہیں اس کی اولاد کو قیامت تک خوشحالی اور عیش میں رکھتے ہیں اور چاہے جس حال میں بھی ہو نیک ہو خواہ کسی اور حال میں — حق سبحانہ ولی کی اولاد کو ضائع نہیں کرتے جیسا کہ حق سبحانہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وکان ابوھما صالحاً
حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہ السلام کو شکستہ دیوار کی تعمیر کے واسطے اس ولی کے مجابہ

(جن کی طرف آیت مذکورہ میں اشارہ ہے) بھیجا گیا تھا اور یہ معاملہ (اس دلی کے بعد) ساٹھ پشتوں کے گزرنے کے بعد ہوا تھا۔

ایک روز حضرت قبلہ کی مجلس میں یہ فقیر (مؤلف ملفوظات) بھی حاضر تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ جب نفس اور شیطان آدمی پر غالب ہوتے ہیں، خدا اور رسولؐ کا خوف آدمی کے دل سے نکل جاتا ہے اور گناہوں کے ارتکاب میں جیبت ہو جاتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا

اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ شجاع آباد میں ایک شخص نے نفس و شیطان کے غلبہ سے ایک بیگانہ عورت کو زبردستی کر کے پکڑ لیا، عورت نے فریاد کی، لوگوں کو خبر ہو گئی اس مرد کو پکڑ کر شجاع خان کے پاس لے گئے۔ شجاع خان نے اس مرد کو کہا کہ "تم نے میرا خوف نہ کیا" اس شخص نے جواب دیا کہ اس وقت نفس و شیطان نے مجھ پر اس قدر غلبہ کر رکھا تھا کہ خدا اور رسول کا خوف بھی دل سے نکل گیا تھا، تمہارا خوف کہاں ہوتا۔ نیز فرمایا من عمل صالحاً فلنفسہٖ ومن اساءَ فعلیہا وما ربّک بظلّام للعبید (جو کوئی اچھے عمل کرے گا اپنے لئے کرے گا اور جو برائی کریگا اس کا وبال اسی پر ہو گا اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے)۔ بیت ؎

چوں آں سکندر بوذ تاج و تخت   زدارا نیامد بجز کار سخت

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اعمالِ رذیلہ اور اخلاقِ ذمیمہ سے باطن کو پاک کرنا چاہیئے نہ کہ ظاہر کو رنگا رنگ کے ملبوسات سے آراستہ کرنا۔ کیونکہ قیامت کے روز "اعمالِ حسنہ" اور "اخلاقِ حمیدہ" کام آئیں گے نہ کہ صورتِ ظاہری۔ اس پر یہ بیت پڑھا ؎

ع طاؤس را بہ نقش و نگارے کہ ہست خلق
تحسیں کنند او خجل از پائے زشت خویش

نیز فرمایا کہ ماشآء اللّٰہ کان ومالم یشاء لم یکن جو اللّٰہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو کوئی دوسرے کے ساتھ برائی کرتا ہے دراصل وہ اپنے ہی ساتھ برائی کرتا ہے، اس کی مثال شیخ سعدی رحمتہ اللّٰہ علیہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے :۔

یکے بر سرِ شاخ وبن مے برید   خداوندِ بستاں نگہ کرد و دید
بگفتا کہ ایں مرد بد مے کند   نہ با من کہ با نفس خود مے کند

نیز فرمایا کہ جو چیز بغیر "سوال باطن" کے حاصل ہو، اس چیز میں بہت فائدہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالےٰ اسے اپنے فضل و کرم سے بھیجتے ہیں، چنانچہ سلطان المشائخؒ نے فرمایا ہے کہ :۔

"ہر درے باطن بہتر است از ہر درِ ظاہر"

اور "درِ باطن" سے یہ مراد ہے کہ ظاہری طور پر سوال کرنے سے عار رکھے اور یہ خیال اپنے دل میں کرے کہ کوئی شخص مجھے فلاں چیز دیدے — یہ بات بہتر ہے "سوال ظاہر" سے۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دنیا دار لوگ اپنے مال کو لہو ولعب میں خرچ کرتے ہیں — بعض لوگوں نے حضرت خواجہؒ سے کچھ رقم طلب کی کہ ہم پودے

کیونکہ "سیری" میں نفس وشیطان کا (انسان پر) غلبہ ہوتا ہے جیسا کہ شیخ عطار قدس سرہٗ نے کہا ہے :-

مثنوی

نفس بدرا ہر کہ سیرش مے کند ؛ بر گناہ کردن دلیرش مے کند
نفس را سرکوب دوائم خوار دار ؛ تا توانی دور شس از مرمار دار

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ (کسی کو) مخلوق کا محتاج نہ بنا دے کیونکہ مخلوق کی احتیاج میں ذلت ہے، بندہ کو صرف حق تعالیٰ کی نوکری کرنا چاہیئے نہ کہ لوگوں کی، کیونکہ لوگوں کی نوکری خواری ہے، اس میں کچھ بھی فائدہ نہیں ہے چنانچہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"بامید نان در خطر جان افتادن کار خردمنداں نیست"

(یعنی روٹی کی امید میں جان کو خطرہ ڈالنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے)

اور حق تعالےٰ کی نوکری میں ہزاروں دینی و دنیاوی فائدے ہیں۔ حق تعالیٰ کی نوکری یہی عبادت ہے اوامر کا بجالانا اور مناہی سے دور رہنا اور ہمیشہ طاعت و بندگی میں مشغول رہنا ــــ جب حق تعالیٰ اپنے بندہ کی عبادت قبول فرماتے ہیں اس کی اولاد کو قیامت تک خوشحالی اور عیش میں رکھتے ہیں اور چاہے جس حال میں بھی ہو، نیک ہو خواہ کسی اور حال میں ــــ حق سبحانہ ولی کی اولاد کو ضائع نہیں کرتے جیسا کہ حق سبحانہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وكان ابوهما صالحًا

حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو شکستہ دیوار کی تعمیر کے واسطے اس ولی کے محابہ

ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا اس لئے اپنے رزق اور اپنی معاش کے لئے حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئے جو کہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور تمام مخلوقات کے رزق کا ضامن ہے جیسا کہ خود اس نے کلام مجید میں فرمایا ہے :- وما من دابّۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا

(زمین پر کوئی ایسا جاندار نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو)

اور حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے دوستوں کی حرمت سے (مخلوق کو) رزق دیتے ہیں اور بارش برساتے ہیں اور وہ حدیث یہ ہے :- بہم یرزقون وبہم یمطرون

(لوگ انہی کی برکت سے رزق دیئے جاتے ہیں اور انہی کی وجہ سے (لوگوں پر) بارش برسائی جاتی ہے)

چنانچہ مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں ع کیف تلقی الرزق ان لم یرزقوک

یعنی تو اپنی روزی کیسے حاصل کرے اگر انبیاء اور اولیاء خدا تجھے روزی نہ پہنچائیں اولیاء خدا کی برکت اور وسیلے سے تجھے روزی ملتی ہے کیونکہ انبیاء اور اولیاء تمام جہانوں کے واسطے رحمت ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ ہندی :-

بکسی کسے نہ کھسی

یعنی درویشوں کی بادشاہی لازوال ہے اس میں کبھی خلل نہیں آتا۔

کچھ بات چلی کہ اگر کوئی خرابی میں پڑنے لگتا ہے تو اس سے کوئی نہ کوئی غیر شرع اور ناشائستہ کام صادر ہوتا ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ شہ

فریدوالہ کا لکھویرہ بہت ظالم تھا' ایک سال ان کے شہر میں حضرت محمد ماہ صاحب
رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے' انہوں نے حضرت محمد ماہ رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ "تو
کیمیاگر" ہے ہم کو کیمیا بنانا سکھاؤ' محمد ماہؒ نے کہا کہ ہم درویش لوگ ہیں' کیمیا کی ہیں
کیا جیز' لیکن ان لوگوں نے ان کو بہت تنگ کیا ــــ اور محمد ماہ رحمتہ اللہ کا دستور
تھا کہ دس بارہ یا پندرہ درویش اپنے ہمراہ رکھتے تھے' ان کو روٹی کپڑا دیتے اور
کسی سے کوئی چیز نہ لیتے ــــ بعدازاں فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم (خواجہ نور محمد) قدس سرہٗ
فرماتے تھے کہ اگر درویش کامل کو حق تعالیٰ بغیر اسباب کے روزی پہنچائیں تو عوام الناس
کہتے ہیں کہ یہ شخص یا عامل ہے یا کیمیاگر ہے ــــ بعدازاں فرمایا کہ تکیہ صرف حق تعالیٰ
پر ہی کرنا چاہیئے نہ کہ اس کے غیر پر' اس پر ایک شخص نے خدمت عالیہ میں عرض کیا
کہ تکیہ حق تعالیٰ پر رکھنا چاہیئے یا اس کے اولیاء پر' حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ
جب عاشق پر معشوق کے عشق کا غلبہ ہوتا ہے تو عاشق سوائے معشوق کے دوسرے
کو قبول نہیں کرتا (یعنی جس شخص پر حق تعالیٰ کی محبت غالب ہوگی وہ سوائے حق تعالیٰ کے
کسی پر بھروسہ نہ کرے گا) ــــ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ہمارے وطن
علاقہ درگ میں ایک عورت ایک شخص پر عاشق ہوگئی جس کا نام دلّہ تھا' ایک روز
بعض لوگوں نے اس عورت سے کہا کہ تو خاوند کیوں نہیں کرتی' اس عورت نے جواب
دیا کہ اگر میں نے دلّہ کو نہ دیکھا ہوتا تو ضرور دوسرا کوئی خاوند کرلیتی' اب بغیر دلّہ کے
کسی شخص کو قبول نہیں کرسکتی۔ چنانچہ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں ؎

چوں دل با دلبرے آرام گیرد
بہ وصل دیگرے کے کام گیرد

اور شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

افسوس بر آں دیدہ کہ روئے تو نہ دیدہ
یا دیدہ بغیر از تو بہ غیرے نگریدہ

ایک روز حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! (دعا ہے) حق تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائیں اور حضرت قبلۂ عالم (خواجہ نور محمد مہاروی) قدس سرہٗ کا فیض ہمیشہ آپ کو پہنچتا رہے حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے زبان مبارک سے فرمایا ؎

المنۃ للہ کہ در میکدہ باز است
زانرو کہ مرا بر در اں روئے نیاز است

یعنی جبکہ مجھے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کی جناب میں بہت نیاز ہے، مجھے دائماً آپ کا فیض کامل میسّر ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نماز مغرب اور نماز تہجد کے بعد لنگی یا کسی اور کپڑے کا دامن اپنی گردن میں ڈال کر اور سر مبارک برہنہ کرکے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی طرف منہ کرکے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے اور بڑی نیازمندی سے (روحانی طور پر) امداد طلب کرتے، تقریباً تین چار لمحہ تک ایک سو بار "یا شیخ حضرت خواجہ نور محمدؒ" اور ایک سو بار" یا مولیٰنا حضرت خواجہ نور محمدؒ" اور چند بار "کُن لِی مَدَداً یا شیخ" کہتے[1]۔ اس کے بعد اوراد میں مشغول ہوتے۔

(۱ حاشیہ صفحہ ۲۷۴ پر)

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جو ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہے، رات دن گریہ زاری کرتا رہتا ہے۔ اور لوگ اس سے تمسخر کرتے ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ "جمالِ لیلیٰ" کو "چشمِ مجنوں" سے دیکھنا چاہیئے۔ نیز فرمایا ؎

ہندی

عشق ہوریں ہیرے تے آئے :: تا میاں رانجھے کن پڑوائے
صاحباں کوں پرناون آئے :: سر مرزے دا ماریا ہے

نیز فرمایا ؎ بیت

حدیثِ حسنِ یوسف را کجا دانند اخوانش
زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرحِ و بیاں دارد

(حاشیہ صفحہ ۲۷۳)
؎ اس قسم کی استمداد صاحب باطن لوگوں کے لئے جائز ہے لیکن عوام کے لئے جائز نہیں جیسا کہ قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں لکھا ہے اور اولیاء کے واسطے اس لئے جائز ہے کہ اولیاء کرام بالخصوص مشائخ چشت مشرب توحید وجودی کا رکھتے ہیں، وحدت الوجود کا ان پر اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ میں سوائے اس واجب الوجود کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں الشیخ کو وہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت و فضل کا ذریعہ اور واسطہ سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ یقینِ کامل سے شیخ کو واسطۂ رحمت حق سمجھتے ہیں اس لئے پوری توجہ سے شیخ کی طرف مائل ہوتے ہیں بخلاف عوام کے کہ بزرگوں کو مستقل صاحبِ ارادہ و اختیار سمجھ کر حق تعالےٰ سے غافل ہو جاتے ہیں اور اسطرح صریحاً شرک کے مرتکب ہوتے نعوذ باللہ من ذالک۔ محمد حسین غفرلہ ::

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عالم اور جاہل کے درمیان بڑا فرق ہے اتنا جتنا کہ سونے اور مٹی میں، اور علم تمامی اوصاف حمیدہ سے اعلیٰ صفت ہے۔ اور جہالت تمام صفات رذیلہ سے بدتر چیز ہے۔ نیز فرمایا کہ کل شیٔ شیٔ والجھل لیس بشیٔ — ہر چیز کوئی چیز ہے لیکن جہالت کوئی چیز نہیں ہے ؛

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ہدایت اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ امام محمد غزالیؒ نے اپنی تفسیر نقرہ میں لکھا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور اس نے نہایت خوشی سے رقص کیا اس کے بعد رونے لگا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے خوشی کا اور پھر رونے کا سبب پوچھا، اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ایک چرواہا ہوں، ایک روز میں نے ایک شتر سوار سے جناب کا نام مبارک سنا تو میں مسلمان ہوگیا اور اس سے آپ کی جائے قیام کے متعلق پوچھا، اس نے اپنے ہاتھ سے (اس طرف) اشارہ کیا اور چلا گیا، میں نے اسی وقت اپنے مال اسباب کو وہیں چھوڑا اور اس طرف روانہ ہوگیا۔ ہر منزل پر صبح شام خداوند تعالیٰ مجھے غیب سے روٹی پانی دیتے۔ جو درندہ میرے سامنے آتا مجھے سجدہ کر کے چلا جاتا۔ محض حق سبحانہ وتعالیٰ کی ہدایت سے میں آپ کی زیارت سے مشرّف ہوا ہوں حالانکہ آپ نے میری طرف کوئی قاصد نہیں بھیجا، اس سبب سے میں نے خوشی سے رقص کیا اور میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ قبیلہ قریش آپ سے دشمنی رکھتا ہے، آپ کی عداوت کی سبب سے یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے — میں حق تعالیٰ کی بے پرواہی سے ڈرتا ہوں اور روتا ہوں۔

بیت

ہگسے باچناں گوہرِ خانہ خیز ؛ چو بو طالبے را کنی سنگریز

حضرت قبلہ قدس سرہٗ بنگلہ شریف میں بیٹھے تھے، میاں ابراہیم خان آیا اور اس نے سماع شروع کیا۔ پہلے یہ نعت پڑھنا شروع کی :۔

نعت

والشمس بقرآں صفت روئے محمدؐ ؛ واللیل سواد رقم موئے محمدؐ
گل پرتو آں جسم لطیف است بہ گلشن ؛ سنبل بہ چمن سایۂ گیسوئے محمدؐ
از پا فگند سرو مقیم لب جو را ؛ چوں جلوہ کند قامت دلجوئے محمد
دائم زپئی روشنئ چشم بصیرت ؛ چوں سرمہ کشم خاک سر کوئے محمد

اس کے بعد یہ غزل پڑھی :۔

غزل

بے حجابانہ درآ از درِ کاشانۂ ما ؛ کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما
شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست ؛ آفریں باد بریں ہمت مردانۂ ما
گر نکیر آید و پرسد کہ خداوند تو کیست ؛ گویم آں کس کہ ربودہ دلِ دیوانۂ ما

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شروع شروع میں والدہ ماجدہ نے مجھے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں جانے سے منع کر دیا تھا، ایک رات میاں محمد باراں کو جو قوم جعفر میں سے تھے، میری چوکیداری کے لئے مقرر کیا گیا۔ جب میں

نے دیکھا کہ میاں مذکور پر نیند غالب آگئی ہے، اپنی خواب گاہ سے اٹھا اور فصیل کی دیوار پر چڑھ کر چھلانگ لگائی، حصار کے ارد گرد کانٹوں کی باڑ تھی، میں اس پر گرا، پاجامہ پھٹ گیا اور میرے دونوں پاؤں زخمی ہو گئے اور ران سے خون جاری ہو گیا، پہلی منزل دائرہ آزاد آب میں کی، دوسری منزل مخدوم رشید میں، اور تیسری منزل پر مہار شریف میں پہنچ کر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے

مہرِ رخت سرشت من خاک درت بہشت من
عشق تو سرنوشت من، جور و جفات راحت من

بعدہٗ فرمایا کہ برے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ صحبت بد انسان کو خراب کرتی ہے —— اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ بہاول خان کا مصاحب یعقوب ایک نیک آدمی تھا اور رات کو ذکر جہر کیا کرتا تھا، بعد ازاں اس نے سید محمد شاہ کی صحبت اختیار کی، وہ شیعہ تھا، صحبتِ بد نے اس میں بھی اثر کیا، بد مذہب ہو گیا اور آخر کار ذلیل و خوار ہوا، اس طرح کہ بہاول خان نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ پہلے اس کو باندھیں اور پھر قتل کر دیں۔ نعوذ باللہ من ذالک —— صاحبزادہ خواجہ محمودؒ بنیسرہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! جن دنوں یعقوب مذکور کو خرابی پیش آئی، ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک باغ میں ایک گنبد ہے اور اس گنبد میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، ایک ہندوستانی گنبد کے اندر جاتا ہے اور لوگوں کا پیغام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچاتا ہے، اور وہ ہندوستانی خواجہ قطب صاحبؒ ہیں تو اب بینندہ نے خواب ہی میں حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے رسول خدا

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کراؤ" حضرت خواجہؒ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں عرض کیا' تو آپ نے فرمایا کہ تو مجھے دیکھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔
بعدازاں اس خواب دیکھنے والے نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ یعقوب کے گھر
کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اس طرح شیعہ مذہب اختیار کرنے کی نحوست
سے خراب ہوا۔

بیت

صحبتِ صالح ترا صالح کند ؎ صحبتِ طالح ترا طالح کند

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہمارے پیر بھائی کسی دولت مند پر نظر نہیں رکھتے
تھے۔ صاحبزادہ خواجہ محمودؒ نے عرض کیا کہ غریب نواز! ایک روز حضرت قبلہ
عالمؒ نے میاں محمد معروف جہانگی والے کو فرمایا کہ تیرے واسطے بہادل خان آول
سے کچھ وظیفہ مقرر کرادیں گے' میاں مذکور نے کہا کہ غریب نواز! مجھے خدا تعالیٰ
کے حوالے کیجئے۔ بعدازاں حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ زہے صبر و قناعت!
جو ہمارے پیر بھائیوں کے اندر تھا۔

نیز فرمایا کہ ہمارے پیر بھائی عشق تعالیٰ میں اس طرح مست و بے خود
رہتے تھے جیسا کہ ایک مارگزیدہ سانپ کے زہر سے بے شعور و بے خود
ہوتا ہے۔ اللھم ارزقنا فناء القلب وا لعشق'

نیز فرمایا کہ لاولد کے مال اور مردہ کے مال اور بخیل کے طعام سے پرہیز
کرنا چاہیئے کیونکہ ان تینوں شخصوں کا مال منحوس ہوتا ہے اس سے دور رہنا چاہیئے

پھر یہ حدیث شریف بیان فرمائی :-

طعام البخیل سقم ودائٌ وطعام السخی شفاء

(بخیل کا طعام مرض اور بیماری ہے اور سخی کا طعام شفاء ہے)

اور اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ہم قصبہ لانگہ میں علم پڑھا کرتے تھے، ایک روز ایک بخیل عورت کچھ طعام لے آئی، طالب علموں نے اس کا طعام کھایا، کھاتے ہی بعض تو مر گئے اور بعض مفلوج ہو گئے، ہم کو کھانا کھاتے ہی قے ہو گئی۔ نیز فرمایا کہ بخیل سے بارہ کوس دور رہنا چاہیئے اور سخی کا کھانا کھانے کے واسطے بارہ کوس قطع کر کے بھی آنا پڑے تو آنا چاہیئے۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ جو کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ مجھے بغیر چوری کرنے کے روزی نہیں ملے گی، اس کو (اس کے اعتقاد کے مطابق) بغیر چوری کے روزی نہیں ملتی، اور اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ حق تعالیٰ مجھے حلال کی روزی دیں گے، تو اس کو حلال ہی کی روزی ملتی ہے۔ اس پر آپ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی :- اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہوتا ہوں یعنی اس کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں)

مولوی شہسوار نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ حکماء نے اپنے علوم بیان کرتے وقت آسمانوں اور ستاروں کے حالات بیان کئے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ ضروری علم تو علم فقہ اور تفسیر ہے کیونکہ فرض، واجب،

سنت، مستحب، حرام اور مکروہ کا جاننا علمِ فقہ پر موقوف ہے، باقی تمام علوم سردردی کے سوا کچھ نہیں۔

قولِ مؤلف:۔ میرے حضرت قبلہؒ اپنے درویشوں کو علمِ عشقِ الٰہی اور علم سلوک کی بہت تعلیم دیا کرتے۔ تا آنکہ اپنی جان جانِ آفریں کے حوالے کر دی۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ میں ایک سال قصبہ ماڑیوالہ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا، چند روز کے بعد رخصت حاصل کی، بوقت رخصت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے اپنے دونوں ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر مجھے جھنجھوڑا اور یہ بیت پڑھا ؎

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتۂ :: نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

حضرت قبلہ قدس سرہٗ یہ رباعی بہت پڑھا کرتے تھے۔

رباعی

لا آدم فی الکون ولا ابلیس :: لا ملک سلیمان ولا بلقیس

فالکل عبارۃٌ وانت المعنیٰ :: یا مَن ھو للقلوب مقناطیس

ترجمہ:۔ جہان میں نہ کوئی آدم ہے نہ ابلیس، نہ ملک سلیمان کی کوئی حقیقت ہے نہ بلقیس کی، یہ سب عبارتیں ہیں اور تُو (اے باری تعالیٰ) معنیٰ ہے۔ اے وہ جو کہ قلوب کو اپنی طرف کھینچنے میں بمنزلہ مقناطیس کے ہے۔

فرمایا کہ یہ "ذات بحت" ہی ہے جس نے ہر لباس میں ظہور فرمایا ہے جیسا کہ مولانا فخرالدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

گاہ در آید بہ کسوت آدم ؛ گاہ در آید بصورت حوّا

اور مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

گاہ نقش دیو گاہ آدم کند ؛ گاہ نقش شادی وگاہ غم کند

نیز فرمایا کہ حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :- وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَاؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِداً فِیْہَا ادھر حدیث قدسی میں آیا ہے لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ فرمایا یہاں حیرت کا مقام ہے، اس مقام میں سکوت اختیار کرنا چاہیئے اور جادۂ شریعت اور متابعت رسول خدا صلے اللہ علیہ میں مستقیم ہونا چاہیئے کیونکہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر کسی کو مرتبۂ ولایت حاصل نہیں ہوتا۔ ؎

گم شد آں کہ دنبال داعی نرفت

چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے "فتوحات مکی" میں لکھا ہے کہ جو کوئی اپنے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، پیٹ، شرم گاہ، اور زبان کو حرام سے دور نہیں رکھے گا، ہرگز اس کو اسرار الٰہی میں سے کوئی چیز نہیں ملے گی، اور "خوانِ توحید" کی بو اس کے دماغ میں نہیں پہنچے گی، مذکورہ بالا سات اعضاء کو "امرِ مشروع" میں لگا دینا چاہیئے تاکہ سالک کا دل روشن ہو دے، اور اگر عیاذاً باللہ ان اعضاء کو "امرِ غیر مشروع" میں لگا دے گا تو سالک کا دل سیاہ ہو جائیگا۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ـــــ صراطِ مستقیم سے مراد راہِ شریعت ہے ـــ نیز شیخؒ نے "فتوحات مکی" میں فرمایا ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ ان چیزوں کو اختیار کرے تاکہ کامل ہو جائے :-

الجوع والسہر والصمت	بھوک، بیداری، خاموشی، گوشہ نشینی،

والعزلت والصدق والتوکلُ والصبر والعزیمة والیقین هذه تسعة امهات الخیر منبع الخیر

سچائی، توکل، صبر، عزیمت اور یقین، یہ نو باتیں تمام بھلائیوں اور نیکیوں کی اصل ہیں اور بھلائی پر یہی منتج ہوتی ہیں۔

نیز فرمایا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ نے عوارف شریف میں فرمایا ہے کہ سالک پر ان آٹھ چیزوں کا اختیار کرنا واجب ہے تاکہ اسے ابدالوں کا رتبہ حاصل ہو وہ یہ ہیں:۔

اوّل ایمان باللہ ورسولہٖ والثانی التوبة النصوحا والثالث الزهد فی الدنیا والرابع تحقیق مقام العبودیة بدوام العمل اللہ تعالیٰ ظاهراً وباطناً والخامس قلة الکلام والسادس قلة الطعام والسابع قلة المنام والثامن العزلة من الانام

اوّل خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، دوسرے خالص توبہ کرنا، تیسرے دنیا میں پرہیزگاری چوتھے ظاہری و باطنی اعمال اللہ کے واسطے بجالانا اور ان پر ہمیشگی کرکے مقام عبودّیت میں رسوخ حاصل کرنا۔ پانچویں تھوڑا بولنا، چھٹے تھوڑا کھانا، ساتویں تھوڑا سونا، آٹھویں مخلوق سے الگ رہنا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ قناعت کرنا اولیاء ہی کا کام ہے، باقی تمام مخلوقات حرص وہوس میں پڑی ہوئی ہے، اور یہ شعر پڑھا

گفت چشم تنگ دنیادار را
یا قناعت پُرکند یا خاکِ گور

القناعة الاکتفاء بالموجود = قناعت یہ ہے کہ جو کچھ پاس موجود ہو اسی پر کفایت کی جائے۔ جیسا کہ شیخ عطارؒ نے فرمایا ہے ؎

اکتفا بر روزیٔ ہر روزہ کن ؛؛ ور نداری از خدا دریوزہ کن

ایک روز ابراہیم خان افغان نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں سماع کیا اور یہ مثنوی پڑھی :۔

مثنوی

چو مجنوں نقدِ ہستی داد برباد ؛ دلش از قیدِ غمہا گشت آزاد
دو کس رفتند در آرام گاہش ؛؛ بہ پرسید ند از وے رسم و راہش
یکے گفتا کہ ایمانت کدام است ؛؛ بگفتا آنچہ اد را عشق نام است
دگر گفتا کہ مَن ربک تعالے ؛؛ ز دل آہے کشید و گفت لیلے

چو مجنوں شد بہ دردِ عشق بیمار ؛؛ بر آمد جاں بہ لب از شوقِ دیدار
بر آورد از دل پر سوز فریاد ؛؛ دراں فریاد لیلیٰ گفت و جاں داد

چو مجنوں رفت ازیں کاشانۂ خاک ؛؛ ندا آمد بروز ایزدِ پاک
کہ اے مجنوں چہ آوردی بہ درگاہ ؛ بر آمد از دلِ مجنوں یکے آہ
کہ یارب شورِ لیلیٰ در سرم بود ؛؛ کجا پروائے کارِ دیگرم بود
ندا آمد کہ دست از وے بدارید ؛ سرِ شوریدہ با ناخن مخارید

—پھر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غزل پڑھی :-

غزل

بہ ملکِ دلبری پایندہ باشی :: بہ خوبی ہمچو ماہ تابندہ باشی
من درویش را کشتی بہ غمزہ :: کرم کردی الٰہی زندہ باشی
ز غمہائے جہاں آزاد باشم :: اگر تو ہم نشیں بندہ باشی
برندی و بہ شوخی ہمچو خسرو :: ہزاراں خانماں برکندہ باشی

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ہم حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت۔ کے واسطے دہلی شریف میں داخل ہوئے اور حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ اور مولینا فخر الدین قدس سرہٗ کی آستان بوسی کر کے حضرت سلطان المشائخ اور حضرت امیر خسرو قدس سرہما کی آستان بوسی کے واسطے گئے تو کچھ دیر وہاں قیام کیا، ہم نے امیر خسروؒ کی تربت پر عجیب شورِ عشق دیکھا، لوگ جب زیارت کے واسطے آتے تو پہلے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی زیارت کرتے، وہاں سے سکون و سلامتی سے باہر آتے، بعدہٗ جب امیر خسروؒ کی زیارت کے واسطے روضہ مبارک کے پاس پہنچتے تو بے اختیاران پر گریہ اور رقص کی حالت طاری ہو جاتی، چنانچہ ایک سپاہی آیا، جب حضرت امیر خسروؒ کے روضہ کے قریب پہنچا، دستار کو سر سے اتار پھینکا اور رونے لگا، اس کے بعد طوائفوں کا ایک گروہ آیا، اس نے پہلے حضرت سلطان المشائخ کی زیارت کی، وہاں سے سب لوگ صحیح سلامت باہر آئے، جب امیر خسروؒ کے روضہ کے پاس پہنچے سر برہنہ کر دیئے اور

بال نوچنے اور رونے لگے :-

بیت

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد
شیخ صنعاں زاہدے را زیر زنار آورد

نیز فرمایا کہ احمد جامؒ کی تربت سے بھی اسی طرح "شعلۂ عشق" اٹھتا ہے، جو کوئی ان کی زیارت کے واسطے جاتا ہے بے اختیار گریہ اور رقص کی حالت میں ہو جاتا ہے۔
نیز فرمایا کہ محمد رضا خان نے ہمارے سامنے قصہ بیان کیا کہ میں نے جب یہ سُنا کہ "جو کوئی احمد جام رحمتہ اللہ علیہ کی تربت پر جاتا ہے اس پر بے اختیار حالت طاری ہو جاتی ہے"۔ میں اس بات سے بہت حیران ہوا۔ ایک روز مجھے ان کی زیارت کا اتفاق ہوا، جب تربت کے قریب پہنچا تو بے اختیارانہ میری دستار میرے سر سے گر پڑی اور گریہ مجھ پر طاری ہو گیا۔ بیت :-

احمد تو عاشقی بہ مشیخت ترا چہ کار
دیوانہ باش سلسلہ شد شد، نشد نشد

نیز فرمایا کہ چند درویش حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بیٹھے ہوئے تھے، اور اس قدر مست و بے خود ہیں کہ کسی کی طرف التفات نہیں کرتے۔ نہ ہی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں نہ ایک دوسرے کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں، عشق الٰہی میں مستغرق ہیں جیسا کہ ہمارے پیر بھائی حق تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہیں، کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

گرفتم ساغرے از دست مستے
تعالیٰ اللہ چہ دستے وہ چہ مستے

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تک پہنچنا اسی کی عنایت سے ہو سکتا ہے ۔ حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہٗ ابتدائی زمانہ میں رہزنی کیا کرتے تھے، ایک روز ڈاکہ کی نیت سے ایک غار میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک قافلہ آیا اس میں ایک قاری تھا جو قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا جب حضرت فضیلؒ نے یہ آیت سنی، رہزنی سے توبہ کی تا آنکہ حق تعالیٰ تک پہنچے ۔

ایک روز میاں حاجی کاتب نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! میں زراعت کے کام سے توبہ کرتا ہوں ۔ حضرت نے جواب دیا کہ دنیا کے کام سے علیحدہ ہونا بہت مشکل ہے ۔ یہ کام حق تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے، جس کسی کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ۔ میاں حاجی خان نے یہ شعر عرض کیا ؎

رستن از یں پردہ کہ بر جان نست
بے مدد پیر نہ امکان نست

حضرت قبلہؒ نے یہ شعر پڑھا ؎

اگر ژالہ ہر قطرہ در شدے ۔ چو خرمہرہ بازار از در پُر شدے

نیز حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ جب ہدایت کا وقت آتا ہے بعضوں کو پرندوں سے، بعضوں کو جانوروں سے اور بعضوں کو درختوں سے آواز آتی ہے کہ دنیا

کو اور اہل دنیا کو چھوڑ دو، جب یہ آواز سنتے ہیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے مل جاتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ۔ اللہ یجتبی الیہ و یہدی الیہ من ینیب (اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لئے چن لیتا ہے، اور اپنی طرف اسے راہ دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے)

نیز فرمایا کہ حق تبارک و تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو نظرِ رحمت سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دفعہ بارش کی بندش ہوگئی، لوگوں نے آپ کی خدمت میں بہت عاجزی اور زاری کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کی، وحی آئی کہ ایک عاجز و ضعیف بڑھیا فلاں مقام پر سکونت رکھتی ہے اس کی پھوس کی کٹیا پرانی ہوگئی ہے اگر بارش برسے گی تو وہ ضعیفہ خراب و خستہ حال ہو جائے گی، اس وجہ سے ہم نے بارش کو روک رکھا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیغام سنا تو آپ نے چند آدمیوں کو بھیجا جنہوں نے اس بڑھیا کی کُٹیا کو درست کر دیا، اس کے بعد حق تعالیٰ نے بارش برسائی۔

ایک روز میاں اکرم خادمِ حضرت نے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! میاں خدا بخش لانگری کے بھائی میاں غلام رسول کا ایک بازو ٹوٹ گیا ہے اور وہ چند دنوں سے قصبہ تب میں عاجز ہو کر پڑا ہے۔ اس کے اہل و عیال نے بھی اس کی کوئی خبر نہ لی، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے وطن اندرونِ پہاڑ میں ایک درویش تھا، ہر وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ رہتے:۔

ہندی:۔ پیا بن نا کوئی ساتھی ہمارا

یعنی سوائے حق سبحانہ وتعالیٰ کے ہمارا کوئی رفیق وشفیق اور یار نہیں ہے — اور فرمایا حق تعالیٰ پر تکیہ کرنا چاہیئے نہ کہ زن وفرزند پر' کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا بھروسہ دو جہانوں کی آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھتا ہے — حضرت ابراھیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے حق تعالیٰ پر بھروسہ کیا' حق تعالیٰ نے آگ کو ان پر باغ بنا دیا — اور حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے غیر پر بھروسہ کیا اس لئے سات سال تک قید خانہ میں رہے۔ جیسا کہ دونوں نبیوں کا قصہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نیک اولاد' نیک ہمسایہ اور نیک رفیق ہی دیوے' کیونکہ بُری اولاد سے بہت رنج وغم حاصل ہوتا ہے' اور اگر ہمسایہ یا ساتھی بُرے ہوں تو اس میں زوالِ ایمان کا بہت خوف ہوتا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم چار ساتھی — میاں غلام حیدر اور تین اور تھے' حضرت قبلہ عالم (خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ) کی زیارت کے واسطے روانہ ہوئے' جب دریا کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ دریا طغیانی پر ہے اور دریا کے دونوں طرف پانچ پانچ چھ چھ کوس تک پانی ہی پانی ہے۔ کشتی سے دریا کو عبور کرنا بہت مشکل تھا' ہم حیران ہو کر کنارۂ دریا پر بیٹھ گئے' اچانک غروبِ آفتاب کے وقت ایک شخص ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار ہو کر آیا۔ اور ہم کو اس پر سوار کر کے روانہ ہو گیا' رات کے تیسرے پہر یا کچھ زیادہ وقت گزرا ہو گا کہ ہم کو اس نے کشتی میں سے دوسرے خشک کنارہ پر اتار دیا اور اپنی کشتی کو واپس لے گیا۔ جب دن چڑھا تو ہمارے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا کہ کشتی والا کس شکل وصورت کا آدمی تھا' ایک نے کہا بے ریش تھا' دوسرے نے کہا نہیں' سفید ریش تھا' ایک اور نے کہا کہ ان کی ریش

مبارک سیاہ تھی — جب حضرت قبلہؒ یہ حکایت بیان فرما چکے تو شادو خان بلوچ نے خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ غریب نواز! آپ نے اس وقت کیا فرمایا تھا جب صاحب کشتی کے بارہ میں اختلاف پیدا ہوا تھا، حضرت قبلہؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہم نے کچھ نہیں کہا تھا۔

نیز فرمایا کہ جب ہم حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی قدم بوسی کر چکے تو میاں غلام رسول لانگری نے حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں نے سنگھڑ کے میاں صاحب (حضرت خواجہ تونسویؒ) کے واسطے فلاں حجرہ تیار کیا ہے (انہیں حکم دیں کہ) وہاں آرام فرمائیں، حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اے غلام رسول! ان کو ہمارے پاس بیٹھنے دو، حجرے تو بہت خالی ہو جائیں گے، میاں غلام رسول واپس چلا گیا، حضرت قبلہ عالمؒ نے میری طرف نظر کر کے فرمایا کہ قریب آؤ، میں نزدیک ہوا، پھر فرمایا کہ قریب آؤ، میں اور قریب ہوا حتیٰ کہ میرا منہ حضرت قبلہ عالمؒ کے چہرہ مبارک کے بالکل قریب ہو گیا۔ یہاں حضرت خواجہ تونسویؒ نے یہ شعر پڑھا ے

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر از شمس دیں

سخرہ کند بر دہ ہہ طعنہ زند بر چلہ

فرمایا بعدہٗ ہم زیارت کر کے حجرہ میں آ گئے اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ اس دن کے بعد صرف تین دن زندہ رہے، بعد ازاں وصال فرمایا۔

فرمایا ایک روز میاں عبداللہ بزدار نے جو کہ حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھا، میرے سامنے بیان کیا کہ ایک روز میرے پیر حضرت حافظ محمد جمالؒ نے میاں عمر خان حیرو والہ سے فرمایا کہ مرید کو اپنے پیر کے ساتھ نہایت

پختہ اعتقاد رکھنا چاہیئے تاکہ اسے دینی و دنیاوی مقصود حاصل ہو، اور ہر مشکل میں پیر سے امداد باطنی طلب کرنا چاہیئے تاکہ مرید کی مشکل حل ہو ـــــ چنانچہ ایک روز ہم حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے روانہ ہوئے، جب کنارۂ دریا پر پہنچے تو کشتی موجود نہ تھی، حیران ہو کر بیٹھ گئے، اچانک ایک لڑکا کنارۂ دریا سے ظاہر ہوا۔ میرے پاس آیا اور میرا قرآن شریف اپنے سر پر رکھ کر کہنے لگا کہ اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھو تاکہ دریا عبور کریں، میں نے اسی طرح کیا جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو میں نے لڑکے سے پوچھا کہ غریب نواز! آپ کا نام کیا ہے، جواب دیا میرا نام "بابل" ہے۔ جب مجھے دریا سے پار لے آئے تو غائب ہو گئے ــ اور "بابل" حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا نام ہے، پہلی عمر میں لوگ آپ کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے، جب حضرت مولانا فخرالدین دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے تو مولانا صاحب قدس سرہٗ نے ان کا نام نور محمد رکھا، اور شرف اجازت سے مشرف فرما کر اپنے وطن روانہ کیا حتیٰ کہ عرب و عجم کی مخلوقات آپ کے نور سے منور ہوئی۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی ظاہری صحبت صرف چھ سال یا اس سے بھی کم نصیب ہوئی، لیکن آپ کی روح مبارک سے ہم کو دن بدن بہت زیادہ فیض پہنچ رہا ہے، ہم ہر لحظہ "روئے نیاز" آپ کے "آستانہ مبارک" پر رکھتے ہیں اور ہر وقت ہر دینی و دنیاوی کام میں ان سے باطنی مدد طلب کرتے ہیں ــ ہندی :-

پیر ہے جو کچھ کر یار و پیر ہے
کدن اد ن بن بنہ بندیا دی دہیر ہے

ابیات

چونکہ ذات پیر را کردی قبول ۔۔ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسولؐ
گر جدا بینی ز حق تو خواجہ را ۔۔ گم کنی ہم متن و ہم دیباجہ را
دو مبیں و دو مداں و دو مخواں ۔۔ خواجہ را در خواجۂ خود محو داں

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں میاں محب اللہ ہندوستانی نے عرض کیا کہ غریب نواز! میرے بھائی نے کہا تھا کہ جب تم حضرت قبلۂ دو جہاں کی خدمت میں حاضر ہو تو میرے واسطے کوئی ایسا وظیفہ پوچھ کر آنا جس سے حق سبحانہ وتعالیٰ مجھے اپنی محبت نصیب فرما دیں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ایک ہزار بار اللہ الصمد پڑھ لیا کرے، اسے حق تعالیٰ کی محبت نصیب ہو گی۔

نیز فرمایا کہ بعض اہل اللہ کے نزدیک "درجۂ فنا" اسلام کی ابتدا ہے اور "درجۂ تسلیم" میں پہنچ کر سالک حقیقی مسلمان بنتا ہے۔ آخری درجہ تسلیم کا ہے اور تمام درجات و مقامات میں سے اہل اللہ کے نزدیک اعلیٰ مقام تسلیم و رضا کا ہے، اگر اس مرتبہ میں کوئی ولی اللہ خارق عادت ظاہر کرے تو کافر ہو جائے۔ اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ دقوقی رحمت اللہ علیہ ایک دفعہ کنارۂ دریا پر گئے، وہاں سات اولیاء سکونت رکھتے تھے، ان سے ملاقات کی، نماز کے وقت شیخ دقوقی کو امام بنایا گیا، اچانک دریا میں ایک کشتی ڈوبنے لگی، اہل کشتی نے فریاد و زاری شروع کی، حضرت شیخ دقوقی اثناء نماز میں ہمت باطنی سے کشتی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور کشتی غرق ہونے سے بچ گئی، سب لوگ کشتی سے صحیح سلامت باہر آ گئے، جب شیخ دقوقی نماز ختم کر چکے تو اولیاء کرام نے

جو ان کے مقتدی تھے، فرمایا کہ یہ کام کس کافر نے کیا ہے۔ یہ کہا اور غائب ہو گئے۔ بعدہ شیخ وقوفی تمام عمر گریہ زاری کرتے رہے اس افسوس میں کہ ان کی صحبت سے جدا ہو گیا۔ فرمایا اہل تسلیم اپنے تمام کام حق تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور خود کوئی تصرف نہیں کرتے کیونکہ تمام کائنات کا حقیقی مالک حق تعالیٰ ہے، ہر چیز میں جس طرح اس کی مرضی ہوتی ہے (تبدل و تصرف) کرتا ہے۔ بعد ازاں میاں محمد یار منشی نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! آپ بھی "اہل تسلیم" کا مشرب رکھتے ہیں جواب میں فرمایا کہ ہم دونوں گروہوں (مقام رضا و مقام عبودیت والوں) کو نہیں پہنچ سکتے۔

قول مؤلف: ۔ میرے حضرت قبلہؒ نے یہ بات کسر نفسی کے طور پر فرمائی ورنہ دراصل آپ کا مشرب تسلیم و رضا ہی کا تھا۔ چنانچہ اکثر اوقات یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر آتے۔

ہندی

کوئی مرے کوئی جیوے ستھرا جھول پتاشے پیوے

یعنی ہم خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں، جو اس کی مرضی ہو کرے، کسی کے زندہ ہونے یا کسی کے مرنے سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے، حقیقی مالک وہی ہے، دوسرا کوئی نہیں جو کچھ قدرت رکھتا ہو۔ جیسا کہ مولانا روم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

مالک الملک اوست ملک او را دہید

ما و من را جملہ پیش او نہید

اور شیخ عطارؒ فرماتے ہیں: ۔

اوست سلطان ہر چہ خواہد او کند ؛ عالمے را در دمے ویراں کند

ہست سلطانی مسلّم مر ورا :: نیست کس را زہرۂ چون وچرا
طرفۃ العینے جہاں برہم زند :: کس نمی آرد کہ آنجا دم زند

ایک روز مولوی شہسوار نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! ایک بوڑھا رنگریز میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے شیخ (خواجہ تونسویؒ) کو ملتان میں مخدوم حسن شاہ کے کہنے سے زہر دیا تھا، زہر دودھ میں ملایا گیا تھا اور میں اس وقت حسن شاہ کا ملازم تھا، لیکن حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے شیخ کو اپنی پناہ میں رکھا اور زہر نے کوئی اثر نہ کیا، زہر دینے کے اس معاملہ کو میں آج بارہ سال کے بعد ظاہر کر رہا ہوں۔ ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

حضرت قبلہؒ نے پوچھا کہ شیخ حسن شاہ کون ہے؟ مولوی صاحب مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! مخدوم حسن شاہ قریشی تھا جو زبردستی حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے سجادہ پر بیٹھا ہوا تھا، اب دو تین سال اسے مرے ہوئے ہو گئے حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ نیز فرمایا کہ ہم اس کے مقام پر کبھی گئے تو نہیں، اس نے ہمارے ساتھ یہ معاملہ کیوں کیا، مولوی مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! زہر آپ کو حسد کی وجہ سے دیا گیا تھا، جیسا کہ یہودیوں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حسد کی بناء پر زہر دیا تھا، اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی پناہ میں رکھ کر اس کے اثر سے محفوظ رکھا، زہر نے کوئی اثر نہ کیا۔ نیز مولوی مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! رنگریز مذکور نے مجھے

کہا ہے کہ اپنے پیر کی خدمت میں عرض کرو کہ میری تقصیر معاف فرمائیں حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس کی تقصیر معاف کرے۔

بیت

ہر کرا باشد سعادت دستیار
در جہاں باشد بہ دشمن سازگار

ایضاً

آسائشِ دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف است
با دوستاں مروّت با دشمناں مدارا

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے میاں محمد یار ابن ظریف خواجہ کو فرمایا کہ ہم تمہیں آدھی پائی دیں گے دعا کرو حق تعالیٰ بارش نازل فرما دیں، ایک دوسرے ساتھی نے عرض کیا کہ غریب نواز! یہ کم ہے آپ زیادہ عطا فرمائیں، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حاجت کے پورا ہونے کے واسطے آدھ پائی کافی ہے —— اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ہم جب خواجۂ خواجگان معین الحق والدین قدس سرہٗ کی زیارت کے واسطے اجمیر شریف گئے تو حضرت خواجہ کی آستان بوسی کر کے وہاں چند روز کے لئے ٹھہر گئے۔ اتفاقاً ہم ایک روز ایک بزرگ کے مزار پر چلے گئے، ان کے مزار پر لوگ آتے اور ان کے ایصالِ ثواب کے لئے کچھ کوڑی خیرات کرنے کی نذر مقرر کرتے، اور جو اُن کی حاجت ہوتی بحکمِ خدا پوری ہوتی۔ ایک شخص آیا

اس نے چھ روپیہ خیرات کرنے کی نذر مقرر کی اور اپنے کام کے پورا ہونے کے واسطے بہت کوشش کی، لیکن اس کی حاجت روا نہ ہوئی، پھر مزار پر آیا اور صاحبِ تربت کی خدمت میں عرض کیا کہ اے بزرگ! میں نے (تمہارے ایصالِ ثواب کے واسطے) چھ روپیہ براہِ خدا خیرات کرنے کی نذر مقرر کی تھی، لیکن میری حاجت پوری نہیں ہوئی۔ اس بزرگ نے (کشفی طور پر یا خواب میں) اس شخص کو جواب دیا کہ مجھے چھ کوڑی (کا ثواب) درکار ہے اس سے زیادہ درکار نہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک عورت تھی، اس کے واسطے اس کے شوہر نے ایک لاکھ روپیہ کا جوتا خریدا تھا، اور اس جوتے پر مروارید جڑے گئے تھے۔ بعد ازاں ہم نے سنا کہ وہی عورت اپنی قوت کے لئے جوار کے آٹے کی روٹی پکا کر کھاتی تھی اور نہایت عاجز ہو گئی تھی۔ اور اس کی اس ذلت کا سبب یہ تھا کہ اس عورت کا خاوند بہت بخیل تھا، کسی مسکین درویش کو بطور خیرات کے چند چھٹانک آٹا بھی نہیں دیتا تھا۔ نیز فرمایا کہ ملتان کے افغان بہت بخیل تھے، حضرت حافظ محمد جمالؒ اور حضرت مولوی خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کے درویشوں میں سے کسی کو ایک آثار آٹے تک کا نہیں دیتے تھے، جب سکھوں نے ملتان فتح کیا ملتانی افغانوں کو شہر سے باہر نکال دیا۔ اور ہر گھر سے بارہ بارہ من سونا سکھوں نے نکال کر اپنے قبضہ میں کر لیا،

نیز فرمایا کہ سندھیوں کی حکومت یعنی بہادل خان کی حکومت کا بہت فیض ہے کہ تمام سادات، علماء، فقراء اور غرباء ان سے اپنا اپنا حصہ لے رہے ہیں، چنانچہ بعضوں کو جاگیریں دی گئی ہیں، بعضوں کو کنوئیں بخشے گئے ہیں اور بعضوں کا روزینہ مقرر کیا

گیا ہے۔ اس وجہ سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ملک ان کو بخشا ہوا ہے، تین چار پشتیں گزرگئیں ان کی حکومت کو زوال نہیں آیا، لیکن دوسرے حکمران جیسے سرائیں، ملتانی، بلوچ سب بخل کے سبب تباہ و برباد ہو گئے کیونکہ انہوں نے کسی درویش کا اللہ واسطے روزینہ مقرر نہ کیا تھا، حدیث

البخیلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ زَاھِدًا

بخیل اللہ کا دشمن ہے اگرچہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو

نیز فرمایا:-

السخیُّ حبیبُ اللّٰہِ ولو کانَ فاسقًا

سخی اللہ کا دوست ہے خواہ فاسق ہی کیوں نہ ہو

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ابتدائی ایام میں جبکہ میں تونسہ شریف میں میاں حسن علی صاحب کے پاس قرآن شریف پڑھا کرتا تھا، ایک پیسہ میرے ہاتھ لگا جب تک میں نے اسے خرچ نہ کر لیا مجھے آرام نہ آیا، چنانچہ اسی روز ہم نے وہ پیسہ خرچ کر دیا، اور آرام حاصل کیا، پھر آپ نے یہ حدیث شریف زبان مبارک سے بیان فرمائی۔

ترکُ الدنیا راسُ کلِّ عبادۃٍ وَحبُّ الدنیا راسُ کلِّ خطیئۃٍ

دنیا کا چھوڑنا تمام عبادتوں کا مغز ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔

نیز فرمایا کہ حضرت حمیدالدین ناگوری قدس سرہٗ سلطان تارکین ہیں، جب ہم نے ان کی زیارت کرنے کا قصد کیا تو ایک پائی کی کوڑیاں اپنے دامن میں باندھ لیں، (تاکہ ان کے ایصالِ ثواب کے لئے خیرات کریں)، جب آستان بوسی کر چکے تو دیکھا کہ دامن خالی ہے اور کوڑیاں ندارد ہیں، ہم نے کہا سبحان اللہ! سلطان التارکین نے

ایک پائی کی کوڑیاں بھی قبول نہ کیں کیونکہ دنیا اُن کی نظروں میں بہت ہی قبیح ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے الدنیا جیفۃٌ وطالبہا کلاب دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔ اللھم ارزقنا حبک وحب من احبک آمین یا رب العالمین

نیز فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے بعض لوگ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے جب جلالِ الٰہی ظہور میں آیا، سب کو ہلاک کر دیا ہے

آں خداوندے کہ ہنگامِ سحر ۔۔ کرد قومِ لوطؑ را زیر و زبر

اسی طرح ہودؑ، صالح و شعیب علیٰ نبینا و علیہم السلام کی اقوام میں بعض لوگوں نے گناہ کئے، جب اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوا سب کو ہلاک کر دیا جیسا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اگر کوئی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو اسی ایک ہی سے مواخذہ ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک، دوسروں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حرمت سے امان دیتے ہیں اور ہلاک نہیں فرماتے۔ اس کی دلیل میں آپ نے یہ آیت پڑھی وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (کوئی نفس کسی دوسرے کے بوجھ کو نہیں اٹھاتا) یعنی حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پر یہ مہربانی فرمائی ہے کہ صرف اسی عاصی کو ہلاک کرتے ہیں جس نے گناہ کیا ہو، دوسروں کو اپنی پناہ میں لے کر محفوظ رکھتے ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا ربّ ارنی انظر الیک اور حضرت حق سبحانہٗ کی طرف سے اس کے جواب میں "لن ترانی" فرمایا گیا۔ یہ عتاب نہیں تھا بلکہ ناز تھا تاکہ ان کا شوق زیادہ ہو، جیسا کہ معشوقوں کی رسم ہے کہ ناز کرتے ہیں تاکہ عاشقوں کا شوق اور زیادہ بڑھے ۔

نازیست ازاں جانب ونازے کہ چہ گویم
مائیم نیازے ونیازے کہ چہ گویم

نیز فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی دو لڑکیاں تھیں، دونوں کو مرتبہ ولایت حاصل تھا۔

نیز فرمایا کہ ولائیت اور نبوت کسی کی میراث نہیں ہے۔ جس کو حق تعالیٰ چاہتے ہیں عطا فرمادیتے ہیں، اس پر آپ نے یہ شعر پڑھا:

حق بہ شباں تاج نبوت دہد
ورنہ نبوت چہ شناسد شباں

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دونوں جہانوں کے حقیقی بادشاہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہی ہیں اور یہ آیت بطور شہادت پڑھی :- لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار آپ اکثر بادشاہوں کے سامنے یہی آیت پڑھا کرتے۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں لوگوں نے عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ غریب نواز! دعا فرمائیں حق تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائیں، حضرت قبلہ نے یہ مناجات پڑھنا شروع کی :-

مناجات

یا الٰہی عفو کن تقصیر ما ؛ نیست جز تو کو کند تدبیر ما
مقتضی طبیعت ما چیست خبث ؛ مقتضی طبیعت تو چیست قدس
ما ز خبثی کار خود کردیم خام ؛ تو ز قدسی کار خود را کن تمام

گرسگی کردیم اسے شیر آفریں :: شیر را مگمار بر ما ازکمیں

واحدی بر دعدتت ہر شے گواہ :: زانکہ جز واحد نباشد راست راہ

نفس و شیطاں مے برند از راہ مرا :: تا بیندازند اندر چاہ مرا

دستگیری کن مرا اے دستگیر :: زانکہ جز تو نیست مارا دستگیر

دستگیری کن چناں اے دستگیر :: تاکہ ہر کس گویدت واہ دستگیر

کس نہ گشتہ از درِ تو نا امید :: اے امید وا اے امید اے امید

چوں سلیمانم بکردی اے کریم :: حفظ ختم کن ز شیطان رجیم

آمین یارب العالمین

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی تو آپ کی طرف وحی آئی کہ اے موسیٰؑ! جو گستاخیاں تم نے کی تھیں وہ ہم نے تمہاری والدہ کی حرمت سے بخش دیں اب ایسی گستاخیوں سے دُور رہو اور ادب کو پیش نظر رکھو — اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے تو ان کے پیچھے ان کی قوم نے بچھڑے کو پوجنا شروع کیا آپ جب کوہ طور سے واپس آئے اور اپنی قوم کو گوسالہ پرستی کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے اِنْ ھِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ یعنی یہ تیری طرف سے آزمائش کے سوا کچھ نہیں — دوسرے یہ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کہا رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے بار خدایا مجھے اپنا آپ دکھا تاکہ میں تیری طرف دیکھوں۔ یہاں حضرت قبلہؒ نے مولانا روم قدس سرہٗ کی یہ غزل پڑھی ؎

موسیٰ نیم کہ ترسم از نازِ لن ترانی :: اے بے خبر چہ دانی رازیست صد نہانی

نازو نیاز موسیٰ ارنی و لن ترانی ـــــــــ الخ

ایک روز بعض لوگوں نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! ہم ظالموں کے ظلم سے تنگ آگئے ہیں۔ توجہ فرمائیں، حضرت قبلہؒ نے فرمایا ہندی:-

جس چوراں منہہ سا ہیڑا اتادی چور مٹھے

یعنی جو کوئی کسی کے ساتھ بُرائی کرے گا وہ دراصل اپنے ہی ساتھ برائی کرے گا۔

جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے:- من عمل صالحاً فلنفسہٖ ومن اساءَ فعلیہا

یعنی اگر کسی نے کوئی نیک کام کیا تو اپنے ہی واسطے کیا، اور جس نے برائی کی اس کا وبال اُسی پر پڑا۔

ایک روز برخوردار خان بلوچ نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! شاہ صاحب شاہ دین پناہ علیہ الرحمت کا ایک مُرغا کسی نے چوری کر کے کھا لیا تھا، مرغا اس کے پیٹ میں سے بولنے لگا (شاہ صاحب کی کرامت تھی کہ) مُرغے نے پیٹ میں سے جواب دیا، اور وہ چور شرمندہ ہوا۔ کچھ عرصہ ہوا کہ آپ کا گوسفند بھی حاکم وقت نے مار لیا ہے اور اسے کھا گیا ہے لیکن کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ حضرت شاہ صاحبؒ "نر" تھے اور ہم "خصی" ہیں ــــ (قول مؤلف) ــــ حضرت کی یہ بات کمال کسر نفسی اور تسلیم و رضا کی وجہ سے تھی ــــ چند روز کے بعد ہی حاکم مذکور انگریز کی فوج سے ڈر کر ڈیرہ غازی خان کی طرف بھاگ گیا اور وہیں مارا گیا۔

نیز حضرت قبلہؒ کی خدمت میں بعض لوگوں نے عرض کیا کہ اے قبلۂ دو جہاں! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ایڈیل مودی اور اس کے بھائی آپ کے مال کو خراب کرتے ہیں۔ آپ سے ہزار ہا روپیہ نقد لیتے ہیں اور ناقص غلہ گندم، جوار اور باجرہ وغیرہ لنگر شریف میں دیتے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے ان کے جواب میں ہندی کا یہ مقولہ ارشاد فرمایا:۔ ہندی:۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی ؛ گجری بیچ کے پچھوتانی

یعنی اگر کسی کے ساتھ کوئی شخص دغابازی کرے تو آخر کار نقصان اسی کو ہوگا۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدیؒ نے اپنی کتاب "حقیقت الطریقت" میں یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص بھیڑوں کے دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتا تھا، کچھ مدت اسی طرح کرتا رہا، ایک روز اپنی بھیڑوں کو چرانے کے واسطے پہاڑ کے دامن میں لے گیا، اچانک پہاڑ میں سے بہت سا پانی سیلاب کی صورت میں باہر آیا اور اس کی تمام بھیڑوں کو بہا کر لے گیا۔ اس شخص نے رونا پیٹنا شروع کیا، ہاتف نے آواز دی کہ یہ وہی پانی ہے جو تو دودھ میں ملا کر بیچا کرتا تھا، اب اس پانی کو حق تعالےٰ نے اس صورت میں بھیجا ہے کہ تیرے مویشی اس میں ہلاک ہو گئے ہیں۔

ایک روز قاضی حسن علی صاحبؒ تب والے کے لڑکے نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت قبلہؒ ہم غریبوں کی کچھ خبر نہیں رکھتے، اسی خیال میں میں سو گیا، خواب میں حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ مجھے اتنی خبر تو ہے کہ تیرے دانتوں میں سے ایک دانت ہلتا ہے ۔۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ خیال فاسد میرے دل سے نکل گیا، کیونکہ واقعہ اسی طرح تھا جس طرح حضرت قبلہؒ نے خواب میں فرمایا تھا۔

نیز ایک پہاڑی آدمی نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! آپ کو ہمارے حالات کی کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں تمہارے ہر معاملے کی خبر ہے، اور اس واقفیت کی نشانی یہ ہے کہ ایک روز تم اپنی بیوی کے ساتھ فلاں غار میں سو رہے تھے، اور اپنی بیوی سے کہہ رہے تھے کہ "اپنے بالوں کو ڈھانپ لو، کیونکہ اس جگہ جنّ کا خطرہ ہے"۔ جب اس کوہستانی نے حضرت قبلہؒ سے یہ بات سنی تو خوش ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ نے سچ فرمایا، واقعہ اسی طرح ہے امنّا وصدّقنا

بیت:- اولیاء اطفالِ حق اند اے پسر :: در حضور و غیبت از تو باخبر[1]

حضرت قبلہؒ ایک دفعہ علاقہ سنگھڑ کے علماء کو چھڑانے کے واسطے، جو کہ ڈیرہ غازی

---

[1] ان حکایات سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ تمام اولیاء اللہ کو مخلوقات کے ہر چھوٹے بڑے معاملہ کی خبر ہوتی ہے، بلکہ اصل بات یوں ہے کہ جن بزرگوں کی توجہ "کشف کونی" کی طرف ہوتی ہے ان سے اس قسم کے بہت سے واقعات ظہور میں آتے ہیں، لیکن ہر وقت ہر کسی کی ہر بات کا جاننا پھر بھی ان کے اختیار میں نہیں ہوتا، یہ معاملہ گاہے گاہے ہوتا ہے اور ان کی توجہ کرنے پر موقوف ہوتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ جس حالت میں اولیاء کرام سے اس قسم کی کرامات کا ظہور رہو ایسی حالت کو اولیاء عظام ناقص حالت شمار کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جن بزرگوں کی توجہ "کشف الٰہی" یعنی معارف لدنیہ و اسرار الٰہیہ معلوم کرنے کی طرف ہو ان کو دنیا کے ایسے عام و حقیر معاملات کی کچھ خبر نہیں ہوتی، ہاں اگر اس طرف توجہ کریں تو بہت کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔ اسی قسم کے حضرت خواجہ تونسویؒ کے یہ چند واقعات ہیں :: محمد حسین غفرلہ ::

خان میں نظر بند تھے۔ ڈیرہ غازی خان تشریف لے گئے اور چند روز وہاں قیام فرمایا، لیکن ڈیرہ کے نواب نے ہرگز کوئی توجہ نہ کی، بعدازاں نواب شرمندہ ہوا۔ اور حضرت قبلہؒ کے پاس حاضر ہوکر معذرت پیش کی اور علماء کو آزاد کردیا نیز ان کی تمام چیزیں ان کو واپس کردیں۔ جب حضرت قبلہؒ ڈیرہ غازی خان سے روانہ ہوکر خانقاہ شریف شاہ کے پاس پہنچے، آپ نے چاندن کھوکھر سے تلوار مانگی اور اپنے ہاتھ میں لے کر تین دفعہ تکبیر پڑھی اور ساتھ ہی تلوار کو زور سے زمین پر مارا، پھر اسے واپس دے دی۔ بعدازاں فرمایا کہ اے کھوکھر! تیری تلوار نے تو خراسان کی بادشاہت کی جڑ کو کاٹ دیا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے فرمایا تھا کہ اس بادشاہی کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ بیت:-

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ؛ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت قبلہ قدس سرہٗ اکثر طالبان حق کو نکاح و خانہ داری کے کاموں سے منع فرماتے اور فرماتے کہ سالک کے واسطے تجرد بہتر ہے جیسا کہ "عوارف المعارف" میں آیا ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے برخوردار خان بندی والا کو فرمایا کہ آج قیلولہ کے وقت دو شخص ہمارے پاس آئے اور انہوں نے یہ نعت شریف پڑھی:-

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر ؛ اے قریشی نسب و ہاشمی و مطلبی

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات ؛ لطف فرما کہ زحد مے گزرد تشنہ لبی ..... الخ

— فرمایا ہم نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے، لیکن انہوں نے کوئی

جواب نہ دیا۔ برخوردار مذکور نے قبلۂ دوجہاں سے جب یہ بات سُنی تو خدمتِ عالیہ میں نعت مذکور پڑھنا شروع کی، ایک دفعہ ساری نعت پڑھ چکا تو پھر دوسری بار پڑھی۔ نیز فرمایا (حضرت خواجہؒ نے) کہ حضرت قبلۂ عالم مہاروی قدس سرہٗ عشاء کے وقت جب لیٹ جاتے تو ایک بڈھا قوال آتا اور چند "کلیاں" اور "مرزا" کے دوہڑے پڑھتا اور حضرت قبلۂ عالمؒ سماع کرتے، اس وقت یاروں میں سے بھی بعض موجود ہوتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے احمد قوال کو فرمایا کہ ابن یمینؒ کے دیوان میں سے کچھ غزلیں یاد کر لو ان کے اندر بڑی تاثیر ہے، ہم تہجد کے وقت یا کسی دوسرے وقت سُنیں گے۔ اور حضرت قبلہؒ نماز تہجد کے بعد سماع کو بہت عزیز رکھتے تھے۔

ایک روز حضرت قبلہؒ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا کہ اے قبلۂ دوجہاں! ہم نے درود شریف دو کروڑ سولہ لاکھ مرتبہ پڑھ لیا ہے، اب آپ دعا فرمائیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائیں اور بارش نازل فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے صاحبِ درود یعنی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا ہے، حضور اقدس غور فرمائیں گے۔

حضرت قبلۂ من و عالمیان کی خدمت میں ڈیرہ اسماعیل خان کے نواب نے ~~خط~~ بست نوشتہ بھیجی کہ اے قبلۂ دوجہان! میرے بعض دشمن دشمنی کی وجہ سے میرا ملک ڈیرہ مذکور مجھ سے چھیننا چاہتے ہیں۔ آپ کی (باطنی) امداد اور دستگیری کی ضرورت ہے، توجہ فرمائیں کہ انجام بخیر ہو، حضرت قبلہؒ نے جواب میں لکھا کہ ایک لاکھ مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا جائے۔ لیکن سورۂ فاتحہ اور درود شریف کے

پڑھنے والے نیکوکار درویش ہونے چاہئیں، امید ہے کہ دشمن آپ پر غالب نہیں ہوگا۔ آپ بہرحال خاطر جمع رکھیں، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

ہر آنکہ استعانت بہ درویش بُرد
اگر بر فریدوں زد از پیش بُرد

شیر گڑھی بختیار خان کے دوستوں نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ اے قبلۂ دو جہان! وبا سے بہت لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ دعا فرمائیں حق سبحانہ وتعالیٰ اس بلا کو دُور فرمائیں، حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ ایک لاکھ مرتبہ سورت فاتحہ پڑھی جائے امید ہے حق سبحانہ وتعالیٰ وبا کو دُور فرمائیں گے اور لوگوں کو اس سے نجات حاصل ہوگی :- بیت :-

دستِ شیخ از غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ "تفسیر کشاف" کا مصنف بہت بڑا عالم تھا، اپنے زمانہ کے علماءِ ظاہر میں ممتاز اور علاّمہ مشہور تھا۔ لیکن چونکہ ہدایت اس کی قسمت میں نہ تھی، معتزلی ہو گیا۔ مرتے وقت اس کے منہ سے گندگی باہر نکلی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ علم بغیر ہدایت کے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

ابیات

علم چوں برتن زند مارے بود :: علم چوں بردل زند یارے بود
علمہائے اہلِ تن احمالِ شاں :: علمہائے اہلِ دل اجمالِ شاں

نیز فرمایا کہ "کشف" اور "صفائی" حکماء کو بھی حاصل تھی، چنانچہ حکیم جالینوس اور بقراط کا یہ دستور تھا کہ اپنے دروازہ پر ایک نقارہ رکھتے تھے، جو مریض دروازہ پر آتا، نقارہ پر ضرب لگاتا، حکماء مذکور صرف اس نقارہ کی آواز سن کر مرض معلوم کر لیتے اور گھر کے اندر بیٹھے بیٹھے نسخہ لکھ کر باہر بھیج دیتے ۔ اسی طرح اشراقی حکماء کا یہ دستور تھا کہ شاگرد اگر مشرق میں ہوتا اور استاد مغرب میں تو صفائی دل اور کشف کے ذریعہ استاد شاگرد کو کتاب کا سبق پڑھا دیتا ۔ لیکن اس کشف و صفائی کے باوجود یہ سب کافر تھے۔ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور سب بے ایمان مرے نعوذ باللہ من ذالک ۔ البتہ لقمان حکیم علیہ الرحمت صاحب ایمان تھے، چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن میں فرمایا ہے :- وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ

(جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا)

۔ فرمایا صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اشیاء کو عین حق تعالیٰ جاننے کا نام "وحدت" ہے ۔ اور اشیاء سے مراد "صُورِ علمیہ" ہیں ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کو عشق تھا کہ اپنے جمال کو مختلف آئینوں میں دیکھے اس لئے مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے :-

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

(میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا)

حق تعالیٰ کے مختلف اسماء تھے۔ جب چاہا کہ ان اسماء کا اثر ظاہر ہو، مختلف مظاہر پیدا کئے ۔ صوفیاء کرام جب لفظ "عشق" بولتے ہیں، اس سے اُن کی مراد "ذات بحت" ہوتی ہے، اور کبھی اس سے مراد محبت لیتے ہیں ۔ یمیل الجمیل البصیر الی الجمال :-

مثنوی

شاد باش اے عشق پر سودائے ما :: اے طبیب جملہ علتہائے ما

اے تو افلاطون و جالینوس ما :: اے دوائے نخوت و ناموس ما

صارد کآمنہ وانشق القمر :: ہل رایتم من جبل رقص الجبل

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت :: ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

اللّٰھم ارزقنا عشقک حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم و
آلہ و اصحابہ اجمعین وسلم آمین یا رب العالمین۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے مذہب پر خواہ باطل ہی ہو، مستقیم ہوتا ہے اور اس باطل مذہب کو نہیں چھوڑتا، چنانچہ کفار اپنے مذہب باطل کے واسطے جان تک قربان کر دیتے ہیں لیکن اسلام ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ہی سچا ہے ۔ چنانچہ میاں حاجی شبانہ کرنے ہمارے سامنے بیان کیا کہ میں ایک ملک میں گیا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہاں اگر کسی شخص کو خواب میں کوئی شیطانی صورت دکھائی دے اور وہ محتلم ہو جائے تو سب لوگ اسے آکر مبارک باد دیتے ہیں کہ تجھے ابلیس کی زیارت ہوئی ہے ۔ تجھے مبارک ہو۔

نیز فرمایا کہ ہزار سال کے بعد حق سبحانہ وتعالیٰ ابلیس ملعون کو حکم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم صلوات اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی قبر پر سجدہ کر تاکہ تجھے اپنی بارگاہ کا مقبول بنائیں، ابلیس بدبخت کہتا ہے کہ جب اس کی زندگی میں میں نے سجدہ نہ کیا تو اب مجھے شرم آتی ہے کہ اس کی قبر کو سجدہ کروں ۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ روزِ قیامت تک یہ ملعون حضرت

آدم صفی اللہؑ کے سجدہ سے انکاری رہ کر ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی کرتا رہے گا، حق تعالیٰ اس ملعون دشمن کے شر سے امان دیویں اور اپنی پناہ میں رکھیں۔ اللّٰھم آمین یارب العالمین۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ فرشتہ کے دو پر ہوتے ہیں۔ ایک جمالی دوسرا جلالی، جس جگہ جمالی پر مارتا ہے وہاں کے لشکر کو فتح حاصل ہوتی ہے اور ملک میں فراخی اور ارزانی ہوتی ہے اس وجہ سے لوگوں کے دل بھی قوی ہوتے ہیں اور وہ خیرات وغیرہ بھی کرتے ہیں ــــ اور جس جگہ جلالی پر مارتا ہے وہاں کے لشکر کو شکست ہوتی ہے اور ملک میں گرانی اور قحط سالی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے لوگوں کے دل تنگ ہو جاتے ہیں، کسی کو کھانا تک نہیں دیتے حتیٰ کہ بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے چھپ کر کھانا کھاتا ہے۔ بیت :-

چناں قحط سالی شد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

اگر کوئی شخص حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کرتا کہ حضور اپنے ہاتھ مبارک سے (فلاں شخص کو) رقعہ لکھ دیجئے تو آپ یہ عبارت لکھ کر لفافہ میں ڈال دیتے کہ :-

"غریب نواز! مہربان من! موجب نوشتہ لبعمل آرند، زیادہ والسلام"

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ زن و فرزند اور دوسرے دنیاوی اسباب کا تعلق راہ حق کا مارنے والا ہے، اور ہندی کا یہ سخن زبان مبارک سے پڑھا۔

ہندی

گائیں بلائیں تے مال جنجال ⁘ فرزند تے زال ہنی وبال

جو کوئی رہے انہاں تھیں دور ⁘ ہوسی اوہ خوشحال ضرور

چنانچہ سعدی علیہ الرحمت فرماتے ہیں ؎

تعلق حجاب است وبے حاصلی ⁘ چو پیوندہا بگسلی واصلی

اور مولانا جامی علیہ الرحمت فرماتے ہیں۔

مثنوی

اے خواجہ اگر مال وگر فرزند است ⁘ پیداست کہ مدت بقائش چند است

چیزے کہ بمردگی جدا خواہی ازو ⁘ آں بہ کہ بزندگی جدا باشی ازو

چیزے کہ نہ در رہِ بقا باشی ازو ⁘ آخر ہدف تیر بلا باشی ازو

بیت :-

دریں راہ حاصلے جز بیدلی نیست ⁘ دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے میاں تقی محمد باغبان سے پوچھا کہ میں نے سُنا ہے کہ تمہارے بیلوں کی ایک جوڑی گم ہوگئی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ میاں تقی محمد نے عرض کیا کہ غریب نواز احباب کی مہربانی اور امدادِ باطنی سے بیل واپس گھر آگئے ہیں حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہماری مہربانی تو یہ ہے کہ تمہارا تمام دنیاوی مال واسباب ضائع ہوجائے اور تم فراغتِ دل کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ ـــ جیسا کہ ایک روز ہانسی سے ایک شخص حضرت باباصاحب گنج شکرؒ کی خدمت میں آیا،

انہوں نے پوچھا کہ ہمارا حال کس حال میں ہے؟ عرض کیا کہ مخدوم نے جس روز سے جناب سے تعلق پیدا کیا ہے، گاؤں اور مال و اسباب اور زمینداری کے کاروبار کو انہوں نے بالکل چھوڑ دیا ہے اور فاقے پر فاقے اور مصیبتیں جھیل رہے ہیں، حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمد و للہ، خوش رہے۔

نیز فرمایا کہ مشائخ اپنے مریدین کو وصیت کیا کرتے ہیں کہ اگر مسافر تمہارے پاس آئیں اور اس رات تم فاقے سے ہو تو اس کو ایک نعمت عظیم سمجھو، اور اس کے لئے اللہ کا شکر بجالاؤ۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے:- اِنَّ عیسیٰ علیہ السلام کان یاکل من الشجر ویلبس من الشعر ویبیت حیث امسی لم یکن لہٗ ولدٌ یموتُ ولا بیتٌ یخرب ولا یخبی شیئًا لغدٍ یعنی عیسیٰ علیہ السلام درختوں کے پتے کھا لیتے، جانوروں کے بالوں کے کپڑے بنا لیتے۔ اور جہاں شام ہو جاتی وہیں رات بسر کر لیتے۔ نہ کوئی آپ کا بیٹا تھا جو مرتا اور نہ کوئی آپ کا گھر تھا جو خراب ہوتا اور نہ ہی آپ کوئی چیز دوسرے روز کے لئے بچا کر رکھتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے یہ بیت پڑھا ؎

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت ٭ رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

فرمایا کہ تمام عمارات کی نسبت "عمارتِ دل" حق تعالیٰ کی یاد کے واسطے بہتر ہے، باقی تمام عمارتیں زوال پذیر ہیں، لیکن "عمارت دل" ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے؎

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی

کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

چنانچہ مولانا جامی علیہ الرحمت نے اپنے لڑکے کو وصیت فرمائی:-

نظم

علم کثیر آمد و عمرت قصیر :: آنچہ ضروریست بداں شغل گیر
آنچہ ضروریست چو حاصل کنی :: بہ کہ عمارت گریٔ دل کنی
آنست عمارت گریٔ دل کہ دل :: واکشی از کشمکش آب و گل

تجھے چاہیئے کہ کھانے سونے اور پہننے وغیرہ کے ساتھ تن کی پرورش کرنا چھوڑ دے کیونکہ یہ سب چیزیں فانی اور منقطع ہونے والی ہیں، خلوت گزیں ہو جا اور اپنی جان کو حق تعالیٰ کی یاد میں لگا دے، حق تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے اسے بھلا دے۔ اور ہرگز ہرگز ماسوی اللہ کو دل و دماغ میں جگہ نہ دے ۔ چنانچہ ایک پیر نے اپنے مرید کو وصیت کی کہ جو چیز دونوں جہانوں میں کام آنے والی ہے وہ حق تعالیٰ کی یاد ہے باقی سب فضول ہے ۔ حکایت :- ایک مرید اپنے پیر کی مجلس میں آیا۔ ایک لمحہ کے لئے بیٹھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا، پیر نے پوچھا کہ کیوں اتنی جلدی دیو کی طرح جبرئیل سے بھاگتے ہو، مرید نے عرض کیا کہ میں راستے میں ایک چیز بھول آیا ہوں، اس کی تلاش کے لئے جاتا ہوں، پیر سخت ناراض ہوا اور فرمایا کہ دونوں جہانوں میں فراموش نہ کرنے کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف حق تعالیٰ کی یاد ہے ۔

حکایت پیر ہوشیار با مرید فراموش کار

سادہ مریدے ز جہاں شست دست :: آمدہ در صحبت پیرے نشست
گرم نکردہ بہ زمیں جا ہنوز :: خاست ازاں انجمن دلفروز
پیر بر آشفت کہ تعجیل چیست :: نفرت دیوانہ دم جبرئیل چیست
گفت قضا پردہ کش ہوش گشت :: تا بہ راہ چیزیم فراموش گشت

میروم ہر لحظہ بہر راہ ولو ⁂ تا کنم آں گم شدہ را جستجو
پیر خورشید کہ اے بوالہوس ⁂ در دو جہاں ہست یکے چیز و بس
کاں نہ سزاوار فراموشی است ⁂ قبلۂ گویائی خاموشی است
گر ہمہ آفاق در آغوش تو ⁂ باشد و آں چیز فراموش تو
غایت آگاہی تو غافلی است ⁂ حاصل اوقات تو بے حاصلی است
در بود آں چیز فرا یاد تو ⁂ شاد کند خاطر ناشاد تو
گو دو جہاں گشتہ فراموش باش ⁂ لب ز سخن شاں شدہ خاموش باش
جامی ازاں مشغلہ خاموش کن ⁂ ہر چہ جز آں چیز فراموش کن
زانکہ سر انجام تو خاموشی است ⁂ آخر کار تو فراموشی است

فرمایا میاں خاموشی اور ماسوی اللہ سے فراموشی سے مراد وہ خاموشی اور فراموشی ہے جو موت کے وقت انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ پس آخر کار جس چیز سے سابقہ پڑنے والا ہے اسی کے کام میں لگ جا اور اُسی کو اختیار کر۔

نیز فرمایا کہ گم نام ہونا مشہور ہونے سے بہتر ہے۔

رباعی

گر شہرہ شوی بشہر شر الناسی ⁂ ور گوشہ شوی ہمہ وسواسی
بہ زاں نبود کہ خضر و گر الیاسی ⁂ کس نشناسد ترا تو کس نشناسی

ایضاً

اشتہار خلق بند محکم است ⁂ بند ایں از بند آہن کے کم است
آں قبول خلق سجدہ اژدہاست ⁂ مال بار آمد کہ در رہ رہزن ہاست

چنانچہ حضرت باباصاحب گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیّت کی تھی کہ

دنیا میں اس طرح رہ جس طرح کوئی مسافر یا راستہ چلنے والا ہوتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اہلِ قبور میں سے شمار کر۔ یہ بات تجھے فائدہ دے گی۔	کُنْ فی الدنیا کانک غریب اَوْ کعابر سبیل وعُدَّ نفسک من اصحاب القبور فیُفید

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری دل و جان سے کرنی چاہیئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ والدین مانند کعبۃ اللہ کے ہیں۔ نیز فرمایا جس کو والدین رد کریں وہ ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ اور اگر حق تعالیٰ رد کریں تو وہ پھر مقبول ہوسکتا ہے لیکن عاقِ والدین ہرگز مقبول نہیں ہوتا نعوذ باللہ من ذالک ـــ نیز فرمایا کہ (سالک کو چاہیئے) کہ ادب اور خدمت کرے، مقبول ہو جائے گا ـــ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک بریزبان بہت شوخ و تنگ تھا، اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ جاکر پانی لے آؤ، آدھی رات کا وقت تھا، سردی سخت تھی، بارش برس رہی تھی اور ہوا بھی چل رہی تھی، عورت پانی کا کوزہ بھر کر لے آئی اور ادب کے ساتھ ساری رات شوہر کے سرہانے کھڑی رہی، جب عورت اس قدر ادب اور خدمت بجالائی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی چشمِ بصیرت کو کھول دیا اور چودہ طبق (کے کشفِ احوال) کی بینائی اسے عطا فرمادی۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

نیز فرمایا کہ اہل اللہ کا کام عقل و قیاس سے باہر ہے ۔ اس کے مناسب حکایت فرمائی کہ ایک مرید نے کعبۃ اللہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کے طواف میں اپنے شیخ کے قدموں پر قدم رکھنا شروع کیا۔ شیخ نے مرید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر میری متابعت ہی کرنی ہے تو اس امر میں متابعت کرو کہ میں ہر روز سات سو بار، قرآن شریف ختم کرتا ہوں، مرید نے پوچھا معناً یا لفظاً فرمایا لفظاً۔

نیز فرمایا کہ ایک درویش ایک مسجد میں آیا رات کا وقت تھا لوگوں نے اسے کھانا اور پانی دیا۔ جب لوگ مسجد سے باہر چلے گئے تو اس درویش نے مسجد کے طاقچہ میں رکھی ہوئی کتابوں کو کھانا شروع کیا، چنانچہ بہت سی کتابیں مع جلدوں کے کھا گیا۔ لوگ جب صبح مسجد میں آئے تو اس معاملہ کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

نیز فرمایا کہ حضرت حسن افغان حضرت مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔ اور بالکل ناخواندہ تھے حتیٰ کہ انہوں نے قرآن شریف بھی نہیں پڑھا تھا، عام لوگ امتحان کی غرض سے چند سطور قرآن شریف کی اور چند سطور دوسری کتابوں کی ایک کاغذ پر لکھ کر آپ کے سامنے رکھتے اور پوچھتے کہ بتاؤ ان میں قرآن کے الفاظ کون سے ہیں، حضرت حسن مذکور نور معرفت سے پہچان کر اپنی انگلی قرآن شریف کے الفاظ پر رکھ دیتے اور لوگ حیران ہوتے اور کہتے کہ آپ نے پڑھا تو کچھ ہے نہیں آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حروف قرآن ہیں، جواب دیتے کہ قرآن شریف کے حروف کا نور عرش معلیٰ تک جاتا ہے (اس سے میں پہچان لیتا ہوں)

نیز فرمایا کہ قیامت کے روز حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائیں گے کہ ہمارے واسطے کونسا تحفہ لائے۔ حضرت بہاؤالدین عرض کریں گے

کہ حسن افغانؒ کو لایا ہوں۔ اسی طرح حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہر کوئی قیامت کے روز کسی نہ کسی چیز پر فخر کرے گا میں اس ترک یعنی امیر خسروؒ کے "سوزِ سینہ" پر فخر کروں گا۔

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے صاحبزادہ صاحب خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کو وصیت فرمائی کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرنا سب تمہارے دوست بن جائیں گے جیسا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

قطعہ

کس نہ بیند کہ تشنگانِ حجاز :: بہ لبِ آبِ شور گرد آئند
ہر کجا چشمۂ بود شیریں :: مردم و مرغ و مور گرد آئند

نیز فرمایا کہ جس کسی کو اچھا اخلاق حاصل ہے اسے مرتبۂ ولایت حاصل ہے اور بغیر اچھے اخلاق کے (محض زہد) کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت میں آیا ہے کہ

قولہ تعالیٰ وانک لعلیٰ خُلقٍ عظیم وکما کانَ اشرف الناس وازکاھم نفساً کان احسنہم خلقاً	تحقیق آپ کا خلق بہت بڑا ہے اور وہ جو کہ تمام لوگوں سے زیادہ بزرگ ہیں اور سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں اور باعتبارِ خُلق کے سب سے بڑھ کر ہیں۔
قال مجاھد وانک لعلیٰ خُلقٍ	مجاہد نے کہا ہے کہ آپ بہت بڑے

عظیم ای علی دین عظیم والدین مجموع الاعمال الصالحة والاخلاق الحسنة

خلق پر ہیں۔ یعنی بہت بڑے دین پر چلنے والے ہیں اور دین تمام اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے مجموعہ کا نام ہے

وقال ابو سقطی الخلق العظیم ان لا یُخاصم ولا یُخاصَم

ابو سقطی نے کہا ہے کہ "خلق عظیم" یہ ہے کہ نہ تو وہ شخص کسی سے جھگڑا کرے اور نہ کوئی اس کے ساتھ جھگڑے۔

وقال الحسین لانہ لم یعشر فیک جفاء الخلق یعنی مطالعة الحق

اور حسینؒ نے فرمایا ہے کہ (صاحب خلق عظیم اس لئے آپ کو فرمایا گیا) کہ آپ میں مشغولیت حق کی وجہ سے جفاء خلق کا کچھ اثر نہیں رہا۔

وقیل الخلق العظیم لباس التقوی والتخلّق باخلاق اللہ اذا لم یبق الاغراض عندہٗ خطرٌ

اور کہا گیا ہے کہ "خُلق عظیم" لباس تقویٰ سے آراستہ ہونے اور الٰہی صفات سے متصف ہونے کا نام ہے اور جبکہ اس کے نزدیک اغراض و خواہشات کی کوئی قدر و قیمت نہ رہے۔

وقال الجنید رحمة اللہ تعالیٰ اجتمع فیہ اربعة اشیاء السخی والالفة والنصیحة والشفقة

اور جُنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "خلق عظیم" میں چار چیزیں جمع ہو گئی ہیں۔ وہ یہ ہیں سخاوت، الفت، نصیحت اور شفقت

ایک دوست نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! سوائے جناب کے محلہ کے کوئی شخص شہر میں رمضان مبارک کا روزہ نہیں رکھتا حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہم کو فرض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اہل شہر کے لئے بھی دعا کرو کہ حق تعالیٰ ان کو ہدایت فرمادیں تاکہ وہ حق تعالیٰ کا فرض ادا کریں۔

نیز فرمایا کہ کلّو نامی ایک شخص لبّہ کے پاس رہا کرتا تھا اور چوری کیا کرتا تھا، ایک رات چوری کرنے کے واسطے ایک کنوئیں پر آیا، کنوئیں کا مالک اپنے بیل سے کہہ رہا تھا اے بیل! ٹھیک ہوجا ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا، کلّو نے جب یہ بات سُنی چوری سے توبہ کی (اللہ کی یاد میں لگ کر) کامل ہوگیا اور واصلین حق میں شامل ہوا۔ اسی طرح مالک دینار قدس سرہٗ ابتدائی زمانہ میں تنبورہ بجایا کرتے تھے، ایک رات سو رہے تھے کہ اپنے تنبورہ سے یہ آواز سُنی "یا مالک الم یأن أن تتوبَ الی اللہ" تنبورہ سے یہ آواز سنتے ہی بستر سے اٹھے اور تنبورہ اور دوسرا مال اسباب راہ خدا میں خرچ کرکے جنگل کا راستہ پکڑا اور واصلین حق میں سے ہوگئے۔

اللھم ارزقنا ھدایۃ کاملۃ آمین یا رب العالمین۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ نیک اعمال جیسے نماز روزہ وغیرہ حق تعالیٰ کی امداد سے پورے ہوتے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک اور بُرے اعمال جیسے زنا، شراب خوری، غیبت اور مردم آزاری وغیرہ بندہ سے نفس و شیطان کی ہمراہی سے صادر ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک یہاں آپ نے یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد فرمائے ؎

نفس وشیطان زد کریما راہِ من | رحمتت باشد شفاعت خواہِ من
نفس وشیطان مے بُرند از راہ ترا | تا بینداز ند اندر چاہ ترا

ایک رات نجم الدین ہندوستانی نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے قبلۂ من! "مارِ عشق" نے مجھے ڈس لیا ہے، اگر آپ وصالِ معشوق کرا دیں تو بہتر ورنہ میں اپنی جان جناب والا کے دروازہ پر ہی فدا کر دوں گا، حضرت قبلہ سلطان العاشقین قدس سرہٗ نے یہ رباعی پڑھی ؎

لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی | فلا طبیب لہا ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت بہ | فعندہٗ رُقیتی و تریاقی

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رباعی کے ترجمہ میں یہ رباعی تصنیف کی ہے:-

بگزید مارِ عشقت جگر کباب مارا | نہ طبیب می شناسد نہ فسونگراں دوا را
مگر آں حبیب دلکش کہ ربود دل ز دستم | بفسونگری در آید بکند علاج مارا

نیز فرمایا کہ "عشق" ایک بلائے عظیم ہے، طرفین کو جلا دیتا ہے۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ میاں حسن علی تب والا نے ہمارے سامنے جام جنیر اور لیلاں کا قصہ بیان کیا کہ یہ دونوں عاشق و معشوق تھے، تقدیرِ الٰہی سے ایک سبب ان کے درمیان حائل ہوا اور دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو گئی، جب کچھ عرصہ کے بعد دونوں کو ملنا نصیب ہوا تو ایک دوسرے کو دیکھتے ہی ہر ایک نے اپنی جان جان آفرین کے حوالہ کر دی۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد ؛ شیخ صنعاں زاہدے را زیر زنّار آورد

نیز فرمایا۔ ہندی :۔

ایہا عشق کیتا جیندے نال اساڈا متھا۔

نیز فرمایا کہ دو عورتوں کی آپس میں دوستی تھی۔ ایک نے دوسری سے پوچھا کہ عشق کس طرح حاصل ہوتا ہے اس نے جواب دیا اگر تو طالب ہوتی تو مجھ سے مشورہ نہ کرتی۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ کسی پر ناراض نہ ہو بلکہ تمام مخلوق کے ساتھ دوستی رکھے، اس موقعہ پر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

حافظا گر وصل خواہی صلح کن باخاص وعام

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

ایک ساتھی نے عرض کیا کہ غریب نواز! ہم سے بغیر آپ کی امداد باطنی کے کوئی کام دین ودنیا کا نہیں ہوسکتا۔ دعا فرمائیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نیک عمل کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ "مقصود دارین" اسی میں منحصر ہے، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں، حق سبحانہ وتعالیٰ ہمارے تمام دوستوں کو ہدایت کاملہ نصیب فرمائیں۔ کیونکہ بغیر ہدایت کے اور کچھ مقصود نہیں ہے۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم آمین یارب العالمین

نیز فرمایا کہ امر نامشروع سے ہمیشہ دُور رہو، اور مثال بیان فرمائی کہ فقیر مانند ایک سفید چادر کے ہوتا ہے جس طرح ایک سفید چادر میں داغ بُرا معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر عیاذاً باللہ فقیر سے کوئی بُرا کام صادر ہو تو وہ زیادہ بُرا ہے۔

بعض لوگوں نے عرض کیا کہ غریب نواز! ہماری معاش کا دارو مدار اسباب ظاہر پر ہے،

ہم نے زراعت کاشت کی تھی، لیکن بندشِ باراں کے سبب خشک ہو گئی ہے حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ اکثر لوگ اسباب پر نظر رکھتے ہیں لیکن ہزاروں میں ایک ایسا بھی ہوتا ہے جو سببِ حقیقی پر نظر رکھتا ہے اور اسباب کو ترک کر دیتا ہے ۔ نیز فرمایا کہ ترکِ اسباب کا یہ مرتبہ ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

اگر ژالہ ہر قطرہ دُر گشتے :: چو خر مہرہ بازار از دُر پُر شدے

ایضاً ؎

کسبِ اسباب ز ہمت پستی است :: ترکِ اسباب ز بالا دستی است

نیز فرمایا کہ جب حق تعالیٰ کسی کو اپنی درگاہ سے دور کر کے مردود بنانا چاہتے ہیں تو نفس و شیطان کا اس پر غلبہ ہوتا ہے اور مرتکب مناہی ہوتا ہے چنانچہ شراب خوری کرتا بھنگ اور چرس پیتا، اور دوسرے غیر مشروع کاموں میں لگ جاتا ہے، نعوذ باللہ من ذالک ۔ اور جب کسی کو اپنی درگاہ کا مقبول و محبوب بناتے ہیں تو اس سے تمام کام نیک ہی صادر ہوتے ہیں۔ کوئی غیر شرعِ کام وہ نہیں کرنے پاتا اور نفس و شیطان بھی اس پر غلبہ نہیں پا سکتے۔ قولہ تعالیٰ :- من یھدی اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

ایک سال حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں صاحبزادہ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ غریب نواز! صادق خان کی ملاقات کے لئے میرے ساتھ تشریف لے چلیے، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ میں صرف جناب کی دلجوئی کے واسطے صادق خان کی ملاقات کے واسطے چلتا ہوں، ورنہ مجھے ملاقات کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ ایک سال حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کی زندگی میں میں ایک دفعہ حضرت قبلہ عالمؒ

کی زیارت کے واسطے جا رہا تھا، اچانک راستے میں ایک شخص نمودار ہوا۔ اور میرے پاس آکر سلام کہا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے سوا اس کی طرف مطلق توجہ نہ کی، اور چل پڑے، دوبارہ اس شخص نے سلسلۂ کلام چھیڑا اور مجھے کہنے لگا کہ میں خضرؑ ہوں اور تم میری طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ میں نے جواب دیا کہ جب سے میں نے اپنے پیر کو دیکھا ہے مجھے خضرؑ کی کوئی حاجت نہیں رہی ؎

خضرؑ چہ گوئم کہ چو خضرش ہزار
بود ز سرچشمۂ او جرعہ خوار

نیز صاحبزادہ مذکور نے عرض کیا کہ (نواب مذکور کے پاس) آمد و رفت کے بغیر ہمارا گذارہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ غریب نواز! اگر آپ اپنے گھر میں سکون و آرام سے رہتے تو تمام مخلوقات آپ کے دروازہ پر حاضر ہو کر قدم بوسی کرتی۔ نیز صاحبزادہ مذکور سے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالمؒ نے ہم پر بہت مہربانی، عنایت اور احسان فرمایا ہے کہ ہم کو کونین کی بادشاہی عطا فرما دی ہے، ہمارے دوسرے بھائی بند اپنی معاش کے واسطے زیتون کی لکڑیاں کاٹ کر بیچتے ہیں اور اس طرح اپنی روزی حاصل کرتے ہیں۔

ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! یہاں کچھ لوگ نیک ہیں اور کچھ بُرے ہیں، جواب میں فرمایا کہ سب نیک ہیں کوئی بُرا نہیں۔

نظم

در رہِ نیک و بد افگن خود را ؎ سر نہ آنجا کہ ہمہ پائے نہند

مرد سرکش زہنرہا عاریست ❊ پشت خم خاصیت پُر باریست
شاخِ بے میوہ کشد سر بقیام ❊ شاخ پر میوہ شود خم بہ سلام

ایک روز حبیب اللہ خان ملتانی حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں تین تکیئے روئی سے بھروا کر لے آیا اور عرض کیا کہ ایک تکیہ پیٹھ مبارک کے لئے اور دو تکیئے زانو مل کے لئے ہیں، نیز ایک روئی دار سوزنی بھی پیش کی، حضرت قبلہؒ نے چاروں مذکورہ چیزوں کو بالکل قبول نہ فرمایا، لیکن صرف ایک سوزنی جس میں روئی نہیں تھی، قبول فرمائی اور اس پر جلوہ افروز ہوئے ــ چونکہ کمال عشق الٰہی کی وجہ سے بے شمار عبادت، زہد اور ریاضت اختیار کرنے کے سبب آپ کے دونوں پاؤں خستہ ہو گئے تھے، اس لئے درد کی وجہ سے بوریا پر آپ نہیں بیٹھ سکتے تھے، لیکن فرائض، سُنن اور نوافل ادا کرتے وقت آپ سوزنی مذکور نیچے بچھا لیتے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے پھر دو زانو ہو بیٹھتے ــ

نظم

عشق نے کارِ جہاں ساختن است ❊ بل ہمہ نقدِ جہاں باختن است
عشق نے دلق لِقا دوختن است ❊ بلکہ با داغِ فنا سوختن است
عاشق آں داں کہ زخود باز رہد ❊ نغمۂ ترکِ خودی ساز دہد
نہ رہِ دولت دنیا سپرد ❊ نہ سوئے نعمتِ عقبیٰ نگرد
قبلۂ حاجت او دوست بود ❊ ہر چہ جز دوست ہمہ پوست بود

ــــ اور حضرت قبلہؒ نے تینوں تکیئے اور سوزنی قبول نہ فرمائی اس لئے کہ تمام درویش

قدر ضروری پر اکتفاء کرتے ہیں چنانچہ عوارف شریف میں آیا ہے کہ ابو یزید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب فوت ہوئے تو آپ نے صرف ایک کرتہ اپنے پیچھے چھوڑا اور وہ بھی کسی سے عاریتہ لیا گیا تھا۔ چنانچہ مالک کو واپس کر دیا گیا اور شیخ حماد رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ مستعار کپڑا پہنتے حتیٰ کہ کبھی آپ نے اپنی ملکیت کا کوئی کپڑا نہیں پہنا۔ اور کہا گیا ہے کہ جب حضرت ابن کرنیؒ جو کہ حضرت جنیدؒ کے استاد تھے فوت ہوئے تو آپ کی گدڑی کا وزن کیا گیا تو پیوندوں سمیت اس کا وزن ساڑھے چھ سیر ہوا اور حضرت ابو حفص حداد رحمتہ اللہ علیہ رات کا لباس پہنتے اور آپ کے گھر میں کنکریاں بچھائی گئی تھیں اور غالباً آپ انہیں کنکریوں پر بغیر فرش بچھائے سو جاتے، اور اصحابِ صُفّہ کی قوم اس بات کو ناپسند کرتی تھی کہ ان کے جسم اور زمین کے درمیان کوئی اور چیز حائل ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جس کسی نے اچھا لباس پہننا ترک کیا حالانکہ وہ اس پر قادر رہے تو حق تعالیٰ اس کو جنّت کے حُلّے پہنائیں گے۔ اور کہا گیا ہے کہ جب حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہٗ فوت ہوئے تو آپ کے کپڑوں میں چالیس پیوند پائے گئے۔ حالانکہ آپ کی بخشش چار ہزار تک تھی، اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "اپنے دلوں کو منوّر کرو لباسِ تصوّف سے کیونکہ یہ دنیا میں باعثِ قدر و منزلت ہے اور آخرت میں نور ہے اور خبردار اپنے دین کو لوگوں کی تعریف و ثناء سے خراب نہ کر لینا"۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے پاس دنیا کو جمع نہ ہونے دے، کیونکہ اگر ایک روپیہ بھی اپنے پاس رکھے گا اور حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا تو بیس تولہ اس کا دین کم ہو جائے گا کیونکہ ایک روپیہ ایک تولہ کا ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذالک،

اس قسم کے دشمن کو اپنے سے دُور ہی رکھنا چاہیئے۔

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ کی خدمت میں گیارہ سو روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے اسی وقت مبلغ مذکور علماء، فقراء، بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا، صرف ایک روپیہ بھولے سے آپ کی جیب میں رہ گیا، جب صبح ہوئی تو آپ نے اپنے خادم اکرم کو بلایا اور فرمایا کہ آج رات مجھے نیند نہیں آئی کیونکہ ایک روپیہ میری جیب میں رہ گیا تھا۔ چنانچہ روپیہ جیب سے نکال کر خادم کے حوالہ کیا۔

نیز حضرت قبلہؒ کوئی چیز طرح طرح کے میووں اور رنگارنگ کی چیزوں میں سے جو کہ لوگ آپ کی خدمت میں پیش کرتے، تناول نہ فرماتے بلکہ صاحبزادگان مہاروی زادہم اللہ شرفاً وعزاً اور دوسرے لوگوں کو عطا فرما دیتے اور خود جمال الٰہی کے نظارہ میں مستغرق رہتے، چنانچہ نماز کی رکعتوں کی تعداد جمعہ کے روز خادم سے پوچھ کر معلوم کرتے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص گندم کی سوداگری اس نیت سے کرے کہ غلّہ کو گرانی کے وقت گراں قیمت پر فروخت کروں گا، تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ کام شریعت میں ممنوع ہے بلکہ جو کوئی ایسی نیّت رکھتا ہے آخر کار خراب و ذلیل ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذالک ۔۔۔ ایسے کام سے دُور رہنا چاہیئے کیونکہ شریعت میں منع ہے۔

نیز فرمایا کہ انسان کی حقیقت و اصلیت بغیر معاملہ کے معلوم نہیں ہو سکتی کہ آیا نیک ہے یا بُرا ہے اور یہ حدیث شریف بیان فرمائی :- اَلْمَرْءُ یُعْرَفُ بِالْمُعَامَلَۃِ

قطعہ

توان شناخت بیک روز از شمائل مرد ✽ کہ تا کجاش رسیدہ است پایگاہ علوم
ولی ز باطنش ایمن مباش و غرّہ مشو ✽ کہ خبث نفس نگردد بہ سالہا معلوم

نیز فرمایا کہ بڑھئی کو لکڑی کی حقیقت کاٹتے وقت معلوم ہوتی ہے کہ اندر سے کھوکھلی ہے یا پُر ہے بغیر تراشے اسے ہرگز کچھ معلوم نہیں ہو سکتا، اسی طرح آدمی کی ماہیت معاملہ کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی کہ آیا کامل ہے یا ناقص۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی کہے کہ میرے فلاں معاملہ کے گواہ بنو تو اس بات کو ہرگز منظور نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس بات میں خواری ہے اس سے دُور رہنا چاہیئے اور "سلامتی دارین" دنیاوی معاملات سے دُور رہنے ہی میں ہے اور دنیاوی معاملات میں پڑنا سراسر دین کا نقصان کرنا ہے۔ اس وجہ سے اہل اللہ دنیاوی معاملات کو چھوڑ کر دین کا کام اختیار کئے ہوئے ہیں ۔۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اہل اللہ کی متابعت میں کوشش کرنا چاہیئے اور دین کو اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ جو کوئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور اہل اللہ کے خلاف چلتا ہے اس کا نور ایمان سلب کر لیا جاتا ہے نعوذ باللہ من ذالک ۔۔۔ جیسا کہ حضرت محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رویم رضی اللہ عنہٗ کا قول فتوحات مکی میں نقل فرمایا ہے" کہ جو شخص صوفیاء کے پاس بیٹھا اور ان سے اس امر میں مخالفت کی جس کی تحقیق وہ کر چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل سے نور ایمان نکال لیا۔"

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے زمانہ میں درویشوں کے درمیان بہت محبت تھی اور نہایت اخلاق سے ایک دوسرے کے ساتھ پیش آتے تھے، چنانچہ میں ایک مسجد میں رہا کرتا تھا اور مسجد کے ایک گوشہ میں پشمینہ کا ایک کمبل ڈالا ہوا تھا (اسی میں پڑا رہتا) - ایک دفعہ دو آدمی پشاور سے مالائیں فروخت کرنے کے واسطے آئے، انہوں نے بھی مسجد میں سکونت اختیار کی، رات کو سوتے وقت اگر وہ ہمارے کمبل پر سو جاتے تو ہم زمین پر سو جاتے۔

نظم

ہر کہ خُلق از خُلق او خوشنود نیست
ہیچ قدرش بر درِ معبود نیست
خوئے بد در تن بلائے جاں بود
مردمِ بدخو نہ از انساں بود

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ عبدالشکور بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے تمہید میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ کو "خالقِ خنزیر" نہ کہنا چاہیئے کہ ادب اسی میں ہے اگرچہ درحقیقت خنزیر کا خالق بھی وہی ہے جیسا کہ حضرت آدم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے ادب کو نگاہ رکھا اور کہا رَبَّنا ظلمنا انفسنا۔ الخ پس درگاہِ رب العالمین کے مقبول و محبوب ہوئے اور ابلیس ملعون نے گستاخی کی اور کہنے لگا ربِّ بما اغویتنیؔ پس اُس جناب کا مردود ہوا۔ نعوذ باللہ من ترک الادب

نیز فرمایا الشریعۃ کلھا ادبٌ شریعت تمام ادب ہے اسی طرح التصوّف کلّہٗ ادبٌ تصوّف بھی سارے کا سارا ادب ہے۔

بیت

از خدا خواہیم توفیق ادب ؏ بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

نیز فرمایا کہ ایک بزرگ نے ابلیس کو دیکھا کہ جنگل میں بیٹھا ہے اور اس طرح رو رہا ہے کہ گویا کہ اس کی آنکھوں سے پانی کی ندیاں بہہ رہی ہیں، بزرگ نے پوچھا کہ کیوں گریہ زاری کر رہے ہو ابلیس نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنی درگاہ کا مردود بنا دیا۔

اس لئے گریہ وزاری کر رہا ہوں، اس بزرگ نے کہا کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کو سجدہ کرو تاکہ پھر حق تعالیٰ تم کو اپنی درگاہ کا مقبول بنا لیویں، ابلیس ملعون نے جواب دیا کہ جب میں نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ان کو سجدہ نہ کیا تو اب مجھے شرم آتی ہے کہ ان کی قبر کو سجدہ کروں۔

نیز فرمایا کہ ہر جگہ اسماء الٰہی کا ظہور ہو رہا ہے مثلاً اگر کسی مومن کو کہا جائے کہ تمہیں دس ہزار روپیہ دیں گے تم کافر ہو جاؤ نعوذ باللہ من ذالک، وہ ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ مظہر اسم "ہادی" ہے اور "اسم ہادی" مومن کو کفر کی طرف نہیں جانے دیتا ـــ اور اگر کسی کافر سے کہا جائے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ تم کو دس ہزار روپیہ دیا جائیگا کافر ہرگز مسلمان نہ ہوگا کیونکہ کافر مظہر اسم "مضل" ہے، اسم "مضل" اس کو اسلام کی طرف نہیں آنے دیتا۔

نظم

قبطی و سبطی ہمہ بندۂ تواند ؎ عاجز امرت توانا و مستمند

اے دعا از تو اجابت ہم ز تو ؎ ایمنی از تو مہابت ہم ز تو

ایک رات نجم الحق نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نوازا دعا فرمایئے تاکہ مجھے "وصال معشوق" نصیب ہو، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ابھی تمہارا عشق خام ہے جب تمہارا عشق پختہ ہو جائے گا تمہارا معشوق خود تم پر عاشق ہو جائے گا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

بہ صدق آں کس کہ زد در عاشقی گام

بہ معشوقی بر آمد آخرش نام

نیز فرمایا کہ ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ بعدہٗ ان کے درمیان جدائی واقع ہو گئی، ایک سال کے بعد ان کا ملنا ہوا جب انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو دیکھتے ہی دونوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔

نیز فرمایا کہ تمام دواوین میں سے دیوان حافظ بہت مؤثر ہے — اور فرمایا کہ حافظ شیرازیؒ نے مسئلہ وحدت وجود کو صوفیہ کی اصطلاحات کے پردہ میں بیان کیا ہے اصطلاحات صوفیہ کے جانے بغیر حافظ کا کلام سمجھ میں نہیں آسکتا — نیز فرمایا کہ بلّا شاہؒ شمشیر برہنہ کی مانند ہیں کہ انہوں نے مسئلہ وحدت وجود کو بے پردہ بیان کیا ہے، دوسرے عارفین نے مسئلہ مذکور کو عربی یا فارسی زبان میں بیان کیا ہے لیکن بُلّا شاہ نے ہندی میں بیان کیا ہے -

---

ایک روز حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ظہر کے وقت ایک چور حجرہ میں داخل ہو کر قرآن مجید کے نسخے چوری کر کے لے گیا ہے کیونکہ ایک درویش نماز پڑھنے کے واسطے مسجد میں گیا اور اس نے حجرہ کا دروازہ بند نہیں کیا تھا، جب آپ نے یہ خبر سُنی تو ارشاد فرمایا کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا اتنا خوف ہوتا تھا کہ وہ کم از کم قرآن شریف اور کتابوں کی چوری نہیں کرتے تھے — نیز فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ لوگ بد مذہب ہو جائیں گے اور کافروں کا غلبہ ہو گا حتیٰ کہ بیت اللہ شریف میں بُت رکھے جائیں گے اور قبیلہ اوس کی عورتیں بتوں کے سامنے ناچ کود کریں گی، بعدہٗ حق تعالیٰ عزوجل کے حکم سے فرشتے کعبۃ اللہ کو زمین سے اُٹھا کر آسمان پر لے جائیں گے۔

نیز فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جبکہ زمین پر کوئی شخص اللہ کا نام پاک لینے والا نہیں ہوگا۔

ایک رات ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت قبلہ عالم مہاروی کا پہلا عرس اپنے وطن کوہ درگ میں کیا تھا، سولہ دنبے پانچ پانچ روپیہ میں خرید کر ذبح کئے گئے اور جب پکائے گئے تو ایک ایک دنبہ سو سو پہاڑی آدمیوں کو دیا گیا کیونکہ ہندوستانی سو آدمی ایک دنبہ کو نہیں کھا سکتے تھے۔ اس لئے کہ بہت فربہ تھے، اس قدر فربہ تھے کہ چل نہیں سکتے تھے، چارپائیوں پر لاد کر ان کو لایا گیا۔ اس کے بعد کے تمام اعراس تقریباً پچاس سال یا اس سے بھی زائد مدت میں ہم نے خانقاہ شریف پر کئے۔ نیز فرمایا کہ صحرائے بورہ کے علاقہ میں گوسفندوں کی بہت قیمت ہوتی ہے چنانچہ ایک ایک دُنبہ بارہ بارہ روپیہ میں فروخت ہوتا ہے۔

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں چند تازہ پھول پیش کئے، حضرت قبلہؒ نے پھولوں پر نظر ڈالی اور یہ شعر زبان دُرافشاں سے ارشاد فرمایا ؎

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ☆ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

نیز یہ شعر پڑھا ؎

نام و نشانت نہ و دامن کشاں ☆ مے گزری بر ہمہ نام و نشاں

نیز یہ مصرعہ فرمایا ع :-

در پردہ عیاں باشم و بے پردہ نہاں

نیز یہ مصرعہ زبان گوہر فشاں سے ادا فرمایا ع حکیم سخن بر زباں آفریں

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولوی سلطان محمود خان بیلہ والا نے بہت دنیا جمع کی تھی، ان کی وفات کے بعد اُن کے عزیز و اقارب آپس میں جھگڑنے لگے، مولوی مذکور کی جمع کردہ دنیا اُن سب کی خرابی کا باعث بن گئی۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے کتاب احیاء العلوم کی تعلیم کے دوران میں یہ عبارت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔

جس نے رحمت وخوشحالی کی امید رکھی توبہ کے ساتھ اس نے پالی اور جس نے رحمت کی امید رکھی بغیر توبہ کے وہ حد سے بڑھنے والا ہے۔	من اراد الرّاح مع التوبة فهو مدرك ومن اراد الرحمة بلا توبة فهو مسرف

نیز فرمایا کہ العالم بلا عمل کالجاہل۔ عالم بغیر عمل کے جاہل کی مانند ہے۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں نواب عبدالجبار خان نواب ڈیرہ غازی خان نے عرض کیا کہ غریب نواز! درویشوں کے خرچہ کے واسطے شہر چھابری بطور جاگیر کے قبول فرما دیں، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا کہ ہم یہ جاگیر نہیں لے سکتے کیونکہ ہمارے پیروں اور مشائخ کی سنت کے خلاف ہے، ہم اس کو ہرگز قبول نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے بھی جاگیریں لینا قبول نہیں کیا، بعض لوگوں نے عرض کیا کہ صاحبزادہ گل محمد صاحب کے لئے جاگیر لے لیویں۔ فرمایا کہ گل محمد کو بھی اس کی ضرورت نہیں ہے اگر درویشوں کی جوتیاں سیدھی کرے گا تو مقربین اس کی خدمت کریں گے۔

ایک روز حضرت قبلہؒ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! ہم فقیر لوگ دنیا میں معاش کے لئے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں، قیامت کے روز ہمارا کیا حال ہوگا، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ فقراء تو انگروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک رات حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ایک درویش کا مال چور چرا کر لے گئے، اُس درویش نے چوروں سے مال طلب کیا لیکن چوروں نے انکار کیا، درویش نے ان کے لئے بد دعا کی کہ تم کو چیونٹیاں کھائیں گی، اس کے بعد وہ چور جہاں بیٹھتے چیونٹیاں ان کے گرد جمع ہو جاتیں، حتیٰ کہ ان کو ہلاک کر دیا۔

نیز فرمایا کہ ایک شخص کو کسی نے کچھ تکلیف پہنچائی، اس نے تنگ دل ہو کر کہا کہ تجھے مکھیاں ہلاک کریں، چنانچہ اسی طرح ہوا کہ اس شخص کو مکھیوں نے ہلاک کر دیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ افضل الناس انبیاء اور اولیاء ہیں جنہوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اور حق تعالیٰ کی یاد کو حق تعالیٰ ہی کے لئے اختیار کیا ہے نہ کہ کسی اور غرض کے واسطے۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے کتاب "سلک سلوک" کا مطالعہ کیا ہے۔ اُس میں آدمی کی جو صفات مذکور ہیں ان میں سے میں کوئی بھی اپنے میں نہیں پاتا۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آدمی ہونا بہت مشکل ہے، نیز یہ بیت ارشاد فرمایا ؎

آدمی آں است کہ دینے درست ؏ محو گماں کردہ یقینے درست

نیز ایک شخص نے عرض کیا کہ امداد فرمائیں تاکہ میں اپنے آپ کو پہچان سکوں، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ نفس کا پہچاننا بہت مشکل ہے، بعدہٗ یہ حدیث شریف زبان گوہر فشاں سے بیان فرمائی۔

من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ رد؟ا نام ہندو متو خان کے کارداروں میں سے تھا، اس نے ہمارے سامنے بیان کیا کہ میری ایک کسان کے ساتھ دشمنی تھی، میں نے اپنے ایک آشنا سے کہا کہ جب فلاں کسان اپنی زراعت میں سے گھاس لے آوے تو تم خفیہ طور پر گھاس کے گٹھے میں چند خوشے چھپا دینا (تاکہ اسے چور ثابت کیا جا سکے) اس شخص نے اسی طرح کیا، جب وہ کسان گھاس اپنے گھر کے قریب لے آیا تو شخص مذکور نے اس کی تلاشی لی۔ لیکن اس کی گھاس میں سے کوئی خوشہ برآمد نہ ہوا۔ اسی طرح تین روز تک اس کے ساتھ کیا گیا، لیکن کوئی خوشہ گھاس میں سے برآمد نہ ہو سکا۔ جب کہ حق تعالیٰ خود اس کے حافظ و ناصر اور ستار تھے۔ ہمارا کوئی فریب اس کے ساتھ نہ چل سکا۔ اس کے بعد ردیا مذکور کہنے لگا کہ میں نے جب سے یہ معاملہ دیکھا ہے لوگوں کے ساتھ دشمنی کرنے سے توبہ کر لی ہے۔

نیز فرمایا کہ ایک شخص پر اس کے دشمن نے اٹھارہ دفعہ تفنگ کے ساتھ حملہ کیا، لیکن چونکہ حق تعالیٰ اس کے محافظ تھے۔ اس کو موت سے بچا لیا۔

نیز حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ روزی کے واسطے بہت زیادہ دوڑ

دھوپ نہ کرنی چاہیئے کیونکہ جس قدر روزی حق تعالیٰ نے کسی کی قسمت میں لکھ دی ہے وہ بغیر کسب وسعی کے اس کو پہنچا دیتا ہے، اس کے واسطے مضطر و پریشان نہ ہونا چاہیئے کیونکہ رزاق مطلق اسی کی ذات پاک ہے، تمام مخلوقات کو وہی روزی پہنچاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

وَمَا مِن دَابَّۃٍ فِی الارضِ اِلَّا علی اللّٰہ رزقہا
کوئی اس زمین پر چلنے والا ایسا نہیں جس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو۔

ضامن روزئ تو روزی رساں ٭ دیدۂ کو رتو بہ سوئے خساں

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے ایک بدشکل عورت اُن کے سامنے آئی، انہوں نے پوچھا تم کون ہو، بڑھیا نے جواب دیا کہ میں دنیا ہوں، اس بزرگ نے فرمایا کہ تو اس قدر بدشکل ہے تجھے لوگ کیوں دوست رکھتے ہیں۔ دنیا نے جواب دیا کہ میں اپنے طالبوں کو اچھی صورت بنا کر دکھاتی ہوں، لیکن جو کوئی میرا طالب نہ ہو میں اس کی نظر میں بہت بدصورت معلوم ہوتی ہوں، وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے اور مجھے قبول نہیں کرتا۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! جب جنگ ہوتی ہے بہت لوگ مارے جاتے ہیں۔ کیا اس وقت حق سبحانہ وتعالیٰ تماشا دیکھتے ہیں، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا ہندی :-

اساڈا مرن تساڈا ہاسا ٭ کنڈھے اوتے ویکھ کھلو تماشا

نیز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے سامنے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میری بیوی لوگوں کے ساتھ فریب کرتی ہے اور غلہ میں مٹی ملا کر فروخت کرتی ہے، حضرت قبلہ

قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اُس عورت کو اپنے ایمان کے چلے جانے کا کوئی خوف نہیں ہے؟ اگر اس کو اپنے ایمان کا خیال ہوتا تو ہرگز لوگوں کے ساتھ دھوکا نہ کرتی۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک عورت دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتی تھی، اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں اس کی پیشانی کے بالوں کے ساتھ جکڑے گئے، اس کے بال زنجیر کی طرح سخت ہوگئے اور کاٹنے سے کسی چیز سے کاٹے نہ جا سکے۔ آخر اسی طرح لوگوں نے اس کو قبر میں دفن کر دیا۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے زبان دُرافشاں سے فرمایا کہ حق سبحانہٗ عمل صالح نصیب فرمائیں۔ نیز فرمایا کہ جو کتابیں بد مذہبوں نے تصنیف کی ہیں جیسا کہ معتزلی، خارجی، وہابی اور رافضی وغیرہ ان کو نہیں پڑھنا چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے باطل فرقوں کی کتابوں کا پڑھنا بھی ممنوع ہے، چنانچہ کتاب فوائد الفوائد میں آیا ہے کہ مخدوم بہاؤ الدین قدس سرہٗ نے اپنے بیٹے کو اُس کتاب کے پڑھنے سے منع فرما دیا تھا جس کا مصنف ایک معتزلی تھا

نیز فرمایا کہ جب سالک کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ رات دن کی روزی بغیر سوال کے اور بغیر کسی کی احتیاج کے نصیب فرمائیں، تو چاہیئے کہ اس کا شکر بجالائے کہ اس نے اپنے غیر کے دروازہ کا محتاج نہ کیا۔

نیز فرمایا کہ ایک روز حضرت سید جلال الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں ان کے خادم نے آکر اطلاع دی کہ آج صرف ایک شخص نے ایک پیسہ آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں آئی، سید مذکور نے خادم کو کہا کہ حق تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیئے کہ اس نے ایک شخص کے ذریعہ ایک پیسہ ہمارے پاس پہنچایا نہ کہ

اس نے ہم کو ایک پیسہ کے واسطے غیر کے دروازہ کا محتاج بنایا۔

ابیات

آں کہ شیراں را کند روباہ مزاج :: احتیاج است احتیاج است احتیاج
آں کہ شیراں را کند روباہ کے شوند :: احتیاج خود بہ پیش کہ برند

کاتب حروف (مؤلف ملفوظات) اپنے شیخ کی خدمت میں کتاب "فتوحات مکی" پڑھ رہا تھا جب اس آیت پر پہنچے وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْد تو ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان حق تعالیٰ کو ظالم کہے تو کافر ہو جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

جب اس آیت پر پہنچے لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَار تو فرمایا کہ ذات حق کا ادراک باعتبار کُنہ کے محال ہے۔ کیونکہ "کنہ ذات" کا ادراک کوئی ولی اور نبی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ کشکول شریف میں آیا ہے لایُدرکہٗ نبیٌّ ولا ولیٌّ" نیز حافظ شیرازیؒ نے فرمایا ہے ؎

عنقا شکارِ کس نہ شود دام باز چیں
کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

یہاں عنقا سے مراد ذاتِ مطلق ہے باعتبار مرتبہ لاتعین کے، جب مرتبہ لاتعین سے مرتبہ تعین میں نزول وظہور ہوتا ہے اس وقت وہ ذات باعتبار اسماء وصفات کے مُدرک ومشہور ہوتی ہے نہ کہ باعتبار "کُنہ ذات" کے۔

ایک روز قاضی نور محمد نے عرض کیا دعا فرمائیں باران رحمت نازل فرمائیں، آپ نے دعا فرما کر یہ شعر پڑھا ؎

قاضی ار با ما نشنید برفشاند دست را
محتسب گر مے خورد معذور دارد مست را

نیز فرمایا کہ جب مسلمان کافروں کی نوکری کرتا ہے تو روٹی کے واسطے اپنے ایمان اور اپنی جان کو برباد کر دیتا ہے اس پر یہ شعر پڑھا ے

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد ؛ کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

نیز فرمایا کہ مسلمان کافروں کی نوکری کیوں کریں حالانکہ کتبِ فقہ میں آیا ہے کہ "معین ظالم" کا خون مباح ہے اور "معین کافر" اگر مسلمان کے ہاتھ سے مارا جائے تو مردود ہووے نعوذ باللہ من ذالک ۔ اور اگر مسلمان اس کے ہاتھ سے مارا جاوے تو شہید ہووے اور اگر مسلمان اس کو مار دے تو غازی کہلائے اور غازیوں کا ثواب پائے۔

ایک روز لوگوں نے خدمت مبارک میں عرض کیا کہ غریب نواز! دو درویش صائم الدہر ہیں۔ ایک میاں غلام محمد اور دوسرا علی خان، حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اُن کو اور زیادہ توفیق دیں۔

ایک روز حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک غیر محرم عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اہلکاروں نے پکڑ کر اسے قید کر دیا ہے اور اب اس سے جرمانہ طلب کرتے ہیں، جب حضرت قبلہؒ نے یہ خبر سُنی تو فرمایا کہ جب بندہ سے حق تعالیٰ اپنا ہاتھ اٹھا لیتے ہیں تو اس پر قہر نازل فرماتے ہیں، اس طرح کہ شیطان اس پر غالب آجاتا ہے اور اس کو مناہی کا مرتکب بناتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک ـــ اور جب حق تعالیٰ کسی بندہ سے حفاظت کا ہاتھ نہیں اٹھاتے، ہرگز اُس پر نفس و شیطان غالب و قادر نہیں ہو سکتے، اس لئے ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ اپنا

دستِ کرم نہ اٹھائیں اور اپنے فضل کے زیر سایہ رکھیں تاکہ نفس و شیطان کا غلبہ نہ ہو سکے ؎

تا نہ فضلت دستگیرِ ما شود :: وائے بر ما زانکہ رسوائی شود

ایک شخص خدا یاد تھا، اس سے ایک بُرا کام ہو گیا، آپ کو خبر دی گئی کہ فلاں شخص مرتکبِ مناہی ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ اگر خدا کا قہر اس پر نازل نہ ہوتا ایسا بُرا فعل اس سے سرزد نہ ہوتا۔ ع

الامان یا الامان یا الامان

نیز فرمایا کہ بخش نامی لنگاری نے ہندی میں کیا خوب کہا ہے :-

ہندی

آکھے بخش لنگاری :: جو کہیں کینی ہے زاری

لگا تیر وہیندا کاری :: میں اوگن ہاری

پردہ کجیں تو میرا سائیں

نیز فرمایا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را :: ہر زماں از غیب جانے دیگر است

نیز فرمایا ؎

نظم

بادشاہا جُرم ما را در گزار :: ما گنہگاریم و تو آمرزگار

تو نکو کاری و ما بد کردہ ایم :: جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم

نیز فرمایا کہ صحت بدنی تمام دنیاوی نعمتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ دینی و دنیاوی کاموں کا دار و مدار صحتِ بدنی پر ہے، پھر فرمایا ؎

چرا نالد کسے از تنگ دستی :: کہ گنجِ بیکراں است تندرستی

اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک بادشاہ کو حبس بول کی بیماری لاحق ہوئی، بہتیرا علاج کیا گیا کیونکہ کسی دوا سے کچھ فائدہ نہ ہوا، بعدازاں ایک بزرگ کے پاس آیا اور دعا کی درخواست کی، انہوں نے فرمایا کہ تم مجھے اپنا سارا ملک اور ساری بادشاہت دینے کی دستاویز لکھ دو تاکہ میں تمہارے واسطے دعا کروں کہ حق تعالیٰ تم کو صحت کاملہ نصیب فرمائیں، بادشاہ نے تعمیلِ حکم کی اور اُن بزرگ کی دعا سے صحت یاب ہو گیا، اس کے بعد اُس بزرگ نے وہ دستاویز بادشاہ کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ میں نے یہ معاملہ اس لئے تمہارے ساتھ کیا ہے تاکہ تجھے جتلا دوں کہ دنیا کے ملک کی بادشاہی بیکار ہے، اس کی قیمت تمہارے پیشاب سے زیادہ نہیں ہے — اور ساری دنیا کی مدت صرف ایک ساعت ہے — نیز حدیث شریف میں آیا ہے

الدنیا ساعۃٌ ولیس فیہا راحۃٌ فاجعل فیہا طاعۃً

دنیا ایک ساعت ہے، اس میں راحت نہیں ہے، پس اس میں طاعت کر لے۔
— دنیا مُردار ہے، حق سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں ہے، اسی وجہ سے انبیاء اور اولیاء نے اس کو اختیار نہیں کیا۔

مثنوی

ترک ایں شرب ار بگوئی یک دو روز :: تا کنی اندر شراب خلد پوز

یک دو روزے چہ کہ دنیا ساعت است :: ہر کہ ترکش کرد اندر راحت است

معنیٔ "التّرک راحت" گوش کن :: بعد ازاں جام لقا را نوش کن

بر سگاں بگزار ایں مردار را :: خود بشکن شیشۂ پندار را

فرمایا الدنیا جیفتہ وطالبها کلاب ۔ دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کُتّے ہیں ۔

نیز فرمایا کہ جب دُنیا زیادہ ہوتی ہے تو آدمی غمناک دخوار ہوتا ہے چنانچہ پٹھانوں کی زبان میں کہتے ہیں :- " دنیا دار خدائی خوار " ۔ نیز حضرت نظام الدین گنجوی فرماتے ہیں ؎

فراواں خزانہ فراواں غم است :: کہ اندوہ آں را کہ دنیا کم است

نیز فرمایا جس کسی کو کوئی مشکل پیش آئے وہ یوں کہے کہ اے خداوندا ! نیک مردوں اور نیک عورتوں کے طفیل میری مشکل آسان فرما، حق تعالیٰ اس کی مشکل آسان فرمائیں گے ۔
نیز فرمایا کہ نیک عورتیں بہت قلیل ہوتی ہیں ۔

ایک سال بارش برسنا بند ہوگئی، لوگوں نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں دُعا کے واسطے بہت عاجزی اور زاری کی، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ نیک اور نمازی عورتیں نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد جمع ہو کر دعا کریں، حق سبحانہ وتعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائیں گے، چنانچہ اسی طرح کیا گیا، بارانِ رحمت نازل ہوئی،

نیز فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بیوہ عورتوں کے گھر جا کر ان سے دعا کرواتے جیسا کہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

بردرِ بیوہ زن رفتے رسولؐ :: کہ دعا کن تا شود احمد قبول

نیز فرمایا کہ سالک کے لئے صحبت بد سے بچ کر صحبتِ صالح کا اختیار کرنا بہتر ہے چنانچہ نفحات الانس میں آیا ہے کہ مریدوں کے واسطے سب سے زیادہ فائدہ مند چیز صحبت صالح اور صالحین کا اقتداء ہے افعال و اخلاق میں، اور خدا تعالیٰ کے دوستوں کی

قبروں کی زیارت کرنا اور اپنے یاروں اور فقیروں کے ساتھ قیام کرنا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا ؎

خدا را اے رقیب امشب زمانے دیدہ برہم نہ
کہ من بالعل شیریں نیش نہانی یک سخن دارم

نیز بارہا یہ سخن آپ کی زبان مبارک پر آتے۔ ہندی :-

تارے بھی صحبت نے بوڑے دی صحبت

یعنی صالحین کی صحبت خدا تک پہنچاتی ہے اور بروں کی صحبت وصولِ حق سے باز رکھتی ہے۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی شخص چوری کرے اور مال مسروقہ کو نفع کی چیز سمجھے تو وہ غلطی پر ہے ، حقیقت میں وہ چیز نقصان کی چیز ہے ، جیسا کہ مثنوی شریف میں آیا ہے کہ چور جب کسی کی چیز لے جاتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ میں نے شکار مارا اور غنی ہو گیا اور یہ نہیں جانتا کہ وہ کانٹے کو پھول ، زہر کو تریاق ، سانپ کو خزانہ ، صدف کو گوہر اور شراب کو پانی سمجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے کیونکہ اُس نے دشمنِ جان کو اپنا دوست خیال کیا

کقولہ تعالیٰ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ ؎
گر برو مالت عدوے پر فنے ۔ راہزن را بردہ باشد راہزنے

فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضرت شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرتا کہ میرے واسطے فلاں امیر کو سفارش نامہ لکھ دیجئے ، تو حضرت گنج شکرؒ صرف یہ عبارت لکھ کر دے دیتے۔

ان تعطی شیئاً فالمعطی ھو اللہ	اگر تم اسے کچھ عطا کرو گے تو حقیقت میں

وانت المشکور، وان لم تعط شیئًا فانما مانع هو الله وانت المعذور۔	دینے والا اللہ ہے اور تمہارا شکریہ ادا کیا جائے گا، اور اگر تم کوئی چیز نہیں دوگے تو حقیقت میں روکنے والا اللہ ہے اور تم معذور ہوگے

—— اور آج کل سفارش ناموں میں بہت لمبی چوڑی عبارتیں لکھی جاتی ہیں۔

نیز فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے اکثر اسماء لطیف ہیں، ہمیشہ مخلوقات پر احسان و لطف فرماتے ہیں۔ لبعض اسماء قہریہ ہیں، وہ کافروں کے حق میں وارد ہیں نہ کہ مومنوں کے حق میں اور حق تعالیٰ جمال کو دوست رکھتے ہیں انّ اللہ جمیلٌ ویحب الجمال

نیز فرمایا کہ عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ عشق بازی کرنا ایک بلائے عظیم ہے اس سے دور رہنا چاہیئے، چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ جو کوئی "صورت" میں پھنسا ہوا ہے وہ "حقیقت بے صورت" سے محجوب ہے۔ فقد خسر خسرانا مبینا

رباعی

نے مال نہ اعمال نہ دنیا و دین ؛ نے لامعۂ صدق نہ انوار یقین

در ہر دو جہاں منفعل و خوار و حزیں ؛ البتہ زمانے نبود بدتر ازین

نیز فرمایا کہ نماز روزہ ہم سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ادا ہوتا ہے اور دنیادار لوگ نمازوں کو ترک کرکے اور ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ کر اس سعادت سے محروم رہتے ہیں، حالانکہ ان کو اتنی طاقت اور دنیاوی فراخی حاصل ہوتی ہے کہ وہ موسم گرما کو سرما میں اور سرما کو گرما میں تبدیل کر سکتے ہیں کیونکہ دنیاوی مال و متاع کے ساتھ سب کچھ مہیا ہو سکتا ہے، لیکن چونکہ اُن پر نفس و شیطان کا غلبہ ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ ہم کو روزہ

رکھنے سے خشکی ہوجاتی ہے، اس طرح نفس وشیطان کی گمراہی سے اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین من شرور النفس والشیاطین

نیز فرمایا کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھنا مسلمانوں پر بہت آسان ہے لیکن کافر ہرگز نہیں کہہ سکتے، ہم نے بعض لوگوں سے جو پہلے کافر تھے اور پھر اسلام لائے، پوچھا کہ تم کو اسلام لانے سے پہلے کلمہ شریف کیسا معلوم ہوتا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ پہاڑ کی طرح نظر آتا تھا جس طرح کسی پر پہاڑ کا گرنا سخت معلوم ہوتا ہے اسی طرح ہم کو کلمہ شریف پڑھنا بڑا سخت معلوم ہوتا تھا، جب حق تعالیٰ نے مہربانی فرمائی کلمہ شریف پڑھنا ہم پر آسان ہوگیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نیز فرمایا ؎

سکہ کہ بر یثرب وبطحا زدند ؞ نوبت آخر بہ بخارا زدند

اسی وقت ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر بیان کیا کہ میں نے ملک خراسان و ہندوستان کو دیکھا ہے لیکن جتنی دینداری بخارا اور تونسہ شریف میں ہے اتنی اور کسی جگہ نہیں ہے یہاں یہ سب جناب کی برکت ہے۔

نیز فرمایا کہ صالحین کی صحبت کا اثر دیر میں ہوتا ہے اور بروں کی صحبت کا اثر جلدی ہوتا ہے، اس لئے بروں کی صحبت سے دور رہنا چاہیئے۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو تمام لوگوں سے بدتر اور کمتر سمجھے پھر یہ شعر پڑھا ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ؞ دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آں کہ در غیر بدبیں مباش ؞ دوم آنکہ در خویش خودبیں مباش۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

فرمایا کہ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزا ملے گی، اگر اچھے عمل کرے گا، اچھی جزا پائے گا، اور اگر بُرے عمل کرے گا بُری جزا پائے گا۔ کقولہ تعالیٰ

ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ
جو ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو (یعنی اس کی جزاء) پالے گا، اور جو ذرہ برابر بُرائی کرے گا وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔ نیز فرمایا قل کل یعمل علی شاکلتہ

نیز فرمایا ؎

من نگویم کہ طاعتم بپذیر ۔۔ قلم عفو بر گناہم کش

ایک رات حضرت قبلہؒ بے شمار مناقب حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہٗ کے بیان فرماتے رہے، بار بار آہ سرد بھرتے اور یہ شعر پڑھتے ؎

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند ۔۔ تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

نیز یہ آیت پڑھی:- ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین
اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور (ظاہری و باطنی نجاستوں سے) پاک رہنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر تمام مخلوق کو (غفلت سے) تنبیہ ہو جاتی تو دنیا کا کام خراب ہو جاتا کیونکہ اس دنیا کا کاروبار غفلت کی بنا پر چل رہا ہے۔ لاکھوں میں سے کوئی ایک متنبہ ہو کر دنیا کو ترک کرتا ہے اور مولیٰ کی طلب میں رات دن اس کی یاد میں لگا رہتا ہے۔

نیز فرمایا جو کوئی حق تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، حق تعالیٰ اس کو عطا فرماتے

ہیں، جس طرح کوئی شخص کسی کی مہمانی کرے۔ تو مہمان دل میں خیال کرتا ہے کہ میں بھی اس کی مہمانی کروں گا، حق سبحانہ وتعالیٰ جو کہ اکرم الاکرمین ہیں۔ صدقہ خیرات کرنے والے شخص کو عطا فرماتے ہیں۔

ایک روز لوگوں نے حاضر خدمت ہو کر بہت عاجزی سے عرض کیا کہ ہماری زراعت کو ایک کیڑا کھا رہا ہے۔ جس کو ہندی میں ٹڈی کہتے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے یہ شعر پڑھا

ہر بلا نازل شدہ برتن ضعیف :: پشہ وہ دزد ودگر قاضی شریف

نیز یہ مصرع پڑھا ع

از درو دیوار می آید صدائے یا حسینؓ

جب انگریزوں نے ملتان کے قلعے کو فتح کیا، اولیاء اللہ کی قبور کی انہوں نے بہت بے ادبی کی، جب یہ خبر حضرت قبلہؒ نے سنی تو آپ نے یہ شعر پڑھا

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد :: میلش اندر طعنۂ پاکاں دہد

ایک رات حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کے ہاتھ اس لئے پکڑتے ہیں کہ شائد کسی مغفور کا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں آجائے اور اس ہاتھ کی برکت سے ہماری بخشش ہو جائے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ماشاء اللّٰہ کان وما لم یشا لم یکن جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتا۔

نیز فرمایا کہ کیمیا گر ہمیشہ ذلیل وخوار ہی رہتے ہیں، اس پر یہ شعر پڑھا

کیمیا گر بہ غصہ مُردہ بہ رنج ۔۔ ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

ایک شخص سے آپ نے فرمایا کہ تم انگریزوں پر تیر نہیں چلاتے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، آپ مدد فرمائیں، آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

کماں نرم باشد کماندار چست ۔۔ بہ وقت کشیدن در آید درست

نیز یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

مرتبت از مرتبت آمد پدید ۔۔ اول ذوالنون شدہ پس بایزید

نیز یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ؎

کنت نبیاً چو علم پیش برد ۔۔ ختم نبوت بہ محمد سپرد

نیز فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی بزرگ کی زیارت کے واسطے جاتا ہے، وہ بزرگ اس کی ہر مصیبت و بلا کے لئے اس کا نگہبان بن جاتا ہے۔ اسی لئے ایسے شخص کو چاہیئے کہ بے فکر ہو کر سفر کرے، ہر آفت سے امان یافتہ ہوگا۔

حضرت قبلہ من و عالمیان قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں مہار شریف میں مقیم تھا۔ ایک روز میں قضائے حاجت کے واسطے شہر سے باہر نکل کر مغرب کی طرف آیا۔ میرا پاؤں ایک خشک ہڈی پر پڑا۔ جب شہر میں واپس آیا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ وہی خشک ہڈی مجھ سے کہہ رہی ہے ؎

دور دار از من قدم اے خام پوست ۔۔ گرچہ خاکم بوئے عشق آید ز دوست

نیز فرمایا ؎

آئینہ سکندر جام جم است بنگر ۔۔ تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ جب ختم شریف میں سورہ الم نشرح پڑھی جائے تو ہر دفعہ شروع میں بسم اللہ شریف پڑھی جائے۔ یا صرف ایک دفعہ کافی ہے؟ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ پہلے ایک دفعہ پڑھنا کافی ہے۔ نیز کاتب حروف (مؤلف ملفوظات) نے عرض کیا کہ جب مسبعات عشر پڑھے جائیں تو بسم اللہ شریف ہر بار پڑھی جائے۔ یا ایک بار کافی ہے۔ فرمایا ایک بار کافی ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ جب طعام موجود ہو تو چاہیئے کہ اکیلے نہ کھائے۔ کسی کے ساتھ مل کر کھانا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے ہاتھوں میں بہت برکت ہوتی ہے جو تنہا کھانے میں نہیں ہوتی ہے

خوردہ ہماں بہ کہ بہ یاراں خوری ؎ حیف براں خوردہ کہ تنہا خوری

اللھم ارزقنا ھذہ الصفتہ الحمیدۃ بحرمتہ مولینا و سیدنا حضرت خواجہ محمد سلیمان اللھم متع المسلمین بطول بقائہٖ

ایک شخص نے خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ غریب نواز! میں دشمنوں کے خوف سے بہت پریشان ہوں، کوئی وظیفہ پڑھنے کے واسطے تبلا دیں تا کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہوں، فرمایا ہر نماز کے بعد یا ناصر یا نصیر سات بار پڑھ لیا کرو۔ نیز ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! میری روزی تنگ ہے، کوئی وظیفہ تبلا دیں کہ میری روزی فراخ ہو جائے۔ فرمایا "اسم یا کریم" ہر نماز کے بعد سو بار پڑھ لیا کرو۔ نیز ایک شخص نے عرض کیا کہ ایسا وظیفہ تبلائیں جس کے پڑھنے سے حق تعالیٰ خطرات کو دور فرمائیں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سو بار اسم "یا غفور" پڑھ لیا کرو۔

نیز فرمایا کہ تصوف خلق کا نام ہے۔

التصوف هو الاخلاق المرضيّۃ	تصوف پسندیدہ اخلاق کا نام ہے۔ تصوف
التصوف هو الحریۃ والفتوت	آزادی۔ فتوت۔ تکلفات کے چھوڑنے
وترك التكلف والسخاءُ	اور سخاوت اور دنیا کے خرچ کرنے کا
بذل الدنیا،	نام ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھ سے سوائے پانچ وقت کی نماز کے اور کوئی نیک کام نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ جو کوئی اس زمانہ میں پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرلے، وہ ولی ہے کیونکہ اس زمانہ میں بے دینی بہت ہے اکثر عورتیں نماز نہیں پڑھتیں۔ اگر کوئی عورت نماز پڑھنے لگ جائے تو دوسری عورتیں اس کا مذاق اڑاتی ہیں۔ اور اس پر یہ مثل چسپاں کرتی ہیں کہ سات سو چوہے کھا کر بلی حج کو جا رہی ہے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مرتبۂ تسلیم عجب نعمت ہے۔ کیونکہ تسلیم میں خیر ہی خیر ہے۔ بعدازاں یہ بیت پڑھا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ٭ ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

نیز فرمایا ؎

اَلا لا تحزنوا اهل البلیّۃ ٭ فللرحمٰن الطاف خفیّۃ

نیز یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

جراحات السنان لها التیام ٭ وما یلتام ما جرح اللسان

فرمایا کہ اگر انسان پر بلا و مصیبت نازل ہو تو چاہیئے کہ صبر و تسلیم سے کام لے تاکہ حق تعالیٰ اس کو دور فرمائیں ـــــ نیز فرمایا کہ جو لفظ بزرگوں کی زبان مبارک پر آجائے اس میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ حافظ نور محمد چولستانی

رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل بزرگ تھے۔ ایک شخص نے حافظ صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز! میرا ایک ہی لڑکا ہے اس کو بھی نورنگ خان نے قید کر رکھا ہے۔ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اس کو رہائی نصیب فرمائیں۔ حافظ نور محمدؒ نے فرمایا کہ تم نورنگ خان کے پاس جاؤ اور اُسے کہو کہ تم نے جو میرا بیٹا قید کر رکھا ہے اس کو اپنی لڑکی دو۔ وہ شخص حافظ صاحبؒ کے کہنے کے مطابق نورنگ خان کے پاس گیا تو اسی طرح جا کر اُسے کہا، نورنگ خان نے جب یہ بات سُنی تو ڈر گیا اور دہشت اس کے دل پر طاری ہو گئی، اس شخص کے لڑکے کو چھوڑ دیا اور اسے خلعت بھی دیا۔ نیز فرمایا کہ حجام کی لڑکی جب قید کی گئی تو بہادل خان کے گھر گئے اور یہ کہنا شروع کیا۔ ہندی :-

گھر آن گھتیا کہرائن ؎ دیکھاں کنویں نچدی نائن

جب بہادل خان نے یہ الفاظ سُنے تو اس کے دل پر دہشت طاری ہوئی۔ اور حجام کی لڑکی کو اپنے گھر سے نکال کر اس کے اپنے گھر روانہ کر دیا۔

نیز فرمایا کہ بعض بزرگوں کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص اُن سے کسی حاجت کے واسطے تعویذ مانگتا تو وہ صرف یہ لکھ کر دے دیتے۔ ہندی :- آیا سادن تے کاہ نہ پھلے۔

اسی سے اس کی حاجت پوری ہو جاتی۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نوم العالم خیرٌ من عبادۃ الجاهل عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر ارشاد فرمائے ؎

آں اماملے کہ کردند اجتہاد ؎ رحمتِ حق بر بروان جملہ باد

بوحنیفہؒ بد امام با صفا ؎ آں سراج امتاں مصطفیٰ

ایک شخص نے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا فرمائیں حق تعالیٰ تمام یاروں کو اپنی جناب کی طرف کھینچ لیں، آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ تمام دوستوں کو حق عزّ وجل اولیاء بنالیں۔ لیکن تمام باتیں اس کی مشیت پر موقوف ہیں جو وہ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا ے

کارہا برخواہشِ خود ساختن کارِ خداست
بندہ باشی اے تو ناداں پس خدا کردی چرا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب اولیاء خدا پر بلا نازل ہوتی ہے تو تسلیم اختیار کرتے ہیں۔ اس ڈر سے کہ کہیں اس سے بھی زیادہ سخت دوسری بلا نازل نہ ہوئے۔ جب رضا و تسلیم سے کام لیتے ہیں حق تعالیٰ ان کو تمام بلاؤں سے محفوظ فرما لیتے ہیں، اور ہر گھڑی اُن پر غیب سے نیا فیض نازل ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ؛ ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

فرمایا کہ "جان" سے مراد حق جل وعلا کا فیض ہے جو کہ دوستانِ خدا پر نازل ہوتا ہے۔

ایک رات آپ نے یہ شعر پڑھے :-

مثنوی

بشنو از نے چوں حکایت می کند ؛ از جدائیہا شکایت مے کند
از نیستاں تامرا بہ بریدہ اند ؛ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
ہر کسے کو دُور ماند از اصلِ خویش ؛ باز جوئید روزگارِ وصلِ خویش

—— بعد ازاں آپ نے یہ شعر پڑھا ے

من چہ گویم وصفِ آں عالی جناب ؛ نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

(مولانا جامیؒ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں یہ شعر کہا ہے)

ایک رات حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا ہماری قوت اب صرف ایک شارک (ایک چھوٹا پرندہ) کے برابر رہ گئی ہے۔ بلکہ کبھی اس سے بھی کم ہوتی ہے ــــ یہ بات آپ نے اس وقت فرمائی جبکہ آپ کی عمر شریف اسی سال سے زیادہ ہوگئی۔

ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہر وقت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کسی سے رنجیدہ نہیں ہوتے۔ فرمایا الحمد للہ کہ لوگ میرے دروازہ پر آتے ہیں اور میں کسی کے دروازہ پر نہیں جاتا۔

حضرت قبلہؒ اپنی پہلی عمر میں قرآن شریف کے دو سیپارے روزانہ پڑھا کرتے تھے اور آخری عمر میں پانچ پاؤ پڑھا کرتے۔ اور فرماتے کہ ایک سیپارہ اور اس کے ساتھ ایک ربع سے کم نہیں پڑھنا چاہیئے۔

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف کی ابتداء میں فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین ــــ فرمایا کہ رب پالنے والے کو کہتے ہیں، اس لئے روزی کا غم نہیں کھانا چاہیئے، روزی کا ضامن وہ آپ ہے۔

ایک رات آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں لوگ فسق و فجور کے کام کرتے ہیں لیکن توبہ استغفار نہیں کرتے اور یہ شعر پڑھا ؎

این چہ زماں است کہ از ہر طرف ؛ ہست بہ فسق اہل جہاں را شرف

نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ شعر فرمایا ؎

زجودش گر نگشتی راہ مفتوح ؛ بہ جودی کے رسیدے کشتی نوح

فرمایا کہ طوفان نوح کے وقت حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کشتی کے کسی جگہ نہ ٹھہرنے کی وجہ سے حیران تھے۔ حضرت حق سبحانہٗ نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ ہمارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو جب نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے درود پڑھا کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی ـــــ نیز آپ نے یہ شعر پڑھا ے

سید الکونین ختم المرسلین ۔۔ آخر آمد بود فخر الاولین

ایک روز حضرت قبلہؒ کی زیارت کے واسطے طوائفیں آئیں اور زیارت کر کے واپس لوٹ گئیں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! طوائفیں برے کام کرتی ہیں اور ان میں حیا نہیں' حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ طوائفوں میں ایک یہ صفت تو ہے کہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ بدکار اور گناہگار سمجھتی ہیں' خدا تعالیٰ ان کو بخش دیں گے کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو سب سے زیادہ بدتر سمجھتا ہے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو اپنے آپ کو نیک سمجھتا ہے۔ اس پر آپ نے یہ بیت پڑھے ے

قطعہ :-

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ۔۔ دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ در خویش خود بیں مباش ۔۔ دگر آنکہ در غیر بد بیں مباش

نیز فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے ظنوا المومنین خیرا۔ اور فرمایا ے

چہ خوش گفت است آں پیر خرابات
کہ التوحید اسقاط الاضافات

نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ قولہ تعالیٰ انی جاعل"

فی الارض خلیفہ میاں واصل منشی نے عرض کیا کہ غریب نواز! مولوی عظیم الدین بہاولپوری بہت ہنر جانتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایک گھڑی بنائی ہے جو خود بخود چلتی ہے اور اس سے رات دن کے گزرنے کا اندازہ ہوتا ہے نیز انہوں نے ایک باجا بنایا ہے جس سے خود بخود آوازیں پیدا ہوتی ہیں بغیر کسی کے بجانے کے۔ حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد کے بغیر سب چیزیں بیکار ہیں، اصل مقصود حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد ہے۔ دوسری تمام چیزوں کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ نیز آپ نے فرمایا

ہندی

سبھے گلاں چھوڑ کے ڈھونڈ محمدؐ مہیں وال کوں

نیز یہ شعر فرمایا ؎

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یک دم باخدا بودن بہ از مُلکِ سلیمانی

ایک روز مجلس میں پیر بخش قوال نے جو کہ ایک صاحب درد آدمی تھا، مولوی صاحب (مولانا محمد علی مکھڈیؒ) کی یہ غزل پڑھی، لوگوں کے اندر بہت سوز اور رقت پیدا ہوئی۔

غزل

شہیدِ تیر آں ترکم کہ از ابرو کماں دارد
خدنگ از دستِ آں خوردم کہ از مژگاں سناں دارد

ز چشم مستِ بیمارم چہ بیماری فزود آخر
بہر سو کُشتہ کہ مے بینم ہزاراں کشتگان دارد

حدیثِ حسنِ یوسف را کجا داند اخوانش
زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد
خوشس آں عاشق کہ از جاناں رُخ مہر و وفا بیند
زیارِ خویش حیرانم نہ ایں دارد نہ آں دارد
صبا با آں طبیبِ عشق حالِ مولوی برگو
کہ بس عمریست کیں بیمار سر بر آستاں دارد

جب آپ نے (غزل کے دوسرے شعر کے پہلے) مصرعہ "زچشمِ مست بیمارم ۔۔۔ الخ" کو سنا تو فرمایا کہ یہاں "چشمِ مستِ بیمارم" نہ کہو بلکہ "چشمِ مستِ بیمارش" کہو۔ اس طرح صحیح ہے۔

نیز (قوال مذکور نے) مغربیؒ کی یہ غزل پڑھی :۔

غزل

ہر سُو کہ دویدیم ہمہ سوئے تو دیدیم ٭ ہر جا کہ رسیدیم ہمہ کوئے تو دیدیم
از مغربیؒ احوال بہ پرسید کہ اورا ٭ سودا زدۂ طرۂ ہندوئے تو دیدیم

نیز ابن یمینؒ کی یہ غزل پڑھی :۔

غزل

خاکِ آں کوُ را بہ چشم ما رساند ہر سحر
ایں امید از جانبِ بادِ صبا داریم ما !
گر شود ابن یمینؒ کشتہ بہ تیغِ عشق او
غم نباشد چوں وصالش خوں بہا داریم ما

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ فی الحقیقت دنیا بہت ہی مکروہ اور بُری چیز ہے اور جن لوگوں کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے عشق اور اپنی محبت سے محروم فرمایا ہے، دنیا ان کی نظروں میں بہت بھلی معلوم ہوتی ہے، اس کے مطابق یہ شعر ارشاد فرمایا ؂

کمالِ صنعتِ مشاطہ شاید ۔۔ کہ روئے زشت را زیبا نماید

اور جن لوگوں کو اپنا عشق اور اپنی محبت نصیب فرمائی ہے دنیا ان کی نظروں میں بہت ہی بُری، مکروہ اور ذلیل و خوار چیز ہے۔ قولہ تعالیٰ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اس کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز دنیا بہت بُری شکل میں اور لمبے لمبے دانتوں کے ساتھ ایک بزرگ کی خدمت میں آئی، انہوں نے فرمایا کہ تو اس قدر بدشکل ہے لیکن لوگ تجھے دوست رکھتے ہیں، یہ کیا بات ہے؟ کہنے لگی میں فی الواقعہ بدشکل و بُری ہوں، لیکن جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اس کو میں اچھی نظر آتی ہوں، اور جو مجھے دوست نہیں رکھتا اس کو بہت بدصورت اور مکروہ نظر آتی ہوں ؂

مقبل آں مردے کہ شد زیں جفت طاق ۔۔ پشت برو کرد و دادش سہ طلاق

نیز فرمایا کہ جن لوگوں نے دنیا کو جمع کیا وہ آخر کار مر گئے اور دنیا کو ساتھ نہ لے گئے بلکہ دوسروں کے لئے چھوڑ گئے۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی خدا یاد درویش کسی عورت سے نکاح کرے تو خراب حال ہو جائے اس طرح کہ بیوی اور بچے حق تعالیٰ کی یاد میں جو کہ ایک نعمتِ عظیم ہے مانع ہوں۔ رات دن بیوی بچوں کی روزی کی فکر میں پڑا رہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے:- قطعہ

شب چو عقد نماز بر بندم ⁂ گرئم چہ خورد بامداد فرزندم
غم فرزند و نان و جامہ و قوت ⁂ باز ت آرد ز سیرت ملکوت

— نیز کیمیائے سعادت میں آیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واللہ لقد حلّت العزوبۃ فی ذالک الزمان یعنی خدا کی قسم! اس زمانہ میں بغیر بیوی کے ہونا حلال ہے۔

— نیز فوائد شریف میں جو کہ حضرت سلطان المشائخؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، آیا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد پانچ طبقے ہوں گے۔ ہر طبقہ کی مدت چالیس سال ہے۔ اس کے بعد ہر طبقہ کے درمیانی فرق کو بیان فرمایا، جب طبقۂ پنجم کا فرق بیان فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گریہ و زاری کرنے لگے — پانچ طبقوں کی مجموعی مدت دو سو سال بنتی ہے۔ دو سو سال گزرنے کے بعد زنِ حاملہ فرزند کے بجائے پِلا جنے تو بہتر ہے۔

قطعہ

زنان باردار اے مردِ ہوشیار ⁂ اگر وقتِ ولادت مار زائیند
ازاں بہتر بنزدیکِ خردمند ⁂ کہ فرزندان ناہموار زائیند

حضرت قبلہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ درود صلوٰۃ تنجینا، شغلِ وقوفِ قلبی، اور پاس انفاس کی مداومت کرنی چاہیئے۔ یہ تینوں چیزیں سالک کے لئے بہت ضروری ہیں۔ نیز فرمایا ہے

اگر تو پاس داری پاسِ انفاس ⁂ بسلطانی رسانندت ازیں پاس
ترا یک پند بس در ہر دو عالم ⁂ کہ بر ناید ز جانت بے خدا دم

نیلز حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی کلمہ شریف پڑھتا ہے، نیک بخت ہے۔

ایک روز میاں زاہد جو کہ صاحب درد شخص تھا، حضرت قبلہؒ کی خدمت میں اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ سالک کے لئے مجرد رہنا بہتر ہے۔ کیونکہ عیالداری ایک مصیبت ہے اس سے رہائی پانا محال ہے عیاذاً باللہ اگر بندہ سے کوئی گناہ ہو جائے اور اس کے بعد وہ توبہ کرے تو بخشا جاتا ہے لیکن اگر عیال و اطفال سے توبہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا، اس کی یہ توبہ قبول نہ ہو گی — اور حدیث میں آیا ہے۔ السلامۃ فی الواحدۃ والآفات بین الاثنین

یعنی اکیلا ہونے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے میں سلامتی ہے اور لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اور ملنے جلنے میں آفتیں اور بلائیں ہیں۔ جو کوئی لوگوں کے ساتھ ملتا جلتا اور بیٹھتا ہے وہ ذکر و فکر سے جو کہ مقصودِ اصلی ہے محروم رہتا ہے کیونکہ ذکر و فکر تنہائی میں ہی ہو سکتا ہے۔ اسی لئے اکثر دوستانِ حق یعنی انبیاء اور اولیاء نے عزلت کو دوست رکھا چنانچہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین، نبوت سے قبل غارِ حرا میں تنہا بیٹھا کرتے اور عبادت کیا کرتے۔ کیمیاء سعادت میں آیا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو دوست رکھتا ہوں جو راستہ یا گلی میں میرے سامنے آئے اور مجھے سلام نہ کہے اور جب میں بیمار ہوں تو میری عیادت کو نہ آئے — اس قدر دوستانِ خدا تعالیٰ نے تنہائی اور عزلت کو دوست رکھا ہے ؎

مجردی بہ حقیقت ہزار سلطنتی است ۔۔۔ اسیر یکدم شہوت لقید زن شدنی است

ذکر و فکرِ حق تعالیٰ مقصودِ اصلی ہے اور یہ تنہائی اور گوشہ نشینی میں ہی ہو سکتا ہے۔

نیز فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مختار ہیں، لیکن آپ نے جو کام بھی کیا حق سبحانہ وتعالیٰ سے اجازت لے کر کیا۔ بغیر اجازت کے کوئی کام نہیں کیا۔ نیز فرمایا کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت کوشش کی کہ میرا چچا ابوطالب ایمان لے آئے اور ابوطالب سے فرمایا کہ میرے کان میں کہہ دو کہ آپ پیغمبرِ برحق ہیں، میں قیامت کے دن تمہارا ایک ہی گواہ تمہارے ایمان کے لئے کافی ہوں گا۔ ابوطالب نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ لوگ کہیں گے اپنے برادرزادہ کا تابع ہو گیا اور اس پر ایمان لے آیا، میں نے اس عار کی وجہ سے دوزخ کو اختیار کیا۔ اختَرتُ النَّارَ علی العار۔

نیز فرمایا ولایت اگر اولیاء کے ہاتھ میں ہوتی تو اپنی ساری اولاد کو ولی بنا دیتے۔ اور اگر علم علماء کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ اپنی ساری اولاد کو عالم بنا دیتے۔ لیکن یہ امر تو اپنے اپنے نصیبہ پر موقوف ہے۔

نیز فرمایا کہ اولیاء خدا مظہرِ حق ہیں جو کچھ ان سے صادر ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے اس کی مثال بیان فرمائی کہ جس طرح کہتے ہیں کہ نہر جاری ہے، نہر کو یہ شرف حاصل ہے کہ پانی اس میں جاری ہوتا ہے اسی طرح اولیاء کو بھی شرف حاصل ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اسماء و صفات کو بوجہ کمال ان میں ظاہر کیا ہے کیونکہ مظاہر ممکنات برتنوں کی مانند ہیں، کہ کسی برتن میں شکر ڈالی جاتی ہے اور کسی میں گندگی اور پلید وغیرہ۔

نیز فرمایا کہ اس زمانہ میں جب بادل اٹھتے ہیں تو بارش کے بجائے اولے برستے ہیں، یہ سب ہمارے گناہوں کی نشامت ہے — اسی طرح قیامت کے روز بادل

دکھائی دیں گے۔ دوزخی خیال کریں گے کہ بارش برسے گی لیکن بجائے بارش کے اس میں سے سانپ اور بچھو نازل ہوں گے، اور دوزخیوں کے برے اعمال کی شامت سے وہ سانپ اور بچھو اُن کو کاٹیں گے اور وہ فریاد و فغاں کریں گے۔ ع

الاماں یا الاماں یا الاماں

اللھم ارزقنا ایماناً مستقیماً وعملاً صالحاً ولساناً ذاکراً وخلقاً حسناً اللھم احفظنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ

نیز آپ نے یہ شعر پڑھا ے

ترسم کہ روزِ حشر عناں بر عناں روند
شیخانِ خرقہ پوش برنداں بادہ خوار

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ احکم الحاکمین ہیں، جو کچھ وہ کریں اس پر راضی رہنا چاہیئے چوں وچرا نہ کرنا چاہیئے اور یہ شعر پڑھا ے

اگر شاہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

نیز فرمایا کہ کشف کا ظاہر کرنا کوئی چیز نہیں ہے ے

ہر کہ او از کشف می گوید سخن
کشف او را بر سرِ او کفش زن

چنانچہ فتوحات مکی میں آیا ہے کہ کشف وکرامت کوئی چیز نہیں، بلکہ کشف وکرامت یہی ہے کہ سالک اپنے تمام اوقات کو حق تعالیٰ کی یاد سے معمور رکھے، ایک سانس بھی

غفلت اور گمراہی میں نہ گزارے اور طاعت میں ذوق اور لذت پائے۔

نیز حضرت قبلہؒ نے حضرت صاحبزادہ خواج محمود سے فرمایا کہ دُعا فرمائیں حق تعالیٰ خیر محمد کو ہماری متابعت نصیب فرمائیں۔

نیز فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے ہم پر اس قدر رعایت فرمائی ہے کہ ظاہری و باطنی نعمتیں ہمیں حاصل ہیں بلکہ روز بروز آپ کا فیض ہم پر زیادہ ہی ہو رہا ہے، ہمیں کسی چیز کی محتاجی نہیں ہے اور ہماری برادری کے لوگ اپنی معاش کے واسطے گھاس اور ایندھن بیچتے ہیں اور اس طرح روٹی کماتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت عبداللہ کے گھر سے ایک نور نکل کر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ جب ابلیس نے وہ نور دیکھا تو بہت غمگین ہوا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اتنے غمگین کیوں ہو، کہنے لگا آج رات عبداللہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور اس کے گھر سے نور نکل کر آسمان کی طرف جا رہا ہے اور ہمارا آسمان کی طرف چڑھنا بند کر دیا گیا ہے کہ اس کے بعد ہم آسمان کی طرف نہیں چڑھ سکتے۔

— نیز فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں ایک نور پیدا ہوا ہے۔ جب بیدار ہوئے تو خوابوں کی تعبیر بتلانے والے کے پاس گئے اور اپنا خواب بیان کیا، اس نے تعبیر دی کہ تمہارے گھر میں نبی آخرالزمان پیدا ہوں گے پھر آپ نے یہ شعر پڑھے

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست

از لات و عزیٰ برآورد گرد
کہ توریت و انجیل منسوخ کرد

ایک روز حضرت صاحبزادہ خواج محمود نے حضرت قبلہؒ کے سامنے اپنی بڑی دادی صاحبہ کی زبانی بیان کیا کہ ہماری دادی صاحبہ جو کہ حضرت قبلہ عالم مہارویؒ کی والدہ تھیں، میاں احمد ودری والہ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ میرا بیٹا کئی سالوں سے گھر سے گیا ہے اور پھر واپس نہیں آیا۔ دعا فرمائیں کہ اپنے گھر میں واپس آجائے۔ میاں احمد جیؒ صاحب دل تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارا بیٹا قطب زمان بن گیا ہے۔ آٹھ روز کے بعد گھر آجائے گا۔ حضرت قبلہؒ نے جب یہ روایت سنی تو ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے خواص کو سب باتیں معلوم کرا دیتے ہیں چنانچہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

ملکہ پیش از زادن تو سالہا
دیدہ باشند ترا با حالہا

بعض دوستوں نے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ کا جہر شروع کیا، ان کی آواز حضرت قبلہ کے کانوں میں پڑی، آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ جہر غلط طریقہ سے کر رہے ہیں۔ ذکر جہر صحیح کرنا چاہیئے اور ہر ضرب میں اسم مبارک "اللہ" کی ہا کو ظاہر کرنا چاہیئے اور زبان مبارک سے ایک ضرب لا الہ الا اللہ کی لگائی اور دوسری اسم "اللہ" کی، اس طرح آپ نے دو ضربیں صحیح لگا کر بتلائیں۔ نیز فرمایا کہ ذکر اس طرح کرنا چاہیئے کہ اس کے سننے سے دل میں ذوق و شوق پیدا ہو۔

حضرت قبلہؒ تمام دوسرے وظائف کی نسبت کلمہ شریف کا ذکر جہر بہت لوگوں کو تلقین کرتے تھے، کیونکہ ذکر لا الہ الا اللہ سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت بہت جلد پیدا ہوتی ہے۔

نیز فرمایا کہ حق سبحانہٗ نے اپنے دوستوں کو صفت ستاری عطا فرمائی ہے کہ جس کسی کا عیب دیکھتے ہیں اسے چھپاتے ہیں۔ ظاہر نہیں کرتے۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے:۔

طوبیٰ لمن شغل عن عیوب الناس

ایک روز صاحبزادہ خواجہ محمود نے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی ملکیتی زمین جو کہ پہاڑ میں تھی، باقی ہے یا نہیں۔ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ اراضی مذکور ہمارے علاقہ میں باقی ہے اس لئے کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ اے فلانے یعنی محمد سلیمانؒ! میں تمہاری طبیعت میں لاابالی پن دیکھتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ اپنے ملک کی زمین کسی کو بخش دو۔ اپنی زمین کو اپنی ملک میں رکھنا۔ حضرت قبلہ عالمؒ کے منع فرمانے کی وجہ سے زمین مذکورہ ہمارے ملک میں (ہمارے نام) باقی ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

بیت دیگر

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز سلطان التارکین تھے، ہزاروں روپیہ نقد اور اونٹ گھوڑے اور دوسرے مال و اسباب میں سے طرح طرح کی چیزیں جو مرید آپ کی خدمت میں لاتے آپ اسی وقت دوسروں کو عطا فرما دیتے۔ اپنے پاس کوئی چیز نہ رکھتے

اللھم ارزقنا ھذہ الصفۃ بحرمۃ محمد و آلہ و صحابہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ اجمعین و سلم

ایک روز حضرت قبلہؒ کی خدمت میں خدا بخش لانگری نے عرض کیا کہ غریب نواز!
قرض بہت ہو گیا ہے، قرض خواہ لوگ تقاضا کرتے ہیں، حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو!
ہم نے اپنا ہاتھ شیرِ خدا کے ہاتھ میں دیا ہے یعنی حضرت قبلہ عالم مہارویؒ کا ہاتھ پکڑا ہے،
ہم انشاءاللہ کسی کے محتاج نہیں ہوں گے ؎

ہر کہ بہ دل دامنِ پیراں گرفت
گنج بقا از دہِ ویراں گرفت

کچھ بات چلی کہ صحیح مسلمان ہونا اور اسلام کا بدرجۂ کمال حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔
اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا پڑوسی ایک
یہودی تھا، اس یہودی سے لوگوں نے کہا کہ تم اسلام کیوں قبول نہیں کرتے، یہودی نے
جواب دیا کہ جو اسلام بایزیدؒ کا ہے وہ تو مجھے حاصل نہیں ہو سکتا، اور جو اسلام تمہارا ہے
اس کو میں قبول نہیں کرتا پھر آپ نے یہ شعر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ؏

سالکا اسلام اگر آساں بدے
ہر کسے چوں شبلی و ادھم شدے

خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ فوائد السالکین میں فرماتے ہیں:۔ "اے فریدالدین!
طالبانِ حق نے طعام اور خواب کو اپنے اوپر حرام کئے رکھا ہے تب جا کر اُن کو درجۂ
قرب نصیب ہوا ہے۔" اور حضرت فریدالدینؒ راحت القلوب میں فرماتے ہیں:۔
"اے نظام الدین! درویش کو چاہیئے کہ پہلے اپنی آنکھ کو لوگوں کے عیوب دیکھنے سے

اندھا بنالے ۔ دوسرے کان کو لوگوں کے عیوب کے متعلق کچھ سننے سے بہرا بنالے تیسرے زبان کو کچھ کہنے سے گنگ بنالے ۔ چوتھے اپنے پاؤں کو لنگڑا بنالے یعنی نہ جانے والی جگہوں پر جہاں کے لئے نفس تقاضا کرے نہ جائے اور اس کی مخالفت کرے کیونکہ :۔

النفس خائنۃ مایعنۃ وافضل الاعمال خلافہا

حتیٰ کہ درگاہ حق تعالیٰ کا محبوب و مقبول بن جائے ۔

نیز کیمیائے سعادت میں آیا ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ چار چیزوں سے اپنا حصار بنالے اول تنہائی دوسرے کم بولنا کیونکہ بہت باتیں کرنے سے سالک کا دل تاریک ہوجاتا ہے ۔ تیسرے کم کھانا کیونکہ کم کھانے سے شیطانی راستے بند ہوجاتے ہیں ۔ چوتھے تھوڑا سونا کیونکہ بہت سونے سے غفلت پیدا ہوتی ہے ۔ ابدال لوگ جو درجۂ ابدالیت کو پہنچے ہیں انہی چار چیزوں کی مداومت سے پہنچے ہیں ۔ ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء

ایک روز میں (مؤلف ملفوظات) حضرت قبلہؒ کی خدمت میں بیٹھا تھا ، ایک ہندو نے آکر حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی زیارت کا مجھے بہت ہی شوق تھا ۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں یہ بات داخل ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے ساتھ صلح رکھی جائے اور یہ بیت بطور شہادت کے پڑھا ۔

حافظا گر وصل خواہی صلح کن باخاص و عام
بامسلمان اللّٰہ اللّٰہ با برہمن رام رام

کچھ بات چلی کہ ہر شخص کی دینی و دنیاوی مراد اس کے اعتقاد کے مطابق اُسے حاصل ہوتی ہے ۔۔۔ اور اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص ایک ملک میں گیا ،

وہاں اس نے لوگوں کو دیکھا کہ خشک زمین میں گنا بوتے ہیں۔ اس شخص نے لوگوں کو کہا کہ کیوں خشک زمین میں بیج کو ضائع کرتے ہو، لوگوں نے اُسے کہا کہ تم اُن لوگوں میں سے ہو جو قادر مطلق پر یقین و توکل نہیں رکھتے، پھر کہا! یہیں ٹھہرو! اور دیکھو کہ جلدی ہی حق تعالیٰ بارش نازل فرمادیں گے! اس شخص نے کہا کہ دیکھا جائے گا، ایک گھڑی تک وہ شخص وہیں رہا۔ اتنے میں حق تعالیٰ کی قدرت سے آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اسی وقت اتنی بارش ہوئی کہ انسان کے گھٹنے کے برابر ہر جگہ پانی کھڑا ہوگیا۔

نیز فرمایا کہ ہمارے وطن پہاڑ میں لوگوں کی زمینیں پہاڑ کے اوپر ہیں، بیج بونے کے موسم میں لوگ مکئی وغیرہ کا بیج خشک زمین میں ڈال دیتے ہیں اور اُس پر ہل چلاتے ہیں۔ حق تعالیٰ اُن کے اعتقاد کے مطابق دوسرے تیسرے روز بارش برسا دیتے ہیں اور وہ زراعت اُسی بارش کے پانی سے پکتی ہے — اسی طرح میں ہندوستان میں گنا اور چاول اور دوسری زراعتیں بارش کے پانی سے ہی پکتی ہیں۔ بعد ازاں آپ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی۔

انا عند ظن عبدی بی حق سبحانہ تعالےٰ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے یقین کے قریب ہوتا ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے اور بندہ کی مراد کو اس کے یقین کے مطابق پورا کرتا ہوں ؎

بر توکل گر بود فیروز بیت ∴ حق دہد مانند مرغان روزیت

(حاشیہ: فیروزیت)

بیت:-

کماں نرم باید کماندار چست
کہ وقت کشیدن در آید درست

"نرم کمان" سے مراد سالک کا نفس ہے یعنی سالک اپنے نفس کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت میں مطیع و فرمانبردار بنائے تاکہ حق تعالیٰ کے حکم میں سستی واقع نہ ہو۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہابیل و قابیل دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے، قابیل نافرمان ہو گیا اور اُس نے ہابیل کو شہید کر دیا اور کافر ہو گیا نعوذ باللہ من ذالک اور کفر اس سے ظاہر ہوا اس کی تمام اولاد اب تک کافر چلی آ رہی ہے اور ہابیل کی ساری اولاد (تقریباً) مسلمان ہے۔ نیز بُلّہ شاہؒ کا ہندی مصرعہ پڑھا ؎

ہابیل قابیل آدم کے جائے آدمؑ کس کا جایا

نیز یہ شعر پڑھا ؎

سرنوشت ما بدست خود نوشت

خوش نویس است او نہ خواہد بد نوشت

نیز یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

زمانہ دگر گونہ آئیں نہاد ٭ شد آں مرغ کو خانۂ زریں نہاد

بیت :-

مجنباں مرا تا بجنبد زمیں ٭ ہمیں گو مُت باز گوئم ہمیں

بیت :-

پناہ بلندی پستی توئی ٭ ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

بیت :-

یارے دارم کہ جسم و جاں صورت اوست

چہ جسم چہ جاں جملہ جہاں صورت اوست

غزل

عشقم کہ در دو کون مکانم پدید نیست ٭ عنقائے مغربم کہ نشانم پدید نیست

زابرو وغمزہ ہر دو جہاں صید کردہ ام ٭ بنگر بداں کہ تیرو کمانم پدید نیست

چوں آفتاب در رخ ہر ذرہ ظاہرم ٭ از غایت ظہور عیانم پدید نیست

گویم بہ زبان و بہ گوش مے شنوم ٭ ویں طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست

چوں ہر چہ ہست در ہمہ عالم ہمہ منم ٭ مانند درد و عالم زانم پدید نیست

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اولیاء کی صحبت میں بہت تاثیر ہوتی ہے، چنانچہ لوہا جب پارس کے پاس پہنچتا ہے اسی وقت سونا بن جاتا ہے، ایک یار نے حضور پرنور کی خدمت میں یہ شعر پڑھا ؎

تابش خورشید اگر تابد بہ دیر ٭ در بدخشاں لعل سازد سنگ را

حضرت قبلہ سلطان التارکین برہان العاشقین المتوکل علی الرحمٰن حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ نے یہ بیت محرم الحرام کی انیسویں تاریخ کو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ؎

آہن کہ بہ پارس آشنا شد

فی الحال بہ صورت طلا شد

بعد ازاں بیت مذکور کو تین رات تین دن متواتر پڑھتے رہے اور ماہ صفر کی ساتویں تاریخ کو نماز عشاء اور نماز تہجد ادا فرمائی اور دوسرے وظائف اپنی تسبیح پر پڑھے، بعدہٗ

صبح کے قریب پاس انفاس کے شغل میں مشغول ہوتے ہوئے پنجشنبہ کی رات کو وصال فرمایا۔

سن ایک ہزار دو سو ستاسٹھ ۱۲۶۷ھ ہجری میں جمعہ کی رات میں بنگلہ شریف میں جو کہ زندگی مبارک میں آپ کا معبد تھا دفن کئے گئے۔ اس وقت وہاں روضہ مبارک ہے۔ مغرب کے وقت لحد تیار ہوئی جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

کنت نبیا چو علم پیش برد :: ختم نبوت بہ محمدؐ سپرد

مؤلف ملفوظات کہتا ہے ؎

حق چو ولایت بہ جہاں در نمود :: ختم ولایت بہ سلیماں نمود
بو کہ شود وصل سلیماں نصیب :: تا کہ شوم در دو جہاں با حبیب
وصل سلیماں ز وصال خداست :: داند ایں نکتہ کہ از اہل صفاست
خواجہ سلیماں ز سلیماں نظیر :: ہست مرا در دو جہاں دستگیر

نیز مؤلف ملفوظات کہتا ہے

امام الدین غلام شاہ تونسہ :: بہ تنہائی گرفت از خلق گوشہ
بہ بیند ہر دو عالم منظہر پاک :: بدارد خویش را کم از خس و خاشاک
ہمہ کس را بداند نیک از خویش :: ہمیں تعلیم کرد از مرشد خویش
خداوندا بہ حرمت شاہ تونسہ :: ز ایاں کن مرا ہمراہ توشہ

بیسا چند ملفوظ فقیر حقیر پر تقصیر خاک راہ درد منداں فقیر امام الدین بن میاں تاج محمود بن حافظ شرف الدین متوطن شاہ اعظم غفر اللہ تعالیٰ لہم و لجمیع المؤمنین و المؤمنات

نے جمع کئے ہیں اس امید پر کہ حق تعالیٰ اس فقیر کی عاقبت کو بہتر بنا دے۔

اللھم امین یا رب العالمین اللھم انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین اللھم اغفر لمصنفہ ولقاریہ و لکاتبہ ولناظرہ ولجمیع المسلمین والمسلمات بحرمتہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمۃ منہ عنی وعن جمیع المؤمنین یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا مجیب یا مجیب یا مجیب اللھم افتح لنا بالخیر واختم لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا بالخیر بحرمت نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وعترتہ وعشیرتہ اجمعین وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین و ارحمنا وانت خیر الراحمین واغفر لنا وانت خیر الغافرین آمین تمت بعون اللہ تعالیٰ شانہ، فی یوم الاحد وقت الضحیٰ فی حادی عشر من شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۴ھ اربع وثمانین بعد الالف والمأتین

مختصر حالات حضرت خواجہ فیض بخش للّٰہی قدس سرہٗ

نام ونسب وخاندان حضرت مولانا الحافظ الخواجہ فیض بخش للّٰہی قدس سرہٗ حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہٗ کے مقبول ومحبوب ترین خلفاء میں سے تھے۔ آپ نسباً انصاری تمیمی ہیں، شجرہ نسب اس طرح ہے :-

حضرت خواجہ فیض بخشؒ بن مولانا عبدالحفیظ بن محمد اعظم بن مولانا کلیم اللّٰہ انصاری للّٰہی۔ انتیسویں [۲۹] پشت پر آپ کا نسب حضرت تمیم انصاری صحابی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی تین صحابہؓ حضرت عبداللّٰہ حضرت جابر اور حضرت تمیم انصاری رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین افغانستان وایران وغیرہ ممالک میں تبلیغ اسلام کے واسطے تشریف لے آئے تھے، پھر سلطان محمود غزنویؒ کے زمانہ میں حضرت تمیم انصاری رضی اللّٰہ عنہ کی اولاد میں سے بعض لوگ سلطان مذکور کے ہمراہ پنجاب میں آئے اور ضلع جہلم کے علاقہ میں پنڈ دادنخان سے بیس میل مغرب کی طرف ایک بستی للّٰہ کے نام سے بسائی۔ یہیں تیرھویں صدی کی ابتداء میں مولانا عبدالحفیظ کے ہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔

تعلیم وتربیت قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ابتدائی دینی تعلیم پنجاب کے مختلف مدارس میں حاصل کی اور وقت کے تمام مروجہ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، تکمیل علم حدیث کے واسطے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں حدیث کی آخری کتابیں پڑھیں۔ آپ کے والد ماجد کو آپ کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ آپ دہلی میں علم حدیث پڑھ رہے تھے اور ابھی تکمیل نہیں ہوئی تھی تو عید الاضحیٰ کے موقعہ پر آپ دہلی سے اپنے گھر للہ تشریف لے آئے۔ چونکہ اس زمانہ میں ریلیں موٹریں نہ تھیں اس لئے یہ سفر آپ کو پیدل ہی طے کرنا پڑا۔ عصر کے وقت آپ للہ پہنچے، آپ کے والد ماجد اس وقت گاؤں سے باہر اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے، کسی نے ان کو جاکر تبلایا کہ فیض بخش دہلی سے گھر ملنے کے واسطے آیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ علم کی تکمیل کر کے آیا ہے یا پہلے ہی چلا آیا ہے۔ بتانے والے نے بتایا کہ ابھی علم کی تکمیل تو نہیں ہوئی ایک آدھ حدیث کی کتاب پڑھنا باقی ہے۔ ویسے ہی گھر ملنے کے واسطے آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے جاکر کہو کہ اسی وقت واپس ہو جائے اور جب تک علم کی تکمیل نہ کر لے مجھے منہ نہ دکھائے۔ چنانچہ والد ماجد کا یہ پیغام سنتے ہی آپ واپس دہلی کو چل پڑے اور رات بھی اپنے گاؤں سے باہر بسر کی۔ جب علم کی تکمیل کر لی تب گھر آئے۔

بیعت و خلافت

تکمیل علوم کے بعد آپ نے حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور ان سے طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت بھی ملی، لیکن چونکہ آپ کی طبیعت میں عشقِ الٰہی کی سوزش و جلن بہت زیادہ تھی اور استعداد بہت بلند تھی اس لئے طبیعت میں خلش باقی تھی، اور دل نسبت چشتیہ کے حصول کی طرف مائل تھا۔ نیز اُسی زمانہ میں خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا اطراف و اکنافِ ملک میں بہت شہرہ ہو چلا تھا، آپ کے دل

میں بھی حضرت خواجہؒ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا جو آپ کو کشاں کشاں حضرت خواجہؒ کے دروازہ پر لے گیا، حضرت خواجہ تونسویؒ نے بہت شفقت و عنایت فرمائی اور خلافت دے کر بیکانیر کی طرف تبلیغ و اشاعتِ دین کے واسطے روانہ فرمایا، آپ بیکانیر میں کافی عرصہ رہ کر اشاعتِ اسلام اور تزکیۂ قلوب کے مقدس فریضہ کو سرانجام دیتے رہے۔ بہت سے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ اور جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو آپ کی خدمت میں فتوحات کا ڈھیر لگ گیا۔ آپ نے نذرانہ کا سارا مال و اسباب ایک اونٹ پر لدوایا اور حضرت خواجہؒ کی خدمت میں تونسہ شریف حاضر ہوئے۔ اور وہ سب مال حضرت خواجہؒ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ غریب نواز! اس مسکین نے اس دنیا کے واسطے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے۔ مجھے تو معرفت حق اور عشق الٰہی کی دولت درکار ہے۔ یہ سُن کر حضرت خواجہؒ بہت خوش ہوئے اور اُٹھ کر گلے لگا لیا اور بیش از بیش توجہات اور فیوض باطنی سے آپ کو نوازا اور فرمایا کہ آپ اب اپنے گھر چلے جائیں اب دنیا آپ کے گھر نہیں آئے گی۔ اور دعا فرمائی کہ علم و فقر اور عشق الٰہی کی دولت آپ کے گھر میں ہمیشہ رہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ الٰہی للّٰہ تشریف لے آئے اور اپنی تمام جائداد زمین وغیرہ اپنے بھائی بندوں کو لکھ کر دے دی اور گوشہ نشینی اختیار کی تب سے آپ کا لقب تارک الدنیا ہوا۔ لیکن آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور کچھ عرصہ عالم استغراق میں رہ کر واصل بحق ہوئے۔ ۲۷ ذی القعدہ ۱۲۸۲ھ مطابق اگست ۱۸۶۶ء میں آپ کی وفات ہوئی اور اپنے حجرہ میں جو آپ کی زندگی میں آپ کا معبد تھا دفن کئے گئے۔

آپ نے اپنے شیخ ثانی حضرت خواجہ تونسویؒ کی خدمت میں بہت سی تصوف

کی کتابوں کا درس بھی لیا۔ ۱۲۶۲ھ میں حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کی فصوص الحکم کا درس لیا۔ فصوص الحکم کا قلمی نسخہ جو حضرت کے کتب خانہ میں موجود ہے اور مولانا محمد حسین پشاوریؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

" باتمام رسید و باختتام انجامید تسویدا ین رسالہ شریفہ و تشییدا یں مقالہ لطیفہ مسمّی بنقد النصوص فی شرح نقش الفصوص از دست فقیر محمد حسین غفرلہ و لوالدیہ و احسن الیہما و الیہ در تونسہ شریفہ زادہا اللہ شرفا" بتاریخ بست و پنجم شہر شعبان المعظم ۱۲۶۲ھ مقدس وقت عصر بہ پاس خاطر عاطر مشفقی ام مولوی فیض بخش صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ"

مشہور ہے کہ حضرت للّٰہی بہت حسین و جمیل تھے۔ پھر انوار آلہی کے غلبہ نے صورت کو اور بھی نورانی و پرکشش بنادیا تھا اس لئے آخری عمر میں یہ حالت تھی کہ ایک نگاہ بھی جس پر ڈال دیتے اس کی عجیب حالت ہوتی اور چشم معنی کھل جاتی۔ بہت سی کرامات کا آپ سے ظہور ہوا جن کی تفصیل درج کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

وفات سے کچھ وقت پہلے آپ کے ایک عزیز مولوی آلہی بخش صاحب کنڈلوی نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کے دونوں صاحبزادے صغیر سن ہیں اور گھر میں بھی کوئی چیز نہیں آپ ان کو کس کے حوالہ کر کے جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں، میری اولاد میں سے جو دین پر قائم رہے گا اسے خدا تعالیٰ ضائع نہیں فرمائیں گے اور جس نے دین کو چھوڑ دیا میرا اور میرے خدا کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

آپ کی مقبولیت | حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ کے جلیل القدر خلیفہ سید امام شاہ صاحبؒ ساکن جبّی (علاقہ سون) فرمایا کرتے تھے

کہ حضرت خواجہ تونسویؒ کے خلفاء میں سے خواجہ فیض بخش للّٰہیؒ کو حق تعالیٰ نے وہ مرتبہ عطا فرمایا اور جس پر میرا ایمان ہے کہ جس کلمہ گو نے آپ کی زندگی میں آپ کی زیارت بھی کی اسے بھی حق تعالیٰ نے بخش دیا۔

حضرت للّٰہیؒ کی وفات سے قبل بھیرہ کے مشہور بزرگ حضرت میاں غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ حضرت مولانا خواجہ فیض بخشؒ کے لئے دو عظیم الشان خلعتوں میں سے ایک خلعت مقدر ہو چکا ہے۔ ایک خلعت، خلعت محبوبی ہے اور دوسرا بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہونے کا خلعت ہے، دیکھئے کونسا نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ چند روز کے بعد حضرت للّٰہی کا وصال ہو گیا۔ وصال کے بعد حضرت کے بعض مخالفین کے مخالفانہ اقوال کی تردید میں حضرت میاں صاحبؒ مذکور نے فرمایا کہ "اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ حضرت للّٰہیؒ کی نماز جنازہ میں تمام ارواح انبیاء اور اولیاء نے شرکت کی، اور فرشتوں کی تو اتنی کثرت تھی کہ کوہستانِ نمک سے لے کر دریائے جہلم تک جنازہ کی صفیں تھیں"۔

اولاد و جانشین

آپ کے دو صاحبزادے تھے بڑے مولانا حافظ ناصر الدینؒ اور چھوٹے مولوی عبد العزیز۔ آپ کی وفات کے بعد مولانا حافظ ناصر الدینؒ آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کی تربیت ان کے ماموں مولانا الٰہی بخش صاحب نے کی اور خلافت حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے دی، مولانا ناصر الدینؒ نہایت حلیم الطبع، منکسر المزاج اور ہر دلعزیز بزرگ تھے اکثر اوقات مراقب رہتے اور جب عشق الٰہی کا غلبہ ہوتا تو فقیر احمد بخش اور میاں ابراہیم سے مولانا جامی کا کلام سنتے۔ اکثر یہ غزل سنتے:-

اے فسون چشم مننت مائۂ دیوانگی ۔۔ آشنایان ترا از خویش ہم بیگانگی
شمع رخسار تو ہر جا بر فروز بزم حسن ۔۔ از خدا خواہند خوباں دولت پروانگی
شیوۂ عاشق چہ داند زاہد خلوت نشیں ۔۔ جلوۂ طاؤس کے آید ز مرغ خانگی
بگذر از طور خرد کاندر طریق عشق ہست ۔۔ عاقلی دیوانگی دیوانگی فرزانگی
اے کہ گوئی شیوۂ مرداں ست صبر از روئے خوب ۔۔ خیز کز جامی نخواہد آمد ایں مردانگی

مولوی عبدالعزیز صاحب کے ایک ہی صاحبزادے تھے مولانا حافظ احمد مرحوم، بڑے عالم، زاہد، متقی اور صاحب سوز و گداز انسان تھے، عربی فارسی اردو اور پنجابی میں شعر بھی کہتے تھے عین جوانی کے عالم میں انتقال فرمایا۔

خواجہ حافظ ناصر الدینؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ مولانا فضل حسینؒ اور محمد عثمان آپ کی وفات کے بعد مولانا فضل حسینؒ آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کو اپنے والد ماجد کے علاوہ حضرت خواجہ محمود تونسویؒ اور حضرت خواجہ حامد تونسویؒ نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے خلیفہ خواجہ احمد میرویؒ سے بھی باطنی استفادہ کیا، آپ کے مزاج میں جلالیت بہت تھی۔ بہت عرصہ تک مشائخ سلسلہ کی روایات کو قائم رکھ کر ۱۹۳۰ء میں انتقال فرمایا۔ تین صاحبزادے ہوئے۔ بڑے مولانا حافظ نظام الدین صاحب جو آج کل سجادہ نشین ہیں۔ ان کو حضرت شیخ المشائخ خواجہ حافظ نظام الدین صاحب تونسوی مدظلہ العالی نے خلافت دی۔ دوسرے حافظ محمد سعید ان کا عین عنفوان شباب میں انتقال ہو گیا، تیسرے مولانا حافظ محمد اکرم صاحب ساکن کھیوڑہ، ان کو شیخ المشائخ حضرت مولانا الحافظ الحاج الشاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری مدظلہ العالی نے اجازت و خلافت دی ہے۔ ۔۔